دعوت وتبلیغ کے نہج کی حفاظت کے لیے اکابرین
کے موقف اور ان کی اصلاحی کوششوں پر مشتمل

مجموعۂ خطوط

(دوسرا ایڈیشن)

مرتب

آفتاب عالم

زیرِ نگرانی

مولانا عبیداللہ قاسمی

پروفیسر وصدرِ شعبۂ تشریح البدن، اجمل خاں طبیہ کالج، اے. ایم. یو. علی گڑھ

نام کتاب : مجموعۂ خطوط

مرتب : آفتاب عالم

پہلا ایڈیشن : فروری ۲۰۱۸ء

تعداد : 3000

دوسرا ایڈیشن : جون ۲۰۱۸ء

قیمت : Rs.100، (سادہ ایڈیشن/Rs 50)

ملنے کا پتہ

حبیب بکڈپو

نورا اپارٹمنٹ، پہاسو ہاؤس، علی گڑھ

Contact: 8791196492, 9068093584

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	مقدمۂ طبع ثانی	۸
۲	مقدمۂ طبع اول	۱۱
۳	موجودہ احوال کی وضاحت سے متعلق دعوت وتبلیغ کا تاریخی پس منظر	۱۳
۴	قسط نمبر ا: مولانا سعد صاحب کے نام ابتدا میں اصلاح کے لیے پیش کیے گئے خطوط	۵۵
۵	وضاحتی تحریر	۵۶
۶	خط نمبر ا: اکابرین حضرات کا خط بنام مولانا سعد صاحب کام کی موجودہ ترتیب و نہج کے حوالے سے اپنی تشویش کے اظہار میں (مورخہ ۱۱/مارچ ۲۰۱۵ء)	۵۹
۷	خط نمبر ۲: دارالعلوم دیوبند کے اکابرین علماء کی تحریر پرانے کام کرنے والوں کے نام کام کے موجودہ حالات کے حوالے سے اپنی تشویش کے اظہار میں (مورخہ ۳۱/اگست ۲۰۱۵ء)	۶۵
۸	خط نمبر ۳: مولانا عاقل صاحب کی طرف سے موجودہ حالات کی ایک اطلاعی تحریر بنام مولانا سلمان صاحب (مورخہ ۳۱/اگست ۲۰۱۵ء)	۶۷

۹	خط نمبر۴: تکمیل شوریٰ کی ضرورت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اکابرین حضرات کا خط بنام مولانا سعد صاحب (مورخہ ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۵ء)	۷۱
۱۰	خط نمبر ۵: حقائق تک رسائی اور غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے اکابرین حضرات کی ایک اصلاحی تحریر بنام مولانا سعد صاحب (مورخہ اواخر اکتوبر ۲۰۱۵ء)	۷۴
۱۱	خط نمبر ۶: تکمیل شوریٰ کی ضرورت کے لیے ملکوں کے عرب ذمہ داروں کا خط بنام محترم حاجی عبدالوہاب صاحب اور مولانا سعد صاحب (مورخہ اوائل نومبر ۲۰۱۵ء)	۸۳
۱۲	قسط نمبر۲: شوریٰ کی تکمیل اور اس کے بحال کرنے کی کوشش کے لیے پیش کیے گئے خطوط	۸۵
۱۳	وضاحتی تحریر	۸۶
۱۴	خط نمبر۷: محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی طرف سے تکمیل شوریٰ کی اطلاعی تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام (مورخہ ۱۶ر نومبر ۲۰۱۵ء)	۷۹
۱۵	خط نمبر۸: ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کی ایک اطلاعی تحریر بخدمت محترم حاجی عبدالوہاب صاحب (مورخہ ۴ر جنوری ۲۰۱۶ء)	۹۲
۱۶	خط نمبر۹: محترم حاجی عبدالوہاب کا خط بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ میں اضافہ کی عدم منظوری کے سلسلہ میں (مورخہ ۴ر جنوری ۲۰۱۶ء)	۹۴

١٧	خط نمبر١٠: ٹونگی اجتماع (جنوری ۲۰۱٦ء) کے موقع پر فیصل کے تعین کے سلسلہ میں ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کی عرضی تحریر بخدمت حضرات شوریٰ (مورخہ ۷/جنوری ۲۰۱٦ء)	٩٦
١٨	خط نمبر١١: ٹونگی اجتماع (جنوری ۲۰۱٦ء) کے موقع پر حضرات جماعتِ رائے ونڈ کی ایک وضاحتی تحریر بنام مولانا سعد صاحب (مورخہ ١٧/جنوری ۲۰۱٦ء)	٩٨
١٩	خط نمبر١٢: شورائی نظام پر عمل درآمد اور کام کے نہج و اصول کی نگرانی کی طرف توجہ دلانے کے لیے ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کا خط بنام حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد (مورخہ ۲۰/جنوری ۲۰۱٦ء)	١٠٣
٢٠	خط نمبر١٣: بنگلہ والی مسجد میں نامناسب بیعت اور دیگر سازشوں کے متعلق ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کی ایک اطلاعی تحریر بنام حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد (مورخہ ۴/فروری ۲۰۱٦ء)	١٠٧
٢١	قسط نمبر٣: اکابرین حضرات کے موقف کے اظہار سے متعلق خطوط	١١٣
٢٢	وضاحتی تحریر	١١٤
٢٣	خط نمبر١٤: چند پرانے کام کرنے والوں کی ملک کے جوڑ میں عدم شرکت کی اطلاعی تحریر بنام مولانا سعد صاحب (مورخہ ١٧/جولائی ۲۰۱٦ء)	١١٨
٢٤	خط نمبر١٥: مولانا زہیر الحسن صاحب کی وضاحتی تحریر امارت کے الزام کے سلسلہ میں (مورخہ ١٨/جولائی ۲۰۱٦ء)	١٢٢

۲۵	خط نمبر۱۶: پڑوسی ملک کی حج کے موقع پر علاحدہ قیام کی اطلاع تحریر بنام حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد (مورخہ ۲۳؍جولائی ۲۰۱۶ء)	۱۲۳
۲۶	خط نمبر۱۷: ملک کے چند پرانے اکابرین حضرات کا خط اپنے موقف کے اظہار میں (مورخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۱۶ء)	۱۲۵
۲۷	خط نمبر۱۸: ملک کے چند پرانے اکابرین حضرات کا خط بنام مولانا سعد صاحب واحباب جماعت ترتیب وتشکیل بنگلے والی مسجد (مورخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۱۶ء)	۱۳۵
۲۸	خط نمبر۱۹: مولانا ابراہیم صاحب کا خط اپنے موقف کے اظہار میں (مورخہ ۱۵؍اگست ۲۰۱۶ء)	۱۳۷
۲۹	خط نمبر۲۰: مولانا یعقوب صاحب کا خط اپنے موقف کے اظہار میں (مورخہ ۲۷؍اگست ۲۰۱۶ء)	۱۴۱
۳۰	خط نمبر۲۱: مولانا احمد لاٹ صاحب کی تحریر اپنے موقف کے اظہار میں (مورخہ ۲۸؍اگست ۲۰۱۶ء)	۱۴۶
۳۱	خط نمبر۲۲: عرب ذمہ داراوں کی اصلاحی کوششوں کی کارگزاری (مورخہ ۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۶ء)	۱۴۷
۳۲	قسط نمبر۴: کام کی حفاظت کے لیے حضراتِ اکابر کی جانب سے پیش کیے گئے خطوط	۱۵۵
۳۳	وضاحتی تحریر	۱۵۶

۳۴	خط نمبر۲۳: رائے ونڈ اجتماع (نومبر ۲۰۱۶ء) کے موقع پر عالمی شوریٰ کا خط بنام مولانا سعد صاحب (مورخہ ۷/نومبر ۲۰۱۶ء)	۱۵۸
۳۵	خط نمبر۲۴: رائے ونڈ اجتماع (نومبر ۲۰۱۶ء) کے موقع پر عالمی شوریٰ کا خط ممالک کے ذمہ داران کے نام (مورخہ ۱۳/نومبر ۲۰۱۶ء)	۱۶۱
۳۶	خط نمبر۲۵: رائے ونڈ کے پرانوں کے جوڑ (مارچ ۲۰۱۷ء) کی ایک اہم مجلس کی کارگزاری (مورخہ ۱۸/مارچ ۲۰۱۷ء)	۱۶۴
۳۷	خط نمبر۲۶: محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی ایک بابرکت تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام (مورخہ ۷/اگست ۲۰۱۷ء)	۱۶۷
۳۸	خط نمبر۲۷: محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی دوسری تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام (مورخہ ۵/ستمبر ۲۰۱۷ء)	۱۶۹
۳۹	خط نمبر۲۸: رائے ونڈ اجتماع (نومبر ۲۰۱۷ء) کے موقع پر مختلف ممالک کے امور کی وضاحت کے سلسلہ میں عالمی شوریٰ کی تحریر (مورخہ ۵/نومبر ۲۰۱۷ء)	۱۷۱
۴۰	خط نمبر۲۹: اختلافات کی وجوہات اور اس کے حل کی وضاحت سے متعلق ہندوپاک کے اکابر تبلیغ کی تحریر (مؤرخہ ۲/مارچ ۲۰۱۸ء)	۱۷۳
۴۱	**تکملہ:** موجودہ مسائل کا حل اکابرین کی نظر میں	۱۷۵

مقدمہ طبع ثانی

دعوت وتبلیغ کی عظیم اور عالی محنت جن احوال سے گزر رہی ہے محتاجِ بیان نہیں۔ اور یہ بھی اظہر من الشمّس ہے کہ ان احوال کا سبب کہیں اور نہیں خود اس کے حاملین اور اسی ماحول کے پروردہ و پرداختہ ہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ان احوال کے بارے میں مختلف رسائل اور کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اسی سلسلے میں ایک مختصر سی کتاب ''مجموعۂ خطوط'' کے نام سے فروری ۲۰۱۸ء کے اواخر میں شائع ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ ان خطوط کا مجموعہ ہے جو دعوت وتبلیغ کے اکابر ومشائخ کی ان کاوشوں پر مشتمل ہے، جو انھوں نے گزشتہ تقریبا دو دہائیوں میں مولانا سعد صاحب کے تفردات، خودساختہ اجتہادات اور دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں ان کی بے اعتدالیوں کے بارے میں، کیں۔

کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے دنیا کے بیشتر ممالک میں چند مہینے میں نہ صرف پہنچ گئی بلکہ مختلف زبانوں میں تراجم کا شدید اور پیہم اصرار ہے، اور

الحمدللہ ترجمے کا کام جاری ہے۔ بنگلہ زبان میں تو اردو کتاب کے ساتھ ہی ساتھ یہ آ گئی تھی۔ کتاب کے انگریزی، ہندی اور عربی تراجم بھی جلد ہی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والے ہیں۔

کتاب کی اشاعت کے فوراً بعد یہ محسوس ہوا کہ ابھی کچھ انتہائی ضروری خطوط ایسے رہ گئے ہیں جن کا شامل نہ ہونا موضوع کی تشنگی کا باعث ہے، دریں اثنا مختلف احباب نے کتاب میں ٹائپنگ کی اغلاط کی نشاندہی کی، بعض ضروری اضافات کے سلسلے میں مشورے بھی موصول ہوئے۔ اس لیے کتاب کے دوسرے ایڈیشن کا تقاضہ محسوس ہوا۔

یہ خطوط عزیزم ڈاکٹر آفتاب سلمہٗ نے بڑی عرق ریزی سے جمع کیے تھے اور میری نگرانی میں مرتب ہوئے تھے۔ اسی لیے کتاب کے مصنف کے طور پر انہی کا نام تھا اور حق بھی انہی کا تھا لیکن کتاب کی طباعت کے بعد بعض بزرگوں اور اہم کرم فرماؤں نے متوجہ کیا کہ تمھیں اپنا نام ضرور لکھنا چاہیے تھا (بلکہ بنگلہ زبان میں تو ترجمہ ہی اس شرط پر ہوا کہ اس میں سرپرست یا نگراں کے طور پر آپ کو اپنا نام شامل کرنا پڑے گا، جس کی اجازت نہ چاہتے ہوئے بھی دینی پڑی) چنانچہ اس کتاب میں مصنف کے ساتھ زیر نگرانی میں میرا نام شامل ہے۔

کتاب کی ایڈیٹنگ کے وقت پوری توجہ اور کوشش کی گئی ہے کہ اب کتابت وطباعت کی غلطی بالکل نہ ہو لیکن یہ انسان ''مرکب من الخطاء والنسیان '' سے ممکن نہیں۔ ایسے مواقع پر امام شافعیؒ کا وہ بے تکلفانہ جملہ یاد آتا ہے جو انھوں نے کتاب ''الرسالہ'' کے اسی ویں بار ملاحظے کے وقت بھی غلطی دیکھ کر کہا تھا ''هيه ابىٰ الله أن يكون كتابا صحيحاً غير كتابه'' کہ بس بس! خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہی نہیں کہ اس کی کتاب کے سوا کوئی کتاب غلطیوں سے پاک ہو۔

اس لیے احباب سے درخواست ہے کہ کتاب میں کہیں فروگزاشت ہوتو بندے کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے درست کرنے کی کوشش کی جائے۔

اخیر میں ان سبھی احباب کے شکرگزار ہیں جنھوں نے کتاب کی طباعت کے سلسلے میں کسی بھی طرح سے معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے بہترین جزاء نصیب فرمائے۔ بالخصوص وہ احباب جنھوں نے اس ایڈیشن میں خصوصیت سے اغلاط کی نشاندہی کی اور نیک مشوروں سے نوازا، چند کے نام ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، مثلاً مولانا عثمان صاحب جنوبی افریقہ، مولانا حبیب اللہ صاحب ری یونین، ڈاکٹر افروز عالم لکھنؤ، ڈاکٹر سعد عالم علی گڑھ وغیرہ۔

عبیداللہ

پروفیسر وصدر

شعبۂ تشریح البدن، اجمل خاں طبیہ کالج،

اے. ایم. یو. علی گڑھ

مقدمہ طبع اول

اس وقت دعوت کی عالی اور مبارک محنت زبردست حالات اور ابتلاء سے گزر رہی ہے۔۹۰ ؍سال کی تاریخ میں اس عظیم محنت کے اوپر کبھی ایسے حالات نہیں آئے جیسے اس وقت آئے ہوئے ہیں۔ یہ حالات ایک دو سال میں پیدا نہیں ہوئے ہیں بلکہ پندرہ۔بیس (۱۵۔۲۰) سال پہلے سے ہی اس کی شروعات ہوئی ہے۔اور ابتدا ہی سے چند اکابرین جو حضرات شیخین (یعنی حضرت مولانا یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ) کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں اور ایک طویل عرصے تک بنگلے والی مسجد میں مقیم رہے،۵۰۔۶۰ سالوں سے مسلسل عالمی سطح پر کام کررہے ہیں اور اس وقت کام کی صفِ اوّل کے ذمہ داروں میں ہیں، ان حالات کو لے کر متفکر ہوئے۔ چنانچہ ان حضرات نے پہلی اصلاحی کوشش یہ کی کہ عمومی مجمع کو الجھائے بغیر نظام الدین کی چہار دیواری کے اندر ہی پورا معاملہ حل ہو جائے اور کوئی انتشار یا ٹکراؤ کی شکل پیدا نہ ہو،مگر برسوں کی اس محنت میں پوری طرح سے ناکامی ہی رہی۔

جب نظام الدین کی چہار دیواری کے اندر حالات کے سدھرنے کی ساری شکلیں مسدود ہوگئیں اور آئندہ کے لیے ساری امیدیں ختم ہوگئیں تو ان حضرات نے نظام الدین کی چہار دیواری سے باہر اصلاحی کوششیں شروع کیں۔اس کے بعد اللہ کے فضل وکرم سے حالات سدھرنے شروع ہو گئے اور اس محنت میں جو فتنہ پنپنے والا تھا وہ ان مخلصین کی کوششوں،صبر اور استقامت کی برکت سے دبتا چلا گیا۔اس وقت دعوت کی محنت پر آئے حالات کی وجہ سے یہ کام خطرے میں پڑ گیا تھا اور کام کرنے والا مجمع الجھنوں کا شکار ہو گیا تھا،ان حضرات کی اصلاحی کوششوں سے کام کی بھی حفاظت کی شکل پیدا ہوگئی اور کام کرنے والا مجمع بھی سنبھل گیا۔اور اللہ کا شکر ہے کہ کام ان مخلصین کی محنتوں،توجہ اور دعاؤں کے طفیل اپنے پرانے ۸۰۔۹۰ سالہ رخ پر ہو رہا ہے اور روزافزوں ترقی پذیر ہے۔

ان احوال پر اگرچہ تحریرات کا ایک بڑا ذخیرہ وجود میں آچکا ہے لیکن اس تحریر کے ذریعے یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایک غیر جانب دارانہ انداز میں ممکن حد تک ان سارے خطوط کو جمع کر دیا جائے جو ان حضرات نے اصلاحی کوششوں کے لیے وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے ہیں۔ یہ خطوط الگ الگ بکھرے پڑے تھے، اس وقت یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کو ایک جگہ مرتب کیا جائے تا کہ ان کے ذریعہ سے تبلیغ کی موجودہ کشمکش کی صحیح صورت حال واضح ہو جائے۔ ان خطوط کو پڑھنے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان حضرات نے کس قدر صبر وتحمل اور حکمت و بصیرت کے ساتھ ایک طویل عرصہ تک اصلاحی کوششیں کی ہیں۔ اسی کے ساتھ موجودہ انتشار اور اختلاف کے تئیں ذہنوں میں جو اشکالات پیدا ہوتے ہیں یا بعض لوگوں کی طرف سے جو اشکالات پیدا کیے جا رہے ہیں ان کے جوابات بھی ان خطوط کے مطالعے سے ان شاء اللہ خود بخود مل جائیں گے۔ اس لیے ساری دنیا کے پرانے کام کرنے والے اور کام سے محبت رکھنے والے ان احباب سے، جو موجودہ حالات کو لے کر متفکر ہیں، درخواست ہے کہ ان خطوط کو خوب صبر وتوجہ سے پڑھیں۔

اس کتاب میں کل ۲۹ (انتیس) خطوط ہیں جنھیں تاریخ کے حساب سے جمع کیا گیا ہے۔ سہولت کے لیے خطوط کے اس مجموعہ کو چار قسطوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر قسط میں شامل خطوط سے متعلق ضروری باتیں درج کر دی گئیں ہیں تا کہ ان خطوط کے پس منظر کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ دعوت وتبلیغ کی اس محنت کے ۹۰ رسالہ تاریخ کے کچھ اہم واقعاتی پہلو اس کتاب کے شروع میں لکھ دیے گئے ہیں، جن کے ذریعہ موجودہ حالات کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ جن تحریرات/ بیانات سے یہ باتیں جمع کی گئی ہیں ان کے حوالہ جات بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو اور ساری امت کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے اور گمراہ ہونے سے محفوظ فرمائے اور محض اپنے فضل وکرم سے اس عالی اور مبارک کام کی تمام فتنوں سے حفاظت فرما کر کام کے صحیح نہج کو قائم فرمائے۔ آمین

موجودہ احوال کی وضاحت سے متعلق دعوت وتبلیغ کا تاریخی پس منظر

ادوارِ اکابرِ ثلاثہ کی کچھ اہم خصوصیات

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پوری امت میں مکمل دین کے زندہ کرنے کی مبارک محنت ایک مخصوص طریقہ کار پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ذریعہ شروع فرمائی۔ لوگوں نے اسے تبلیغ کا نام دے دیا۔ حالانکہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر میں اس محنت کا کوئی نام رکھتا تو تحریکِ ایمان رکھتا''۔ ایک موقع پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ ''اپنے اس کام کا نام تبلیغ یا تبلیغی جماعت ہم نے نہیں رکھا بلکہ نام رکھنے کے مسئلہ پر ہم نے کبھی غور ہی نہیں کیا، پس اپنے آپ ہی یہ نام چل پڑا اور ایسا مشہور ہوا کہ اب کبھی کبھی ہم بھی یہی نام لیتے ہیں''۔

اس محنت کی بنیاد ہر فردِ امت کو اپنی اصلاح اور خالصتاً اعلاء کلمۃ اللہ واشاعتِ دین کے لیے اپنی جان و مال کے لگانے پر کھڑا کرنے کو بنایا گیا۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے امت کے لیے بے حد رونے اور گڑگڑانے اور اپنی جان و مال کو کلیۃً اس پر لگانے اور امت کی قربانیوں پر اللہ کی طرف سے اس مبارک محنت کے مخصوص نہج اور طریقۂ کار کو مقبولیت ملی۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں یہ مبارک محنت شروع ہوئی اور محنت کرنے والوں کے اخلاص اور ان کی قربانیوں کی بنیاد پر یہ محنت عند اللہ ایسی مقبول ہوئی کہ صرف دو تین دہائیوں میں ہی پورے عالم کے مسلمان اس سے استفادہ کرنے لگے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ اور ان کے رفقاء کی جاں گسل فکروں اور محنت سے یہ کام سارے عالم میں پہنچ گیا اور دنیا کے اکثر ممالک میں یہ محنت شروع ہوگئی۔

وصال سے قبل حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری صاحبؒ اور مولانا ظفر احمد تھانوی صاحبؒ کو یہ پیام پہنچایا کہ مجھے اپنے آدمیوں میں سے ان چند پر اعتماد ہے، آپ لوگ جسے مناسب سمجھیں اس کے ہاتھ پر ان لوگوں کو بیعت کرادیں، جو مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں:

۱	حافظ مقبول حسن صاحبؒ	۴	مولانا محمد یوسف صاحبؒ
۲	قاری داؤد صاحبؒ	۵	مولانا انعام الحسن صاحبؒ
۳	مولانا احتشام الحسن صاحبؒ	۶	مولانا سید رضا حسن صاحبؒ

چنانچہ ان حضرات نے باتفاقِ رائے حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ کے منتخب کردہ ان چھ افراد میں سے حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کو امیر مقرر فرمایا اور حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ نے اس کو قبول فرما لیا۔ اگلے دن ۱۳؍جولائی ۱۹۴۴ء کو حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ کا انتقال ہوگیا اور دعوت کے کام کی ذمہ داری حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کے اوپر آ گئی، یہاں تک کہ ۲۱؍سالہ دورِ امارت کامیاب طور پر گزار کر ۲؍اپریل ۱۹۶۵ء کو آپ کا اچانک لاہور میں انتقال ہوگیا۔

اس وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ حیات تھے جو شروع ہی سے اس کام کی سرپرستی فرما رہے تھے۔ انھوں نے وقت کے اکابرین اور دوسرے علماءِ کرام (جن میں حضرت مولانا علی میاں ندوی صاحبؒ اور حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ جیسے

متبحر علماءِ کرام شامل ہیں) سے مشورہ کر کے مولانا انعام الحسن صاحبؒ کو دعوت وتبلیغ کا امیر مقرر کیا اور اس کا اعلان بنگلے والی مسجد میں حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی صاحبؒ سے اور دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ سے کرایا گیا۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حضرت جیؒ کی امارت کے اعلان کے بعد دبے لفظوں میں کچھ اہلِ میوات کی طرف سے یہ بات بھی آئی کہ امیر تو مولانا یوسف مرحوم کے صاحبزادے مولوی ہارون صاحب کو ہونا چاہیے لیکن مولانا ہارون صاحب نے خود ان باتوں کی تردید اور اپنے محترم نانا حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب کے فیصلے کی تائید کر دی اور مجمع عام میں اس کا اعلان بھی کر دیا۔

کام اس طرح پورے عالم میں بغیر کسی قسم کے مسئلے کے پھلتا پھولتا رہا اور دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ تیس سالہ طویل دور امارت کامیاب طور پر پورا فرما کر ۱۰/جون ۱۹۹۵ء میں حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ بھی اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

ان اکابرِ ثلاثہ کے ۷۰/سالہ دور امارت کی کچھ اہم خصوصیات ذیل میں ذکر کی جا رہی ہیں:

۱۔ یکساں نہج: حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ پر اللہ پاک نے کام کا القاء فرمایا، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے اس کام کے ایک ایک جزء کی قرآن وحدیث اور سیرتِ صحابہؓ سے تشریح فرمائی اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے اسی کو مرتب اور منضبط فرمایا۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا ایک ملفوظ جو حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اکثر نقل فرماتے ہیں، یہ ہے:

''اس کام کے کچھ مخصوص اعمال مخصوص نہج کے ساتھ متعین ہیں۔''

روزِ اوّل سے ہی اس عالی اور مبارک محنت کی ایک اہم خصوصیت یہ رہی ہے کہ یہ عالمی کام پوری دنیا میں ایک ہی نہج پر چلتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۲۴ء میں شروع ہو کر یہ کام بہت تھوڑے سے عرصے میں ہی پوری دنیا کے ہر ملک میں پہنچ گیا۔ چنانچہ ایک موقع پر ہندوستان کے سابق صدر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مرحوم (جو حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ کے قریبی رہے ہیں) نے فرمایا تھا کہ ''یہ کام پہلے ہندوستان گیر تھا اور اب عالم گیر ہو گیا ہے''۔ (روایت ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب)

حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ:

''اگر ہندوستان کے لوگوں کی ہدایت کا مسئلہ ہوتا تو ہم پہلے ہی اتنی قربانی دے چکے ہیں کہ ہندوستان والوں کو ہدایت مل جاتی۔ ہم تو عالمِ انسانیت کی ہدایت کو سامنے رکھ کر محنت کر رہے ہیں، اس کے لیے اور بھی قربانی درکار ہے۔'' (روایت ڈاکٹر نادر علی خان صاحب)

اس طرح سارے عالم میں یکساں نہج پر چل کر ہی کام پھیلا اور یہی اس کام کا مزاج بھی ہے۔ ایک سے زیادہ رخوں پر یہ کام نہیں چل سکتا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ اپنے ایک خط (جو اولاً ''حضرت مولانا محمد یوسف نمبر''، ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، ۱۹۶۵ء میں اور بعد میں '' ایک اہم خط'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے) میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب باہر ملکوں میں کام شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے تمام صحابۂ کرام کو تین دن تک ترغیب دی اور پھر فرمایا کہ جس طرز پر یہاں کام ہو، بالکل اسی طرز پر باہر بھی جا کر کام کرنا ہے۔ اس کام کی نوعیت یہی ہے۔ مقام، زبان، معاشرت، موسم وغیرہ کے اعتبار سے اس کام کے اصول نہیں بدلتے۔''

حضرت مولانا یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے سامنے جب کبھی حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے قائم کردہ نہج میں تبدیلی کی لوگ رائے رکھتے تو یہ دونوں حضرات ہمیشہ یہی کہتے کہ جس رخ پر حضرت جیؒ چلا کر گئے ہیں، اسی پر چلیں گے، ''ہم تو لکیر کے فقیر ہیں''۔

۲۔ اہلِ حق کی تائید اور سر پرستی: حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے اس کام کو علماء ربانین اور مشائخِ عظام کی رہبری اور معیت میں انجام دیا۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ زندگی کے ابتدائی دس سال گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کی صحبت میں رہے اور ان ہی سے بیعت وسلوک کا سلسلہ رہا۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''ہمارا یہ تبلیغ کا کام مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ ہی کا کام ہے، صرف میری طرف سے صادر ہو رہا ہے جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام خلفائے راشدین سے صادر ہوا تھا'' (بخدمت علمائے کرام ومشائخ عظام از محمد حبیب اللہ، محمد شہر الہدی، محمد عارف باللہ، مدبر حسین اور محمد معصوم باللہ)

اس کے بعد آپ تحصیل علم کے لیے دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کی صحبت میں پہنچے اور ان سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ حضرت گنگوہیؒ کی وفات کے بعد آپ (اپنے استاذ حضرت شیخ الہندؒ کے مشورے سے) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ سے بیعت ہوئے اور انھیں سے خلافت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری صاحبؒ سے ایسا تعلق تھا کہ

فرماتے تھے ''یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے''۔(ماخوذ از۔تزکیہ واحسان اور اکابرین تبلیغ از حضرت قطب الدین ملا نقشبندی صاحب)اسی طرح ان حضرات کو بھی مولانا کی امتیازی خصوصیت کی وجہ سے خصوصی محبت اور لحاظ تھا۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا معمول تھا کہ آپ کبھی بھی مفتیِ اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ سے پوچھے بغیر کوئی بات نہیں چلاتے تھے۔دعوت وتبلیغ کا یہ مبارک کام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ، حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری صاحبؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ کی زیرنگرانی اوران کی دعا اور توجہ کی بدولت آگے بڑھا۔حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے کبھی بھی اپنے آپ کو ان حضرات سے مستغنی نہیں سمجھا۔

ان کے بعد مولانا یوسف صاحبؒ اور مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا بھی اپنے تبحر علمی کی بنا پر علمی حلقوں میں بڑا وزن اور وقار تھا، ان کے علاوہ بنگلے والی مسجد میں مولانا عبیداللہ صاحب بلیاویؒ اور مولانا اظہارالحسن صاحبؒ کاندھلوی جیسے اہلِ علم کا بھی بڑا اعتبار علماءِ حق کے درمیان قائم تھا، اس کے باوجود ان حضرات کا اپنے اکابر بشمول شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ، فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی صاحبؒ اور حضرت مولانا فخرالحسن صاحبؒ کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔سابقہ تینوں حضرات پیش آمدہ مسائل میں کام کے پرانے احباب سے مشورہ و مذاکرہ کے ساتھ ساتھ معتمد و مستند علماءِ کرام و مفتیانِ عظام سے بھی استفادہ کرتے تھے۔دعوت کی

محنت اندرو باہر ہر طرف سے راسخین فی العلم علماءِ کرام کی براہِ راست نگرانی میں ہو رہی تھی۔

ایک اہم اور ضروری بات یہ بھی ہے کہ دعوت وتبلیغ کے اکابر مسلکی اعتبار سے ہمیشہ بہت محتاط رہے ہیں اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ان حضرات کے دور میں اہلِ سنت والجماعت کے مسلک ومشرب کے حوالہ سے دعوت وتبلیغ کی اس محنت کے سلسلے میں کوئی تشویش کی بات سامنے نہیں آئی اور نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ عالمِ اسلام کے مختلف الخیال اہلِ حق کام سے منسلک ومانوس ہوتے چلے گئے۔

۳۔شوریٰ اور مشورہ کا اہتمام: ان تینوں حضرات کے یہاں شوریٰ تھی، مشورہ تھا اور اس کے مطابق عمل تھا۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ تمام امور میں مشورہ کر کے عمل کرتے تھے۔ اس کے بعد یہی طریقہ حضرت مولانا یوسف صاحبؒ اور مولانا انعام الحسن صاحبؒ کا رہا۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے زمانے میں کام کا پھیلاؤ ہو چکا تھا اور دنیا کے ہر ملک میں کام پہنچ چکا تھا، اتنے بڑے اور وسیع کام کی نگرانی اور اس کے نہج کی حفاظت اور بقاء کے لیے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے دس افراد پر مشتمل ایک شوریٰ نامزد کی، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ اس ضرورت کو حضرت مولانا الیاس صاحبؒ پہلے ہی محسوس کر چکے تھے، چنانچہ انھوں نے ایک خط (جو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحبؒ کو لکھا تھا) میں اپنے اس نظریہ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''<u>اس لیے میرے نزدیک جو کام چلنے کے لیے اس وقت ضرورت ہے وہ مشائخِ طریقت وعلماءِ شریعت، ماہرینِ سیاست کے چند ایسے حضرات کی جماعت</u>

کے مشوروں کے ماتحت ہونے کی، جو ایک نظم کے ساتھ حسبِ ضرورت مشاورت کا انعقاد خاطر خواہ مدام رہے اور عملی چیز سب اس کے ماتحت ہو، سو ایک تو اوّل ایسی مجلس کے منعقد ہو جانے کی ضرورت ہے''۔(مکاتیب حضرت مولانا الیاس صاحبؒ از حضرت مولانا علی میاں ندویؒ)

واضح رہے کہ اس جگہ ماہرینِ سیاست سے مراد وہ حضرات ہیں جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے زمانہ میں مسلمانوں کی دینی قیادت کر رہے تھے مثلاً حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحبؒ، حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری صاحبؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا ابو الکلام آزاد صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ وغیرہ۔ ان ہی حضرات کو ساتھ رکھ کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اس درخت کو پروان چڑھایا تھا۔

شوریٰ کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا ارشاد ہے کہ ''ہمارے اس کام میں اخلاص اور صدق دلی کے ساتھ اجتماعیت اور شُورَىٰ بَيْنَهُمْ کی بڑی ضرورت ہے اور اس کے بغیر بڑا خطرہ ہے۔''

(ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحبؒ، ملفوظ نمبر ۱۶۵)

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے انتقال تک اس شوریٰ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ شوریٰ کی نامزدگی کے بعد ہر جگہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی حیاتِ مبارکہ میں دعوت و تبلیغ کے کام کو اسی اصول کے تحت چلایا جانے لگا۔ کہیں امیر کے ساتھ شوریٰ اور

کہیں اراکین شوریٰ میں سے باری باری فیصل بننے کی ترتیب بنائی گئی۔الحمدللہ اس شورائی نظام میں بلا اختلاف وانتشار دعوت وتبلیغ کے کام نے جو ترقی کی وہ اظہر من الشمس ہے۔

ایک موقع پر شورائی نظام کی ضرورت واہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے فرمایا:

''کام اب خود اس بات کا متقاضی ہے کہ ہر جگہ ایک جماعت ہو جو کام کو سنبھالے،مشورہ کی جماعت جب بناؤ تو اس میں سے امیر کا لفظ ہی نکال دو اور صاف صاف کہہ دو کہ یہ امیر ایسا ہے کہ اس کا کوئی اختیار نہیں ہے یہ صرف خادم ہے اور قوم کا خدمت گار ہے''۔(دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم وادراک از مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری صاحب)

ان تینوں بزرگوں نے امیر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ہمیشہ مشورے کے تابع رکھا۔چنانچہ کہیں جانا ہوتا تھا تو ساتھیوں کے مشورے سے جاتے تھے کہ کہاں جارہے ہیں اور جہاں جاتے تھے وہاں کام کرنے والے ساتھیوں کے بیچ رہتے تھے۔اس طرح اپنے آپ کو پوری عمومیت کے ساتھ چلایا۔چنانچہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا ارشاد ہے

'' میری حیثیت ایک عام مومن سے اونچی نہ سمجھی جائے۔صرف میرے کہنے پر عمل کرنا بددینی ہے۔میں جو کچھ کہوں اس کو کتاب وسنت پر پیش کرکے اور خود غور وفکر کرکے عمل کرو،میں تو بس مشورہ دیتا ہوں''۔(ملفوظات)

حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کو اللہ عزوجل نے تواضع اور انکساری حددرجہ پر عطا فرمائی تھی جو امارت کا بوجھ آنے کے بعد روز افزوں رہی،چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے امیر بننے کے بعد

یہ پوچھا کہ ''مولوی انعام! حضرت جی بننے کے بعد کیسا محسوس ہوا؟'' حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے فرمایا کہ ''پہلے تو اپنی بھی رائے ہوتی تھی اب تو اپنی کوئی رائے بھی نہیں رہی۔'' تقریباً پچاس سال تک حضرت مولانا یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی صحبت پانے والے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدظلہ اپنے خط میں ان دونوں حضرات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے یہ دونوں حضرات اگرچہ سب کے نزدیک متفق علیہ امیر تھے مگر کبھی انھوں نے امارت کا دعویٰ نہیں کیا، کبھی حکم کے انداز سے بات نہیں کی اور کبھی اپنی نہیں چلائی ہمیشہ اپنے کو مشورہ کے تابع رکھا اور کوئی بھی بات چلائی تو اپنے ساتھیوں کے اتفاق کے بعد چلائی۔ امیر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ہمیشہ مشورہ کے تابع رکھا۔''

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی قائم کردہ شوریٰ

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے اپنے اخیر زمانے میں ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے جن دس افراد پر مشتمل ایک باضابطہ نامزد شوریٰ طے فرمائی، ان کے اسماءِ گرامی درجِ ذیل ہیں:

۱	مولانا اظہار الحسن صاحبؒ (ہند)	۶	مولانا سعید احمد خان صاحبؒ (مہاجر مکّی)
۲	مولانا محمد عمر پالن پوری صاحبؒ (ہند)	۷	مفتی زین العابدین صاحبؒ (پاک)
۳	میانجی محراب صاحبؒ (ہند)	۸	بھائی محمد افضل صاحبؒ (پاک)
۴	مولانا زبیر الحسن صاحبؒ (ہند)	۹	حاجی عبدالوہاب صاحب (پاک)
۵	مولانا محمد سعد صاحب (ہند)	۱۰	حاجی عبدالمقیت صاحبؒ (بنگلہ دیش)

شوریٰ کا پس منظر:

۱۹۸۳ء میں رائے ونڈ اجتماع کے موقع پر بعض اکابرین حضرات بشمول حضرت قاضی عبدالقادر صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ نے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے طویل مشورہ کرکے ایک ایسی عالمی شوریٰ بنانے پر اتفاق فرمایا جو دعوت کی محنت کی پوری پوری نگرانی کرے اور اس کو اپنے بڑوں کے قائم کردہ نہج و منہج سے ہٹنے نہ دے۔

۱۹۸۵ء کے آس پاس رائے ونڈ کے مرکز میں تبلیغ کے کام میں کچھ تبدیلیاں اور انحرافات رونما ہونے لگے۔ کچھ اکابر حضرات کام میں ان تبدیلیوں کے تیئں متفکر ہوئے اور ۱۹۹۲ء میں رائے ونڈ اجتماع کے موقع پر ان نئی باتوں کو دنیا کے مختلف ملکوں کے ذمہ داران کی موجودگی میں حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی بارعب و باوقار شخصیت کی برکت سے معاملہ باتفاق رائے حل ہوگیا اور کام دوبارہ اپنے اصل نہج پر لوٹ آیا۔ اس کے بعد ہی حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے مستقبل میں کام کو یکساں نہج پر باقی رکھنے کی غرض سے ایک عالمی شوریٰ کے قائم کرنے کا ارادہ فرمایا۔

جون ۱۹۹۳ء میں حج کے موقع پر حضرت جی (حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ) نے مفتی زین العابدین صاحبؒ اور چند دیگر حضرات کے سامنے یہ فرمایا کہ "میری صحت اور میرا حال تمہارے سامنے ہے، اب میں کسی قابل نہیں ہوں۔ کام دنیا میں پھیل رہا ہے، اس کا میرے اوپر بڑا بوجھ ہے۔ اس عالمی کام کے تحفظ، بقا اور رہبری کے لیے میں ایک شوریٰ بنانا چاہتا ہوں۔" مفتی صاحبؒ نے کہا کہ

مناسب ہے۔

حضرت جیؒ کے ارشاد پر حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ، حضرت مفتی زین العابدین صاحبؒ، بھائی محمد افضل صاحبؒ، حاجی عبدالمقیت صاحبؒ اور حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کے سفرِ ہند کے لیے ویزے جدہ میں ہی حاصل کر لیے گئے۔

وسط اگست ۱۹۹۳ء میں مندرجہ بالا پانچ میں سے چار حضرات نظام الدین تشریف لائے۔ صرف بھائی محمد افضل صاحبؒ کسی عذر کی وجہ سے نہیں آ سکے تھے۔ اس وقت بنگلہ والی مسجد میں ملیشیا والوں کا جوڑ تھا۔ اس سے فارغ ہو کر اگلے دن صبح ناشتہ کے بعد حضرت جیؒ کے حجرے میں نشست ہوئی۔ اس مجلس میں ان چار حضرات سمیت حضرت مولانا اظہار الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری صاحبؒ اور حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ موجود تھے۔ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے ان سات حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

''میری طبیعت کا حال تم لوگ دیکھ رہے ہو، میری طبیعت گرتی جا رہی ہے اور کام بڑھ رہا ہے۔ پورے عالم کے کام کا مسئلہ ہے، اس کا ہر وقت میرے اوپر بوجھ رہتا ہے۔ اس کو سنبھالنے کے لیے اکیلے میرے اوپر ذمہ داری نہ رہے ہم سب مل کر اس کو ایک فکر کے ساتھ لے کر چلیں، بھائی افضل کو ملا کر آپ آٹھ لوگ تو میری شوریٰ ہو ہی، میاں جی محراب اور مولوی سعد کو اور شامل کر لو، اس طرح ان شاء اللہ یہ شوریٰ دس افراد کی ہو جائے گی جو آگے کام کو لے کر چلے گی۔ بالآخر اس مجلس میں حضرت جیؒ نے یہ عالمی شوریٰ بنائی۔''

شوریٰ بنانے کے بعد ایک مجلس میں مولانا سعید احمد خا صاحبؒ نے حضرت جیؒ

کے سامنے ساری شوریٰ کی موجودگی میں یہ بات رکھی کہ حضرت جب اور جہاں آپ موجود ہوں تو آپ امیر ہیں ہی۔ اگر آپ کہیں موجود نہ ہوں تو کس طرح کام کیا جائے؟ حضرت جیؒ نے فرمایا کہ تم سب یا جتنے بھی موجود ہوں، اپنے میں سے ایک کو فیصل بنا کر کام کرو۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی وفات اور شوریٰ کا فیصلہ

مئی ۱۹۹۵ء میں حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے اس پوری شوریٰ کے ساتھ حج کیا اور اس حج سے واپسی پر ۱۰/ جون ۱۹۹۵ء میں حضرت جی کا وصال ہو گیا۔ اس موقعہ پر شوریٰ کے حضرات بنگلے والی مسجد، حضرت نظام الدین میں جمع ہوئے اور امیر کے تقرر کا مشورہ کیا، لیکن پوری شوریٰ کسی ایک فرد پر متفق نہیں ہو پائی اور اس سلسلہ میں ۱۲/ جون ۱۹۹۵ء کو ان حضرات نے باتفاقِ رائے تین باتیں طے فرمائیں، جس کو باقاعدہ طور پر میانجی محراب صاحبؒ نے بنگلہ والی مسجد میں سب کے سامنے مجمع میں پڑھ کر سنایا اور اس مضمون کی تحریر مع دسوں اہل شوریٰ کی دستخط کے آج بھی موجود ہے، جو درجِ ذیل ہے:

۱۔ مستقبل میں کام کی نگرانی کی ذمہ داری کسی ایک امیر پر نہیں ہوگی بلکہ پوری شوریٰ پر ہوگی۔

۲۔ اس شوریٰ میں جو حضرات بنگلہ والی مسجد کے ہیں، وہ یہاں کی شوریٰ ہیں جو آئندہ نظام الدین کے کام کو لے کر چلیں گے، نیز نظام الدین میں امور طے کرنے کے لیے اس پانچ رکنی شوریٰ میں سے تین حضرات باری باری سے فیصل ہوں گے:

(۱) مولانا اظہار الحسن صاحبؒ

(۲) مولانا زبیر الحسن صاحبؒ

(۳) مولانا محمد سعد صاحب

۳۔ سرِ دست نظام الدین میں بیعت موقوف رہے گی۔

اس موقع کے متعلق محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ مولوی سعد صاحب نے یہ فرمایا کہ ''اگر آپ مولوی زبیر الحسن کو امیر بنائیں گے تو وہ لوگ کام سے کٹ جائیں گے جو مجھ سے جڑے ہوئے ہیں اور اگر مجھے امیر بناتے ہیں تو وہ لوگ کٹ جائیں گے جو مولانا زبیر صاحب سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ امیر نہ ہو اور کام شوریٰ سے چلے اور نظام الدین میں بیعت نہ ہو''۔

ہم سب دس کے دس اس پر راضی ہوگئے۔

عالمی شوریٰ کے کچھ اہم تاریخی اسفار اور واقعات

شوریٰ کے بننے کے بعد سے رائے ونڈ و ٹونگی کے اجتماعات، حج کے موقعوں اور جملہ اسفار میں یہی شوریٰ مختلف ممالک کے امور و مسائل کو باہم مشورہ سے حل کرتی رہی۔ حضرت مولانا اظہار الحسن صاحبؒ بعض اہم ذمہ داریوں کی وجہ سے اسفار میں شرکت نہیں فرماتے تھے۔ عموماً سبھی اسفار میں فیصل کبھی مفتی زین العابدین صاحبؒ، کبھی میاں جی محراب صاحبؒ، کبھی مولانا محمد عمر پالن پوری صاحبؒ ہوتے تھے اور ان احباب کی وفات کے بعد جس عالمی مشورے میں حاجی عبدالوہاب صاحب موجود رہے، ہمیشہ حاجی صاحب ہی فیصل رہے اور رہتے ہیں۔

۱۹۹۶ء میں جنوب مشرقی دنیا کے ممالک (سری لنکا، تھائی لینڈ، ملیشیا، سنگاپور، انڈونیشیا، فلپائنس، آسٹریلیا اور فیجی) کا سفر اسی عالمی شوریٰ کی سربراہی میں ہوا۔ یہ سفر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی حیات ہی میں ۱۹۹۵ء میں حج کے موقع پر طے ہوا

تھا۔اس سفر میں سڈنی (آسٹریلیا) میں شوریٰ نے یہ طے کیا کہ اب نظام الدین میں پانچ رکنی شوریٰ کے صرف تین فیصل نہیں ہوں گے بلکہ پانچوں باری باری فیصل ہوں گے۔

دریں اثناء ۱۳/اگست ۱۹۹۶ء میں مولانا اظہار الحسن صاحبؒ کا، ۲۱/مئی ۱۹۹۷ء میں مولانا محمد عمر پالن پوری صاحبؒ کا اور ۲۷/اگست ۱۹۹۸ء میں میاں جی محراب صاحبؒ کا انتقال ہوگیا۔اس طرح تین سال کے مختصر عرصہ میں ہی نظام الدین کی پانچ رکنی شوریٰ دو رکنی ہوکر رہ گئی۔

۱۹۹۸ء میں افریقی ممالک (کینیا، ملاوی، زامبیا، موزمبیق، زمبابوے، جنوبی افریقہ، ری یونین، مدغاسکر اور موریشیس) کا سفر اسی شوریٰ کی سربراہی میں ہوا۔اس سفر میں موریشیس کے تبلیغی مرکز پورٹ لوئس میں یہ بات طے ہوئی کہ کوئی نئی بات یا تبدیلی بغیر عالمی شوریٰ کے مشورہ کے نہیں کی جائے گی۔اس میں یہ بات بھی طے ہوئی تھی کہ اختلافی باتیں تو درکنار، غیر معروف صحیح باتیں بھی مجمع میں بیان نہیں کی جائیں گی، تاکہ کسی قسم کی کوئی غلط فہمی لوگوں میں پیدا نہ ہو، جو کام کے نقصان کا ذریعہ بنے۔

اس کے بعد ۱۵/نومبر ۱۹۹۸ء میں مولانا سعید احمد خان صاحبؒ کا اور ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حاجی عبدالمقیت صاحبؒ کا انتقال ہوگیا اور صرف پانچ حضرات باقی رہ گئے۔ ان پانچ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔مفتی زین العابدین صاحبؒ ، ۲۔بھائی محمد افضل صاحبؒ

۳۔حاجی عبدالوہاب صاحب، ۴۔مولانا زبیر الحسن صاحبؒ

۵۔مولانا محمد سعد صاحب

اس طرح چار سال کے عرصہ میں دس رکنی عالمی شوریٰ بھی پانچ رکنی ہوکر رہ گئی۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ شوریٰ کے جن حضرات کا انتقال ہوا تھا ان کی جگہ پُر کرنے کے لیے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا، اگرچہ بعض اکابرین اس ضرورت کو بار بار محسوس فرمارہے تھے۔

۱۹۹۹ء میں رائے ونڈ اجتماع کے بعد چند امور ایسے پیش آئے جن میں کچھ وضاحت کی ضرورت تھی۔ وضاحت طلب امور کو لے کر شوریٰ کے پانچوں حضرات نے غور وفکر کیا اور ۱۲؍نومبر ۱۹۹۹ء کو ہندو پاک کے ذمہ دار پرانے احباب کے سامنے ایک تحریر تیار کی، اس تحریر پر اس وقت موجودہ پانچوں حضرات کے دستخط ہیں، اس تحریر کا آخری اقتباس (جو اس پوری تحریر کا حاصل ہے) درجِ ذیل ہے:

''کسی بھی ملک کی شوریٰ کے احباب کام کے لیے کوئی مفید اور مناسب شکل سوچیں تو اس پر پہلے اپنے یہاں کی شوریٰ میں غور کریں پھر بستی حضرت نظام الدین لکھیں اور اس کی نقل رائے ونڈ بھیج دیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی مقرر فرمودہ شوریٰ اس پر غور کر کے اس کو مناسب سمجھے تو اس کو عملی طور پر چلایا جائے۔ اسی طرح رائے ونڈ اور نظام الدین میں بھی کسی چیز کو چلانے سے پہلے حضرت جیؒ کی مقرر فرمودہ پوری شوریٰ کا متفق ہونا ضروری ہے۔''

۲۰۰۰ء میں مغربی ممالک (جرمنی، امریکہ، ویسٹ انڈیز، کناڈا اور انگلینڈ) کا سفر اسی شوریٰ کے باقی پانچ حضرات کی سربراہی میں ہوا۔

اس طرح ۱۹۹۵ء سے اب تک یہ مبارک کام بغیر کسی امیر کے پوری شوریٰ کی نگرانی میں چلتا رہا۔

کام کے نہج میں تبدیلیاں

شوریٰ کی تکمیل نہ ہونے (جو حضراتِ اہلِ شوریٰ وفات پا چکے تھے ان کی جگہ دوسرے افراد متعین نہ کرنے) کی وجہ سے ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ کام آہستہ آہستہ اپنے نہج سے، جس پر اکابرین ثلاثہ ڈال کر گئے تھے، ہٹنے لگا۔ اس سانحے کی ابتداء ۲۰۰۲ء میں بنگلے والی مسجد، نظام الدین سے ہوئی اور یہ اس طرح ہوا کہ مولانا محمد سعد صاحب کی طرف سے شوریٰ کے باقی چار حضرات کی عدم موافقت کے باوجود یک طرفہ طور پر منتخب احادیث اجتماعی تعلیم میں داخل کر دی گئی۔

رفتہ رفتہ کام کے نہج میں متعدد انحرافات وتبدیلیاں وجود میں آنے لگیں مثلاً:

۱۔ روزانہ کی محنت میں دعوت، تعلیم، استقبال (جس کا بعد میں نام بدل کر مسجد کی آبادی کی محنت کر دیا گیا تھا) کو داخل کر دیا، جس سے عمومی گشت جو ہمارے کام کی ریڑھ کی ہڈی ہے، متاثر ہوا اور گھر گھر کی محنت تقریباً ختم ہوگئی۔

۲۔ خواص میں محنت کو طبقاتی کام کا نام دے کر اس محنت پر پابندی لگا دی گئی، جس سے امت کے خواص کے طبقے کام سے محروم ہو گئے۔

۳۔ مستورات کی تعلیم میں پانچ کاموں کا اضافہ کر دیا گیا۔

۴۔ بیرونی ممالک میں چار ماہ کی جگہ پانچ ماہ کی ترتیب قائم کر دی گئی۔

اسی طرح بیانات میں چھ نمبر کے دائرے سے باہر نکل کر ایسی بے احتیاطی شروع کر دی گئی جس سے علماء اور دیگر اہل حق کو تشویش ہونے لگی۔ مثلاً

۱۔ منکرات ومسائل بیان کرنے میں غلط اجتہاد اور من مانی استدلال کرنا۔

۲۔ دعوت کے کام کے اصولوں کو قرآن وحدیث اور واقعات انبیاء وسیرتِ صحابہ سے غلط اور مرجوح طور پر مستنبط کرنا۔

۳۔جمہور اہل سنت والجماعت کے مسلک اور عقائد حقہ سے ہٹ کر تفردات اور تفسیر بالرائے اختیار کرنا۔

۴۔دین کی محنت کے دوسرے شعبوں (درس وتدریس، تزکیہ نفس وغیرہ) پر تنقید، تنقیص، تحقیر، تردید اور تقابل کا رویہ اپنانا۔

اس کے علاوہ اور دیگر نئی باتیں کام میں داخل ہونے لگیں جو کام کرنے والوں کے لیے باعث تشویش تھیں اس لیے کہ:

☆ یہ باتیں اکابر ثلاثہ کے قائم کردہ نہج سے ہٹ کر ہیں۔

☆ یہ ساری باتیں شوریٰ اور پرانوں کے مشورے کے بغیر چلائی گئیں حتیٰ کہ بعض تو مشورے میں نامنظور ہونے کے باوجود بھی چلائی گئیں۔

☆ ان سے کام بنیادوں سے ہٹتا رہا۔

☆ ان باتوں کو چلانے کے لیے نصوص سے غلط استدلال کیا گیا۔

ان سب باتوں کو بغیر شوریٰ اور پرانوں کے مشورہ اور اعتماد کے صرف ایک فرد کی طرف سے چلایا گیا ہے، یہ شوریٰ کے ان اہم فیصلوں کی مخالفت ہے جن کا ذکر ابھی اوپر گزرا ہے۔

اہل رائے ونڈ کا طرزِ عمل

دعوت وتبلیغ کی اس مبارک محنت میں رائے ونڈ کے حضرات کا بڑا حصہ ہے اور عالمی سطح پر ان کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں اسی لیے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں نے کبھی بھی اپنے آپ کو رائے ونڈ والوں کا امیر نہیں سمجھا بلکہ ان کو ہمیشہ اپنا رفیق اور دعوتی عمل کا ساتھی سمجھا ہے۔''

جس وقت مولانا سعد صاحب نے کام میں نئی نئی چیزیں چلانی شروع کیں تو اس وقت اراکین شواریٰ میں سے تین حضرات مفتی زین العابدین صاحبؒ، بھائی محمد افضل صاحبؒ اور محترم حاجی عبدالوہاب صاحب رائے ونڈ میں سے موجود تھے، مگران حضرات سے اس سلسلہ میں نہ تو کوئی مشورہ کیا گیا اور نہ ہی اتفاق رائے کا ماحول بنایا گیا، چنانچہ یہ حضرات شروع سے ہی ان تبدیلیوں سے علاحدہ اور یکسور ہے اور ان نئی باتوں کو اپنے ملک میں چلنے بھی نہیں دیا۔

انھیں بے اعتدالیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک موقع پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب نے فرمایا کہ ''حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ ہم لوگوں کے بغیر مشورے کے کچھ نہیں کرتے تھے لیکن (مولانا محمد سعد صاحب کے ان باتوں کے چلانے کے نتیجے میں یہ کہا کہ) ہندوستان والے اب ہم سے کچھ نہیں پوچھتے، اس پر ہم برسوں سے صبر کر رہے ہیں۔''

حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کا طرزِ عمل

حضرت مولانا زبیر صاحب متحمل مزاج تھے، زندگی بھر صبر کرتے رہے اور خاموش رہے تاکہ بنگلے والی مسجد میں کوئی انتشار نہ ہو جس سے کام کا نقصان ہو جائے۔ چنانچہ انھوں نے ایک مرتبہ مسئلہ کے حل کے لیے مولانا سعد صاحب کو شوریٰ کی تکمیل کی طرف توجہ بھی دلائی تھی جیسا کہ بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے، لیکن مولانا سعد صاحب نے جواب دیا تھا کہ ''مجمع تمہاری اور میری وجہ سے آتا ہے، کیا ضرورت ہے کسی کو بلا وجہ اہمیت دینے کی''۔

ملک کے پرانے حضرت مولانا زبیر صاحبؒ کے موقف سے خوب اچھی طرح

واقف ہیں،اس کے شواہدان چند خطوط میں بھی موجود ہیں جوحضرت مولانا زبیر صاحبؒ کی جانب سے ۲۰۰۰ء میں نظام الدین کے چند پرانے حضرات ،حضرت مولانا یعقوب صاحب، حاجی رحمت اللہ صاحب (بنارس)، حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب، حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب، مولانا اسماعیل گودھرا صاحب، بھائی فاروق صاحب (بنگلور)، ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب (علی گڑھ)، پروفیسر ثناء اللہ خان صاحب (علی گڑھ)، جناب عبدالعلیم صاحب (علی گڑھ)، جناب محسن عثمانی صاحبؒ (لکھنؤ)، پروفیسر سلمان بیگ صاحبؒ (علی گڑھ) اور پروفیسر مسعود عبدالحی صاحبؒ (پونا) کی خدمت میں ارسال فرمائے تھے، جن میں سے ایک خط کا اقتباس یہ ہے:

''ایک گزارش یہ ہے کہ مسجدوار کام بہت اہم ہے لہٰذا اس میں کوئی اضافہ استقبال کی جماعت یا کسی بھی شکل میں ایسا اضافہ جو بڑوں کے زمانہ میں نہ ہو بالکل غیر مناسب اور کام کے لیے مضر ہے، اس پر ضرور غور فرمایا جائے''۔

ایک دوسرا خط جو انھیں حضرات کی خدمت میں حضرت مولانا زبیر صاحب نے پیش کیا تھا اس کا شروعاتی اقتباس اس طرح ہے:

''بندہ کی نگاہ میں والد ماجد حضرت جی (مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ) کے بعد مرکز کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس دعوتی کام کی حفاظت کس طرح ہو اور کیسے اس کام کو اسی نہج پر باقی رکھا جائے جس پر ہمارے بڑے ہم کو ڈال کر گئے ہیں''۔

اسی خط میں حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب نے منتخب احادیث پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''بندہ کے نزدیک منتخب احادیث کا مسئلہ بہت اہم ہے، ہمارے کام

کرنے والے اس کی وجہ سے بہت متفکر ہیں۔مختلف زبانوں میں بغیر کسی مشورہ کے اس کے تراجم کرادیئے ہیں اوراب کوشش اس بات کی ہورہی ہے کہ وہ اب جماعتوں اور تعلیم کے حلقوں میں اسی طرح پڑھی جائے جیسے فضائل اعمال پڑھی جاتی ہے۔کثرت سے خطوط میں اورزبانی طور پرکارکنان اس کے پڑھنے اور نہ پڑھنے کے متعلق سوالات کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت انتشار ہے،خود ہمارے یہاں گھر میں بلاکسی مشورہ اور اجتماعی رائے کے اس کوشروع کرادیا گیا''۔

اس سلسلہ کے اخیر میں حضرت مولانا تحریرفرماتے ہیں:

''اس لیے بندہ کی قطعی رائے ہے کہ عمومی تعلیم صرف فضائل اعمال کی ہونا ضروری ہے جیسا کہ ستر سال سے ہوتی آرہی ہے،انفرادی مطالعہ میں بیشک اس کو پڑھا جائے''۔

ملک کے دیگر اکابرین حضرات کا طرزِ عمل

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مولانا سعد صاحب نے مذکور بالا ساری نئی باتیں حضرات شوریٰ اور ملک کے پرانے احباب کے مشورے،اعتماد اور موافقت کے بغیر چلانی شروع کر دی تھی۔چنانچہ ملک کے چند پرانے حضرات بشمول حضرت مولانا یعقوب صاحب ،حضرت مولانا ابراہیم صاحب،حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب،مولانا اسماعیل گودھرا صاحب، بھائی فاروق صاحب (بنگلور)،ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب (علی گڑھ)، پروفیسر ثناء اللہ خان صاحب (علی گڑھ)، جناب محسن عثمانی صاحبؒ (لکھنؤ) اور پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب (مدراس) ان نئی باتوں سے بالکل بھی متفق نہیں تھے۔اس لیے

ان حضرات نے اپنے بیانات میں کبھی بھی ان نئی باتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔ان میں سے جن حضرات کے صوبوں میں عملہ متحد تھا،ان صوبوں میں بھی رائے ونڈ کی طرح یہ باتیں نہیں چل سکیں۔ یہ حضرات بھی انتشار کے خوف سے مجمع کے سامنے خاموش رہے، برسوں تک صبر کرتے رہے اوراور مجمع کو الجھائے بغیر نہج کی حفاظت کے لیے اصلاحی کوششیں کرتے رہے۔ان حضرات نے شروع سے اب تک جتنی کوششیں کی ہیں،اس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔

حفظ نہج کے لیے پہلی اصلاحی کوشش

۱۵رمئی ۲۰۰۴ء میں مفتی زین العابدین صاحبؒ اور ۱۱راپریل ۲۰۰۵ء میں بھائی محمد افضل صاحبؒ کا وصال ہوگیا۔اس طرح حضرات اہل شوریٰ میں سے صرف یہ تین باقی رہے:

۱۔محترم حاجی عبدالوہاب صاحب ۲۔حضرت مولانا زبیر صاحبؒ ۳۔مولانا محمد سعد صاحب

اکابرین حضرات نے کام کے نہج کی حفاظت کا حل یہ سوچا کہ مجمع کو الجھائے بغیر تکمیلِ شوریٰ کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ مختلف مواقع پر ان حضرات نے مل کر اور بعض اوقات انفرادی طور پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب،حضرت مولانا زبیرالحسن صاحبؒ اور مولانا محمد سعد صاحب سے اس بات کی درخواست کی کہ شوریٰ کے افراد کے رخصت ہوجانے کی وجہ سے اب مزید افراد کو شوریٰ میں شامل کیا جائے۔لیکن یہ بات کسی نہ کسی طرح ٹلتی رہی۔

اخیر وقت میں مولانا زبیرالحسن صاحبؒ اس کے لیے تیار بھی ہوگئے تھے لیکن کسی وجہ سے ان کی زندگی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا جس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت

مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم اپنے مکتوب میں اس طرح کی ہے:

''اسی لیے حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کی حیات ہی میں بعض اہم مسائل کے پیش آنے کے موقع پر میں نے متعدد بار حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی بنائی ہوئی شوریٰ میں عالمی سطح کے کچھ افراد بڑھانے کی بات رکھی تھی اور یہ درخواست پیش کی تھی کہ پیش آمدہ مسائل کا حل اسی میں ہے۔ آخری عمر میں حضرت مرحوم اس کے لیے تیار ہو گئے تھے لیکن اچانک ان کے وصال کا وقت آ گیا (غفر الله له وادخله الجنة)۔''

اسی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بھائی فاروق صاحب اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں۔

'' رائے ونڈ پرانوں کے جوڑ منعقدہ اوائل مارچ ۲۰۱۴ء، میں میرا حضرت مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ سفر ہوا۔ اس سفر میں جانے سے پہلے میں نے حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ سے ملاقات کرکے ان کے سامنے تکمیل شوریٰ کی رائے رکھی، اس پر مولانا زبیر صاحب نے فرمایا کہ میری بالکل رائے ہے۔ جب آپ رائے ونڈ پہنچیں تو محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کے سامنے میری رائے پیش کر دینا اور اگر حاجی صاحب مجھ سے معلوم کرنا چاہیں تو میری براہِ راست فون سے بات کرا دینا۔ چنانچہ رائے ونڈ پہنچ کر میں نے حاجی صاحب کو تخلیے میں حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کا پیغام پہنچایا اس پر حاجی صاحب نے مولانا ابراہیم صاحب کی رائے طلب کی۔ میں اسی وقت مولانا ابراہیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حاجی صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ حاجی صاحب کے استفسار پر حضرت مولانا ابراہیم صاحب نے یوں فرمایا کہ میں تو برسوں سے دونوں (حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب اور مولانا سعد صاحب)

سے کہہ رہا ہوں کہ شوریٰ کی تکمیل کرلیں‘‘۔

لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کہ جب یہ حضرات اس سفر سے واپس ہوئے تو حضرت مولانا زبیر الحسن مرض الموت میں تھے اوران کی زندگی میں شوریٰ کی تکمیل نہ ہوسکی۔

حفظ نہج کے لیے دوسری اصلاحی کوشش

جب مولانا محمد سعد صاحب عمومی مجمع میں منتخب احادیث کی اجتماعی تعلیم پر زور دینے لگے تو اکابرین حضرات اس مسئلے میں متفکر ہوئے۔ چنانچہ ان حضرات نے یہ چاہا کہ اس سلسلے میں کوئی بات واضح طور پر مشورے سے طے ہوجائے اور عالمی سطح پر ایک ہی بات چلے، ایک ہی طرز پر ہر جگہ تعلیم کا عمل ہو۔

ستمبر ۲۰۰۶ء میں ہونے والے ملک کے سہ ماہی جوڑ میں مولانا سعد صاحب نے حیاۃ الصحابہ کی تعلیم سے قبل مجمع کو منتخب احادیث کی باقاعدہ اجتماعی تعلیم کی ترغیب دی۔ اس مسئلہ کو لے کر ان اکابرین کو بڑی فکر اور تشویش ہوئی۔ چنانچہ ۱۳ رستمبر کو باہم مشورہ سے یہ سب حضرات مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کے ہمراہ مولانا سعد صاحب سے ملے اور یہ بات رکھی کہ جب تک مشورہ میں طے نہ ہوجائے آپ اس کی ترغیب نہ دیں۔ اس سلسلے میں مختلف مذاکرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے، آخر یہ طے پایا کہ ۲۰۰۷ء میں رائے ونڈ اجتماع کے موقع پر مشورے میں حضرات کے سامنے یہ مسئلہ رکھا جائے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مشورے میں جانے سے پہلے یہ بات کہی گئی کہ مولانا زبیر الحسن صاحبؒ بھی منتخب احادیث کو اجتماعی تعلیم میں شامل کرنے پر متفق ہوگئے ہیں، لہٰذا محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کے سامنے دونوں حضرات مولانا زبیر صاحبؒ اور مولانا محمد سعد صاحب کی رائے کو پیش کردیا جائے تو جن حضرات کو اس کتاب

کے شامل کرنے پر انشراح نہیں تھا اور مولانا زبیر صاحبؒ کے مزاج سے بھی واقف تھے، ان حضرات نے بغرض تحقیق پہلے مولانا زبیر صاحبؒ سے ملاقات کی۔ حیرت کی بات ہے کہ حضرت مولانا زبیر صاحبؒ نے نہ صرف عدم منظوری کا اظہار فرمایا بلکہ سخت ناراضگی کے ساتھ اس بات کو اپنی طرف منسوب کرنے کو جھوٹی افواہ بتلایا۔ پھر بھی یہ سب حضرات محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ ان میں سے بعض نے منتخب احادیث کو اجتماعی تعلیم میں شامل کرنے پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی منظوری کی درخواست کی اور اس مسئلہ کو مشورے میں رکھا گیا (دراصل ان حضرات کے ذہن میں یہ بات تھی کہ سارے عالم میں تعلیم کا نہج یکساں قائم رہے) لیکن مشورے سے اس کی منظوری نہ مل سکی۔

اس مشورے میں بعض حضرات نے حاجی صاحب سے منتخب احادیث کے بارے میں تین چار مرتبہ استفسار کیا لیکن حاجی صاحب نے ہر بار صرف ایک ہی بات فرمائی کہ بھائی فضائل اعمال پڑھو۔ اس پر ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ تو منع کر رہے ہیں لیکن مولانا سعد صاحب اس کے پڑھنے کو کہہ رہے ہیں۔ اس پر پھر حاجی صاحب نے یہی فرمایا کہ ''بس فضائل اعمال ہی پڑھو''۔

اس فیصلے کے بعد سب پرانے حضرات اس بات پر متفق ہو گئے کہ اب اجتماعی تعلیم میں منتخب احادیث داخل نہیں ہوگی لیکن اس کے باوجود منتخب احادیث کی تعلیم مولانا سعد صاحب کی ایماء بلکہ اصرار کی وجہ ان کے حامیین کے ذریعے دھیرے دھیرے چلائی جاتی رہی۔

یہی نہیں بلکہ اس کے بعد انھوں نے دوسری نئی نئی باتوں کو بھی بغیر مشورے کے چلانا شروع کر دیا جس پر شوریٰ کے باقی دونوں حضرات متفق نہیں تھے، اسی سے حاجی عبدالوہاب صاحب اور مولانا زبیر الحسن صاحبؒ اور دیگر پرانے حضرات کی بصیرت کا

اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ شروع ہی سے منتخب احادیث سے کیوں متفق نہیں تھے۔

حفظِ نہج کے لیے تیسری اصلاحی کوشش

۱۸/ مارچ ۲۰۱۴ء میں مولانا زبیرالحسن صاحب بھی اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئے اور شوریٰ کے صرف یہ دو حضرات ہی باقی رہ گئے:

۱۔ محترم حاجی عبدالوہاب صاحب ۲۔ مولانا محمد سعد صاحب

حضرت مولانا زبیرالحسن صاحبؒ کے انتقال کے بعد محترم حاجی عبدالوہاب صاحب بغرضِ تعزیت تشریف لائے تو اکابرین حضرات نے ان کے سامنے تکمیلِ شوریٰ کی بات رکھی، چنانچہ حاجی عبدالوہاب صاحب نے مولانا سعد صاحب سے اس سلسلے میں بات کی اور ان سے فرمایا کہ مولانا یعقوب صاحب، مولانا ابراہیم صاحب اور مولانا احمد لاٹ صاحب کے مشورہ سے کام کرو اور جب تک یہ تینوں کسی فیصلے پر متفق نہ ہوجائیں اس وقت تک کوئی نئی بات نہ چلائی جائے۔ مولانا سعد صاحب نے حاجی عبدالوہاب صاحب کی اس بات کو بظاہر منظور بھی کرلیا جس کی اطلاع حاجی عبدالوہاب صاحب نے ان سب حضرات کو، جو شوریٰ کی تکمیل کے لیے درخواست لے کر آئے تھے، دے دی۔ لیکن مولانا سعد صاحب اپنی افتادِ طبع سے مجبور بہ مشکل ایک آدھ ہفتہ اپنے اس وعدے پر قائم رہ سکے۔

نظام الدین میں عمومی بیعت

حضرت مولانا زبیر صاحبؒ کے وصال کے بعد مولانا سعد صاحب نے بلا کسی مشورے کے نظام الدین میں عمومی بیعت کا سلسلہ شروع کردیا اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کراتے ہیں جب کہ وہ حضرت جیؒ کے اجازت یافتہ نہیں ہیں۔

اس سے بھی قابل تعجب یہ ہے کہ ۱۹۹۵ء کے مشورے میں بیعت کی مخالفت سب سے زیادہ مولانا سعد صاحب نے ہی کی تھی (غالباً اس وجہ سے کہ اس وقت حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ موجود تھے جو حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ دونوں سے اجازت یافتہ تھے اور بیعت ہوتی تو فطرتاً مجمع کا رجوع زیادہ ان ہی کی طرف ہوتا) اور طرفہ یہ ہے کہ مولانا زبیر صاحبؒ کے انتقال تک مولانا سعد صاحب بیعت کو غیر ضروری بتاتے تھے۔

مولانا سعد صاحب کا دعوائے امارت

مولانا سعد صاحب ایک مدت تک اپنے بیانات میں خود اپنی اطاعت پر زور دے کر اشارتاً اپنی امارت کا اظہار کرتے رہے، جس کی طرف وقتاً فوقتاً انھیں متوجہ کیا جاتا رہا، جیسا کہ اکابر کے خطوط میں اشارہ موجود ہے۔ بالآخر ایک مرتبہ تو مشورہ ہی میں اپنی امارت کا اعلان کر بیٹھے۔

یہ ۲۰۱۵ء کے درمیان کا واقعہ ہے، ۱۸/اگست ۲۰۱۵ء میں یوپی کے جوڑ کے آخر میں دعا اور مصافحہ کے معاملہ کو لے کر کچھ بدمزگیاں ہوئیں جس کے معاً بعد ۲۰/اگست کو بعض ذمہ داروں کے بیچ ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوگئی جو اس مسجد کے لیے بڑا سانحہ ہی کہا جاسکتا ہے۔

ان افسوس ناک حالات پر اپنی تشویش کا اظہار کرنے اور اس کا حل نکالنے کی درخواست لے کر حافظ نثار احمد صاحب (ڈیری والے) کی سربراہی میں بستی نظام الدین کے ذمہ داران کا ایک وفد ۲۳/اگست کو بنگلہ والی مسجد میں مشورہ کے وقت حاضر ہوا۔ اس مجلس میں جب بات شروع ہوئی تو تھوڑی ہی دیر میں شور شرابہ ہونے لگا۔ باتوں باتوں میں مولانا سعد صاحب نے فرمایا ''میں امیر ہوں۔''

کسی نے جواب میں کہا ''تم امیر نہیں ہو''۔
اس پر مولانا سعد صاحب نے ذرا سخت لہجے میں فرمایا ''آپ اگر نہیں مانتے مت مانو''۔
جواب میں کہا گیا ''ہم نہیں مانتے آپ کو امیر''۔
مولانا سعد صاحب غصہ میں آکر بولے ''نہیں مانتے تو جہنم میں جاؤ۔۔۔میں جو چاہوں گا کروں گا۔۔۔خدا کی قسم میں تم سب کا امیر ہوں''۔
اس پر وہ لوگ اٹھ کر آگئے اور کوئی حل نہ نکل پایا۔(اس پورے واقعہ کی آڈیو کلپ سوشل میڈیا پر موجود ہے جو ۵/۴ منٹ پر مشتمل ہے۔)

اس کے بعد سے مسلسل مولانا سعد صاحب کے حامیوں کے ذریعہ عوام کو دھوکہ میں ڈال کر ان کی امارت کو ثابت کرنے کی مسلسل اور مذموم کوشش کی جارہی ہے۔حالانکہ حضرت جیؒ کی شوریٰ نے یہ طے کیا تھا کہ آئندہ کوئی امیر نہیں ہوگا بلکہ پوری شوریٰ کی نگرانی میں یہ کام چلے گا،جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس واقعہ کے بعد نظام الدین میں ملک کے پرانوں کے جوڑ میں جب حضرت مولانا یعقوب صاحب نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کی تو دوسرے دن بیان میں مولانا سعد صاحب نے فرمایا کہ ''<u>میرے نزدیک انتہائی جاہل ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ یہاں کوئی امیر نہیں یہاں کوئی بڑا نہیں،غلط بات ہے،بالکل غلط بات ہے۔</u>''(یہ کلپ بھی سوشل میڈیا پر کثرت سے نشر ہو رہی ہے۔)

ہمارے پچھلے تینوں اکابرین متفق علیہ امیر تھے،مگر ان سے پرانوں کے مجمع میں اس طرح کی باتوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

اس طرح مولانا سعد صاحب کا بغیر شوریٰ کے اتفاق کے نئی نئی باتوں کا چلانا شوریٰ کے فیصلوں کی پہلی مخالفت تھی،پھر نظام الدین میں عمومی بیعت کی شروعات دوسری

مخالفت تھی اور امارت کا دعویٰ کرنا اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرنا تیسری مخالفت ہے۔

حفظ نہج کے لیے چوتھی اصلاحی کوشش

اس صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے ان اکابرین حضرات نے مخلصین کے مشورے سے مولانا سعد صاحب سے زبانی گفتگو کے ذریعے کوشش کی کہ بغیر مشورے کے یہ نئی باتیں نہ چلائی جائیں۔ تقریباً دو سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن مولانا سعد صاحب اکثر وعدہ تو کر لیتے تھے لیکن اپنی نئی باتوں کو چلانے سے باز نہ رہ سکے۔

۲۰۱۵ء میں ان حضرات نے مولانا سعد صاحب سے تین مرتبہ تحریری طور پر درخواست کی کہ وہ ایک شوریٰ بنالیں اور ان کی موافقت کے بغیر کام کے نہج میں کوئی نئی بات داخل نہ کریں لیکن حسبِ معمول ان کی درخواستوں کی طرف کوئی التفات نہیں کیا گیا بلکہ اس مسئلہ کی سنگینی کو محسوس کیے بغیر اور مسئلہ کو سلجھانے کے بجائے بالکل روکھے انداز میں ان کوششوں کو عمومی مجمع میں چند فقرے کہہ کر اڑا دیا۔ یہ تینوں تحریریں قسط نمبر ۱ میں موجود ہیں۔

یہ وہ دور تھا جب مولانا سعد صاحب کے بیانات میں ادعاء، تردید، تنقیص اور ڈانٹ ڈپٹ زوروں پر تھی، ایک تحریر کا اقتباس یہ ہے کہ ''مولانا کے بیانات اس طرح کے جملوں کی نذر ہو گئے:

''جو ایسا کہتا ہے وہ ایسا ہے، جو ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے۔ میرے نزدیک یہ صحیح ہے، وہ غلط ہے، وہ راجح ہے، یہ مرجوح ہے۔ یہ دہریت ہے، وہ شرک ہے، یہ جہالت ہے وہ دھوکہ ہے، یہ باطل ہے، وہ احمق ہے، یہ ناجائز، وہ حرام ہے، یہ یہودیت، وہ شیطنت ہے۔''

قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان احوال میں صرف ایک فرد فیصل رہے، اور وہ بھی من مانی، تمام پرانوں کے علی الرغم اپنی رائے پر اصرار کے ساتھ اس عالی محنت کی گاڑی

کو چلاتا رہے، اس پر خاموشی اور رضامندی کام کے ساتھ خیانت کے مترادف نہیں ہے۔
ان احوال نے مجبور کیا کہ کسی طرح سے شوریٰ کی تکمیل کی جائے تاکہ کام نہج پر رہے۔

رائے ونڈ اجتماع نومبر ۲۰۱۵ء کے موقع پر شوریٰ کی تکمیل

مذکورہ بالا کوششوں کے بعد بھی جب مسئلہ حل نہ ہوا تو نومبر ۲۰۱۵ء میں رائے ونڈ کے اجتماع کے موقع پر جہاں ساری دنیا کے پرانے موجود تھے، ان حالات کو سنبھالنے کی بات رکھی گئی۔ چنانچہ مختلف ممالک کے ذمہ داروں نے تمام حالات پر غور وخوض کرنے کے بعد طے کیا کہ پورے عالم میں دعوت کی اس عالی محنت کو یکساں اور متفقہ نہج پر قائم رکھنے کے لیے حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی قائم کردہ شوریٰ کی تکمیل کی جائے (جس کے دس میں سے آٹھ اراکین کا انتقال ہو چکا ہے) اور اسی طرح مرکز نظام الدین کی پانچ رکنی شوریٰ کو پورا کیا جائے جس کے صرف ایک رکن باقی ہیں۔

اس مقصد کے لیے ایک مجلس قائم کی گئی اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب انصاری دامت برکاتہم نے اجتماعیت اور شوریٰ کی اہمیت کے بارے میں چند کلمات ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد مذاکرہ ہوا کہ کچھ نام تجویز کر دیے جائیں۔ اس موقع پر نظام الدین کے بعض بزرگ حضرات نے بہت ساری مشکلیں بیان کیں کہ شوریٰ کے نہ ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں بہت زیادہ انتشار ہو رہا ہے اور کام کرنے والے احباب دو حصوں میں تقسیم ہو رہے ہیں، حضرت جیؒ نے دس کی شوریٰ بنائی تھی جن میں آٹھ کا انتقال ہو چکا ہے، اب ضرورت ہے کہ اس میں کچھ اضافہ ہو جائے تاکہ وہ شوریٰ مکمل ہو جائے اور پورے عالم کے کام کی حفاظت ہو سکے، لیکن جب بات چلی تو بہت زیادہ بدمزگی ہو گئی اور شور شرابہ ہو گیا۔ جب مجلس کے وقار کو برقرار رکھنا مشکل ہو گیا تو کئی ساتھیوں نے محترم حاجی محمد عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم اور مولانا محمد سعد صاحب سے عرض کیا کہ ذمہ داری آپ دونوں

حضرات پر ہے،اس شوریٰ کی تکمیل آپ کے ذمہ ہے،آپ دونوں مل کر اس کی تکمیل کر لیں۔اس میں آپ چاہیں ہمیں بلائیں یا نہ بلائیں،جس سے رائے لینا چاہیں اس سے رائے لے لیں،نہ لینا چاہیں نہ لیں یہ ذمہ داری آپ کی ہے۔اخیر میں حاجی صاحب نے فرمایا کہ اب تم سب استغفار کرواور دعا مانگواوراس کو مجھ پر چھوڑ دو۔اس پر یہ مجلس ختم ہوگئی۔

اس طویل مذاکرے کے بعد تقریباً بارہ یوم تک یہ بات مختلف مراحل سے گزرتی رہی اور مختلف احباب نے اس کے لیے بھر پور جدو جہد کی،اخیر میں محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم نے ممالک کے ذمہ داران کی موجودگی میں حضرت جیؒ کی بنائی ہوئی شوریٰ میں ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے مزید گیارہ (۱۱) حضرات کا اضافہ کر کے اس کی تکمیل کر دی اور اس طرح شوریٰ کے افراد کی تعداد ۱۳ ہوگئی۔مشترکہ شوریٰ میں ۵/احباب ہند، ۵/احباب پاکستان اور ۳/احباب بنگلہ دیش کے شامل ہیں۔اس میں یہ بھی طے ہوگیا کہ نظام الدین کے پانچ حضرات جو اس شوریٰ میں ہیں وہ نظام الدین کی شوریٰ ہوگی اور یہی شوریٰ نظام الدین کے جملہ امور باہمی مشورہ سے سرانجام دے گی۔شوریٰ کی تکمیل سے متعلق ایک تحریر تیار کی گئی جس پر حاجی عبدالوہاب صاحب نے دستخط کیے۔

محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کے ارشاد پر وہ تحریر مولانا سعد صاحب کو پیش کی گئی کہ وہ بھی اس پر دستخط فرما دیں تو انھوں شوریٰ کی اس تکمیل سے یہ کہہ کر اتفاق کرنے سے انکار کر دیا کہ اس کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، مجھے اس پر انشراح نہیں ہے، جیسے کام چل رہا ہے بس ویسے ہی ٹھیک ہے۔دو تین دفعہ ان سے بات کی گئی لیکن انھوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔اس انکار کی وجہ ظاہر تھی اور وہ یہ کہ وہ اپنے نہج پر ہی باقی رہنا چاہتے تھے اوران دوسرے اکابرین کی بات ہی سننے کے لیے تیار نہیں تھے جن کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں کہ نیا نہج کام کے لیے کس قدر تباہ کن اور نقصان دہ ہے اور وہ کام کو ایک ایسی صورتِ حال

تک پہنچادے گا جس پر قابو پانا ممکن نہ ہوگا۔شوریٰ میں شامل بنگلہ دیش کے تینوں حضرات نے بھی مولانا سعد صاحب کی اتباع میں اس تحریر پر دستخط نہیں کیا۔ پھر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں یہ ساری بات پیش کی گئی تو انھوں نے اس تحریر پر اس وقت موجود ہندوپاک کے ذمہ دار پرانے حضرات کے دستخط کرائے۔اس کے بعد اس تحریر کی کاپیاں بنا کر مختلف جگہوں پر بھیج دی گئیں۔

چونکہ ان تینوں ممالک (ہندوپاک اور بنگلہ دیش) کا کام معیاری ہے جس کی وجہ سے بیرون ملک سے نئے وقت لگانے والوں کا ان تینوں ملکوں میں وقت لگوایا جاتا ہے اور پوری دنیا کے مشوروں، اجتماعات اور جوڑوں میں ان تینوں ممالک کی جماعتیں ایک ساتھ جاتی ہیں، ان مصالح کی بنا پر حضرت جیؒ نے ان تینوں ممالک کے احباب پر مشتمل ایک شوریٰ بنائی تھی۔ ہمارا کام عالمی ہے اور عالمی مسائل پر غور وخوض کے لیے ہمارے پاس یہ تین مواقع ہیں، اجتماعِ رائے ونڈ، ٹونگی اجتماع (بنگلہ دیش) اور حج بیت اللہ۔ان تینوں مواقع میں تینوں ملکوں کے احبابِ شوریٰ موجود ہوتے ہیں جن کے اتفاقِ رائے سے اہم امور طے پاتے ہیں۔اسی میں کام کی اور کام کرنے والوں کی پوری پوری حفاظت ہے، لہٰذا ان تمام امور پر قابو پانے کے لیے رائے ونڈ کے اجتماع میں تینوں ملکوں کے ۱۳/احباب پر مشتمل شوریٰ بنائی گئی۔

اب یہ مسئلہ کہ نظام الدین کے مسئلے کو رائے ونڈ میں کیوں رکھا تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ محض نظام الدین کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ کام کا مسئلہ ہے جس کے رکھنے کے یہی تین مواقع ہیں، رائے ونڈ، ٹونگی (کاکریل، بنگلہ دیش) اور حج۔اسی کے ساتھ کچھ لوگوں کا یہ سوچنا کہ ان تینوں ملکوں کی ملکی شوریٰ موجود ہے اور عالمی مسائل کے حل کے لیے یہ تینوں مواقع موجود ہیں اس لیے کسی مشترکہ شوریٰ کی ضرورت نہیں ہے، یہ سوچ بھی صحیح نہیں ہے،

اس لیے کہ یہ شکل پہلے سے موجود ہے پھر بھی مسائل پیدا ہوئے اور سالہا سال گزرنے کے بعد بھی حل نہیں ہوئے۔ اس لیے انتہائی ضرورت تھی کہ ان تینوں ممالک کی مشترکہ شوریٰ (جو حضرت جیؒ جیسے صاحبِ بصیرت آدمی نے سمجھی تھی اور بنائی تھی) کی تکمیل عمل میں لائی جائے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ شکل بنادی کی تینوں ملکوں کی مشترکہ شوریٰ بن گئی جس میں کام کی پرانی ہی شکل کا تکملہ اور تتمہ ہے۔

حفظ نہج کے لیے پانچویں اصلاحی کوشش

شوریٰ کی تکمیل کے بعد اکابرین حضرات نے کوشش کی کہ مولانا سعد صاحب شوریٰ کو تسلیم کرلیں مگر تمام تر کوششوں کے باوجود مولانا سعد صاحب نے شوریٰ کو تسلیم نہیں کیا۔ اسی طرح نظام الدین کی شوریٰ کے حضرات شوریٰ کی تکمیل کے تقریباً ۶/ماہ بعد تک بنگلہ والی مسجد میں مقیم رہے مگر مولانا سعد صاحب اکیلے ہی فیصل بنے رہنے پر بضدر ہے۔

اسی دوران ان اکابرین حضرات نے یہ طے کیا کہ ہم چند آدمی جو اصلاحی کوششیں کررہے ہیں، اس مسئلہ کو اب اپنے تک ہی محدود نہ رکھ کر ملک کے دیگر پرانوں کو، جو ان احوال سے واقف تھے، بھی اپنی فکر میں شامل کرلیا جائے۔ چنانچہ ان حضرات نے ان پرانے احباب کے سامنے برسوں کی اصلاحی کوششوں کی کارگزاری سنا کر یہ مشورہ کیا کہ اگر آپ تمام احباب کی رائے ہو تو یہ کوششیں جاری رکھیں اور اگر آپ لوگوں کو یہ لاعلاج مرض محسوس ہورہا ہے تو ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس پر ان سبھی احباب نے یہی کہا کہ آپ حضرات کوشش کیجئے۔ اس کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر کام کی حفاظت نہیں ہوسکتی۔

نظام الدین کی چہاردیواری میں معاملہ حل نہ ہونے کی وجہ

مولانا سعد صاحب کے ذریعہ بغیر مشورہ کے نئی نئی باتوں کو چلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بعض

لوگ اس نئے رُخ کی حمایت کرنے لگے اور موقع پرست مولانا سعد صاحب کے حوارییں کا ایک ایسا طبقہ نظام الدین میں تیار ہوگیا جو اپنے مفاد کے لیے ان کی ہر بات میں ہاں میں ہاں ملانے لگا اور یہ ظاہر کرنے لگا کہ ہم آپ کی بات چلانا چاہتے ہیں۔ اس غلط رُخ کو حضرت نظام الدین کی سطح سے عالمی سطح پر قائم کرنے کے لیے شروع ہی سے ان اغراض پرست حوارییں کا استعمال ہونے لگا تھا۔ اس طرح یہ طبقہ آہستہ آہستہ بنگلہ والی مسجد پر قابض ہوگیا۔

جس وقت اکابرین حضرات بنگلہ والی مسجد کے اندر رہ کر اصلاحی کوششیں کررہے تھے یہ مفاد پرست طبقہ مولانا سعد صاحب کی امارت کا دعویٰ کرنے لگا۔ ان اکابرین کی کوششوں کو ناکام کرنے کے لیے اس مفاد پرست طبقے نے یہ بات بھی پھیلانی شروع کی کہ مولانا سعد صاحب کی حفاظت کے لیے کچھ لوگوں کا ساتھ رہنا ضروری ہے اور اس بنیاد پر لوگوں کی تشکیلیں ہونے لگیں۔ اس کے بعد ایک منصوبہ بند سازش کے تحت ان حضرات کے ساتھ، جو مولانا سعد صاحب کی چلائی ہوئی نئی باتوں سے اتفاق نہیں رکھتے تھے، دھمکی، بدتمیزی اور مار پیٹ کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔

اس طرح سے بنگلہ والی مسجد کے ماحول میں تبدیلی کی وجہ سے ان حضرات کو سخت گھٹن محسوس ہونے لگی لیکن اس کے باوجود بھی یہ حضرات اس امید پر نظام الدین میں مقیم رہے اور صبر کرتے رہے کہ نظام الدین کی چہار دیواری کے اندر ہی یہ پورا معاملہ حل ہوجائے نوبت یہاں تک پہنچی کہ رمضان المبارک میں مورخہ ۱۹/جون ۲۰۱۶ء کو وہ طوفانِ بلاخیز اٹھا کہ جس نے نظام الدین کا ۹۰ / سال کا تقدس پامال کردیا اور ان حضرات کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اب اس جگہ پر مسئلہ حل ہونے کی کوئی بھی صورت باقی نہ رہی اور ان حضرات کو بنگلے والی مسجد، نظام الدین کو چھوڑنا پڑا۔

کام کے نہج میں تبدیلی کے نقصانات

کام میں ہوئی مذکور بالا تبدیلیوں کی وجہ سے کام پر اور کام کرنے والوں پر جو مضر اثرات پڑے، ان میں سے کچھ اہم چیزوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ا۔ کام کا دورخوں پر جانا: مولانا سعد صاحب کے اپنے مخصوص نظریات پر اصرار کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمارا کام کرنے والا مجمع پوری دنیا میں دو حصوں میں تقسیم ہونے لگا۔ نظام الدین کی مختلف نشستوں، اجتماعات اور دیگر مواقع پر انھیں لوگوں کی بات طے ہونے لگی تھی جو ان نئی باتوں کو چلائیں۔ چنانچہ روانگی کی بات میں بھی یہی ہدایت دی جانے لگی کہ جہاں جماعت جائے وہاں ان باتوں کو چلائے اور کارگزاری کی بات میں جماعتوں سے ان ہی نئی باتوں کے بارے میں پوچھا جانے لگا کہ جہاں جماعت گئی تھی وہاں ان باتوں کو چلایا یا نہیں۔ اسی طرح واپسی کی بات میں بھی انھیں باتوں کو چلانے کی ترغیب دی جانے لگی۔ نتیجے کے طور پر نظام الدین آنے والا مجمع اپنے اپنے علاقوں میں ان نئی باتوں کو چلانے لگا۔

اسی طرح پوری دنیا میں ممالک کے تقاضوں پر نظام الدین اور رائے ونڈ دونوں جگہ کی جماعتیں بھیجی جاتی ہیں، ان تقاضوں پر نظام الدین سے ان حضرات کے سفر بند یا محدود کردیے گئے جو ان نئی باتوں سے متفق نہیں تھے اور ان لوگوں کے اسفار بکثرت ہونے لگے جو ان نئی باتوں کو چلائیں۔ چنانچہ ہند کی جماعتیں ملکوں میں جا کر یہ کہتی تھیں کہ ان باتوں کو اپنے ہاں چلاؤ کیونکہ یہ باتیں نظام الدین سے کہی جارہی ہیں لیکن رائے ونڈ کی جماعتیں انھیں ملکوں میں جا کر یہ کہتیں کہ یہ نئی باتیں نہ چلائی جائیں کیونکہ یہ مشورہ سے طے نہیں ہیں۔

ممالک کے احباب کے سالانہ وقت کے سلسلہ میں پہلے سے ہی یہ ترتیب طے

شدہ ہے کہ ایک سال اپنے ملک میں، دوسرے سال ہندو پاک اور بنگلہ دیش میں اور تیسرے سال دیگر ممالک میں اپنا وقت لگایا جائے۔اس طرح بیرون ممالک کی جو جماعتیں ہندوستان وقت لگاتیں تو انھیں نظام الدین کی مختلف نشستوں میں اس نئے رخ کی بات سننے کو ملتی ،اس کے بالمقابل اسی ملک کی جو جماعتیں رائے ونڈ جاتیں وہاں اسی پرانے طرز پر کام کو ہوتے دیکھتیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممالک میں کام کرنے والے احباب تشویش میں پڑنے لگے کہ کام کو کس رخ پر کیا جائے۔کئی ممالک کے عرب ذمہ داران نے ایک ساتھ مل کر ایک خط محترم حاجی عبدالوہاب صاحب اور مولانا سعد صاحب کو بھی لکھا تھا،جس میں ان حضرات نے اپنے اپنے ملکوں میں ان حالات کے حوالے سے اپنی اس تشویش کا اظہار کیا تھا۔اس طرح ملکی سطح سے لے کر عالمی سطح تک دعوت کی محنت دورُخوں میں بٹ گئی۔

۲۔علماء ومشائخ کا اعتماد اٹھنے کا خطرہ: جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اہلِ حق شروع ہی سے ہمارے کام پر منشرح تھے اور ہمیشہ سے کام سے محبت ، تائید اور دعا کرنے والے تھے۔مگر مولانا سعد صاحب کے بیانات میں بے احتیاطی اور کام کرنے والوں کے ان بیانات کو اپنے علاقوں میں نقل کرنے کی وجہ سے ان حضرات کو عدم اطمینان کا احساس ہونے لگا اور اشکالات کی دیوار کھڑی ہوگئی۔ یہاں تک کہ ان حضرات کا کام سے اعتماد اٹھنے کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔

اکابرین کے بنگلے والی مسجد کو چھوڑنے کی وجوہات

ان حضرات نے بنگلے والی مسجد چھوڑنے یا بنگلے والی مسجد کی سرگرمیوں سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی دو وجوہات بیان کی ہیں:

۱- دین کی محنت کی حفاظت: جیسا کہ شروع میں گزر چکا کہ اس کام کے چلنے کے لیے

ایک طرف تو کام کا عالمی سطح پر یکساں نہج پر رہنا ضروری ہے اور دوسرے اہل حق کی تائید اور اعتماد کا ملنا ضروری ہے۔ان دونوں چیزوں کے بغیر یہ عالمی کام چل ہی نہیں سکتا۔مگر کام کے نہج میں ہونے والی مذکور بالا تبدیلیوں کی وجہ سے یہ دونوں نقصانات پیش آنے لگے۔اس وقت میں مسجد کی سطح سے لے کر عالمی سطح تک کام دورخ پر ہوجانے کی وجہ سے ان اکابرین حضرات کو یہ خطرات محسوس ہونے لگے کہ اگر اس پر فوری طور پر قابو نہ پایا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ نظام الدین اور رائے ونڈ کا اختلاف سمجھا جائے گا اور یہ مبارک کام عالمی اختلاف کا سبب بن کر ختم ہوجائے گا۔

اس طرح یہ گویا کام کو اپنے ہی ہاتھوں ذبح کرنا ہوتا۔اس لیے نظام الدین کے ان حضرات کو جو اس نئے رخ سے اتفاق نہیں رکھتے تھے یہ قدم اٹھانا ضروری ہوگیا کہ کام کی حفاظت کے لیے اپنے موقف کا اظہار کیا جائے۔اس لیے ان کے اس قدم سے یہ بات ساری دنیا کے سامنے واضح ہوگئی کہ یہ اختلاف نظام الدین اور رائے ونڈ کا نہیں بلکہ شوریٰ اور مولانا سعد صاحب کے درمیان ہے اور اس طرح کام دو حصوں میں تقسیم ہونے سے بچ گیا اور ان بزرگوں کے اس قدم سے اللہ نے کام کی حفاظت کی شکل پیدا کردی۔

غرض ان اکابرین حضرات کی تمام تر کوششوں کے باوجود بھی مولانا سعد صاحب اپنے بیانات کے غلط رخ سے باز نہیں آئے۔اس وقت اگر فوری طور پر کوئی قدم نہ اٹھایا جاتا تو اہل حق کے اعتماد اٹھنے کا خطرہ تھا لیکن اللہ کے فضل سے ان بزرگوں کے اس قدم کی وجہ سے علماء کرام اور دیگر اہل حق کی تائید اس مبارک محنت کو حاصل ہوگئی جو ہمارے پچھلے تینوں اکابرین کے زمانہ میں تھی اور اس طرح کام ایک بڑے سانحہ سے محفوظ ہوگیا۔

۲۔مداہنت سے بچنا: نظام الدین میں قیام کے نتیجے میں پوری دنیا میں کام کرنے والے مخلصین کے سامنے بھی کچھ اکابرین (بشمول حضرت مولانا ابراہیم صاحب) کے

بارے میں یہ بات اڑائی جانے لگی کہ یہ حضرات اس نئے رخ کے حامی ہیں۔صرف چند حضرات (مثلاً حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب وغیرہ) متفق نہیں ہیں اور بس یہ لوگ مولانا سعد صاحب کی بات کو چلنے نہیں دیتے۔ان اکابرین کے نظام الدین چھوڑنے سے پہلے یہ جھوٹی باتیں پھیلائی جانے لگی تھیں، اس کے شواہد میں مولانا ابراہیم صاحب کی طرف منسوب وہ جعلی تحریر بھی ہے جو ان کے موقف کے بارے میں چلائی گئی۔اس لیے اگر اس وقت میں یہ قدم نہ اٹھایا جاتا تو مداہنت ہوتی۔

اسی طرح ابتدا میں دارالعلوم کے اکابر علماء بشمول حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب اور حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب نے نظام الدین کے بگڑتے حالات کو سنبھالنے کے لیے ان اکابرین حضرات سے تحریری طور پر درخواست بھی کی تھی، اس کے باوجود ان حضرات کا مولانا سعد صاحب کے ساتھ رہنا علماءِ کرام کے لیے تشویش کا سبب بن سکتا تھا، اس لیے اس مداہنت کے ڈر سے ان حضرات کو الگ ہونا پڑا، اگر یہ حضرات اس وقت یہ قدم نہ اٹھاتے تو دارالعلوم کا جو فتویٰ مولانا سعد صاحب کے بیان پر آیا ہے وہ صرف ان پر نہیں بلکہ پوری تبلیغ پر لاگو ہوتا۔

حفظ نہج کے لیے موجودہ اصلاحی کوشش

اس کے بعد ان حضرات نے نظام الدین کی چہار دیواری سے باہر کوشش شروع کی اور اللہ کے فضل سے یہ کوشش کامیاب ہوگئی۔اس اقدام کے بعد اللہ کی ایسی مدد آئی کہ ملکوں اور صوبوں کا کام صحیح نہج پر قائم ہونے لگا۔

آج کل بڑے شد و مد سے اصلاحی کوشش کرنے والے حضرات کے بارے میں یہ اشکال کیا جا رہا ہے کہ جب نہج میں تبدیلیاں آ رہی تھیں تو یہ لوگ کیا کر رہے تھے اور اس کو سدھارنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔اسی طرح یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ حضرات نظام الدین چھوڑ

کر کیوں آ گئے وہیں پر رہ کر کوشش کیوں نہیں کی۔ یہ سب اشکالات اس لیے پیش آ رہے ہیں کہ مجمع ان کی ابتدائی کوششوں سے یکسر ناواقف ہے۔ جیسا کہ اب تک گزر چکا ہے کہ یہ حضرات شروع ہی سے مجمع کو بغیر الجھائے اس کوشش میں لگے رہے کہ کام اپنے نہج پر لوٹ آئے اور یہ پورا معاملہ بغیر کسی انتشار کے سلجھ جائے۔ لیکن بنگلہ والی مسجد کے اندر رہ کر برسوں تک کی گئی تمام کوششیں ناکام ہی رہیں۔ اب چونکہ بنگلہ والی مسجد کے ماحول میں کام کی حفاظت ممکن نہیں رہی کیوں کہ اس وقت ان لوگوں کا تسلط ہے جنھوں نے کام کو نہج سے ہٹا دیا اور جو ہر حال میں مولانا سعد صاحب کی قیادت اور سیادت قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ طبقہ اصلاح کی ہر کوشش کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ اس لیے اب اس کی کوئی گنجائش وہاں باقی نہیں رہی۔

ایک عام اشکال یہ بھی کیا جا رہا ہے کی یہ حضرات بنگلہ والی مسجد چھوڑنے کے بجائے وہاں رہ کر مزید صبر کرتے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ حضرات فوری طور پر بنگلے والی مسجد، نظام الدین سے الگ نہ ہوتے تو ان مفاد پرست حضرات کے پروپیگنڈے کو تقویت ملتی جو ان کے قیام کو بطور استدلال پیش کرنے لگے تھے اور برملا کہتے نظر آتے تھے کہ اگر مولانا سعد صاحب کی چلائی ہوئی باتیں غلط ہیں تو کس طرح وہاں سے چل رہی ہیں جب کہ وہاں سبھی پرانے نہ صرف موجود ہیں بلکہ ان تمام مشوروں میں شامل ہیں، اس طرح وہاں رہ کر اس غلط رخ کے ساتھ چل کر اور تعاون کر کے محنت کے صحیح رخ کی تائید کے بجائے غلط رخ کی تائید عملاً ہو رہی تھی۔ حالانکہ ان حضرات کی خاموشی مصلحتاً تھی کہ فتنہ نہ ہو۔

چنانچہ یہ سبھی حضراتِ اکابر اپنے اپنے وطن واپس آ گئے اور چونکہ یہ کام امت کی امانت ہے کسی ایک فرد یا خاندان کی وراثت نہیں، اس لیے اس امانت کے ادا کرنے میں روز و شب مصروف عمل ہیں اور اس طرح کام اپنے صحیح رخ پر بحمداللہ عالمی سطح پر رفتہ رفتہ

آ رہا ہے۔

دعوت وتبلیغ کے ۹۰ رسالہ دور سے متعلق مذکورہ بالا اہم واقعات تفصیل سے اسی مقصد سے جمع کیے گئے ہیں کہ ان خطوط کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ورنہ اس رسالہ کا اصل مقصد ان خطوط کو یکجا کرنا ہے، جو آئندہ آرہے ہیں۔ اخیر میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایک ارشاد گرامی پر اس تحریر کو ختم کرتے ہیں:

"فاذاعرفت انساناً بالشر فلاتذکره به بل اطلب منه خیراً فاذکره به ،الا فی باب الدین فانک ان عرفت فی دینه کذالک فاذکره للناس کیلایتبعوه ویحذروه. (الاشباه والنظائر لابن نجیم ت 970 ه ص712 ج 2 ادارة القرآن)

"<u>اگر تمہیں کسی شخص میں برائی کا پتہ چل جائے تو اس برائی کے ساتھ اس کا تذکرہ نہ کرو بلکہ تم اس کے اندر خیر کو تلاش کرو اور اس کے ساتھ اس کا تذکرہ کرو لیکن اگر معاملہ دین کا ہو اور اگر اس کے دین میں کسی ایسی خامی کا پتہ چل جائے تو تم اس کا ذکر لوگوں سے کرو تاکہ لوگ اس کا اتباع نہ کریں اور اس سے بچے رہیں</u>۔"

مآخذ ومراجع:

۱ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت از مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ

۲ مکاتب حضرت مولانا شاہ محمد الیاسؒ از مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ

۳ ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ از مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ

۴ ارشادات ومکتوبات حضرت مولانا شاہ محمد الیاس دہلویؒ از افتخار حسین فریدی صاحبؒ

۵ سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ از مولانا محمد ثانی حسنی ندوی صاحبؒ

٦ تذکرۂ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ از مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ اور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحبؒ

٧ دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم وادراک از مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری صاحب

٨ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

٩ تبلیغی مرکز حضرت نظام الدین دہلی: کچھ حقائق، کچھ واقعات (حصہ اول) از چودھری امانت اللہ صاحب،

١٠ تبلیغ ودعوت کی شوریٰ اور امارت سے متعلق اصل حقائق از ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب

١١ دعوت وتبلیغ کا کام سازش کا شکار، از سید جمیل اصغر صاحب، پٹنہ

١٢ ایک اہم گزارش تمام مسجد وار جماعتوں سے، از مولانا حکیم عبد الرشید قاسمی صاحب، مولانا بدر الدین قاسمی صاحب، مولانا عبد اللہ مظاہری صاحب

١٣ دل سوز حقیقت از مولانا عبد اللہ قاسمی صاحب

١٤ وضاحتی بیان از مولانا حکیم عبد الرشید قاسمی صاحب

١٥ تحریر ابو خنساء الحنفی (٢١ر سوالات کے مکمل جوابات) (10/09/2017ء)

١٦ رائے ونڈ کے پرانوں کے جوڑ کے موقع پر بھائی فاروق صاحب اور ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کا ایک بیان (مورخہ ١٨ر مارچ ٢٠١٧ء)

١٧ شوریٰ کی وضاحت سے متعلق مولانا طارق جمیل صاحب کا ایک بیان

١٨ ساؤتھ افریقہ سے آئے ہوئے علماء کرام سے مولانا عبد الرحمٰن رویانہ صاحب کا خطاب

١٩ دین کی خدمت اور دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے از مولانا محمد سلیم دھورات صاحب

٢٠ تزکیہ واحسان اور اکابرین تبلیغ از حضرت قطب الدین ملا نقشبندی صاحب

٢١ بخدمت علمائے کرام ومشائخ عظام از محمد حبیب اللہ، محمد شہر الہدیٰ، محمد عارف باللہ، مدبر حسین اور محمد معصوم باللہ

۲۲ تحریر ابو حسان صاحب

۲۳ دعوت وتبلیغ کی عظیم محنت کے موجودہ حالات کا حل۔قرآن،سنت اور اکابرامت کی نظر میں

۲۴ احوال وآثار مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ از مولانا شاہد سہارن پوری صاحب

۲۵ حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ کی سوانح حیات از مولانا سید محمد زین العابدین صاحب اور مولانا انیس احمد مظاہری صاحب

قسط نمبر ۱

مولانا سعد صاحب کے نام ابتدا میں اصلاح کے لیے پیش کیے گئے خطوط

وضاحتی تحریر

اس قسط میں ٦/خطوط (١تا٦) جمع کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

خط نمبر١:

١١/مارچ ٢٠١٥ء میں مولانا یعقوب صاحب، مولانا ابراہیم صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولانا اسمٰعیل صاحب (گودھرا)، بھائی فاروق صاحب (بنگلور)، ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب (علی گڑھ)، پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب (مدراس) اور پروفیسر ثناء اللہ خاں صاحب (علی گڑھ) کی جانب سے مولانا سعد صاحب کو پہلا خط (خط نمبر١) پیش کیا گیا جس میں ان حضرات نے کام کی موجودہ ترتیب اور نہج کے حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا اور مسائل کے حل کرنے کے لیے شوریٰ کے قیام کی بات رکھی۔ ان حضرات نے مولانا سعد صاحب سے فرمایا کہ آپ اس خط کو رات میں پڑھ لیں تاکہ صحیح صورتِ حال واضح ہو جائے۔ یہ خط ہم نے آپس میں مشورہ کر کے لکھا ہے اور ہم سب آپ سے مل کر مذاکرے کے لیے بیٹھنا چاہتے ہیں۔ کل مشورے کے بعد ١١/بجے ہم آپ سے ملیں گے۔ لیکن اگلے دن مولانا سعد صاحب نہ تو مذاکرے کے لیے بیٹھے اور نہ ہی خط کا کوئی جواب دیا بلکہ تین دن بعد بمبئی کے جوڑ میں عمومی مجمع کے سامنے کہا کہ <u>کچھ لوگ مجھ سے مناظرہ کرنے آئے تھے اور اپنے تجربے بتا رہے تھے حالانکہ کام تجربہ کا نہیں بلکہ سیرت کا ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ مجھ سے کہتے ہیں کہ مشورہ نہیں کرتا۔ میں مشورہ کس سے کروں کوئی کام کرنا ہی نہیں چاہتا۔</u> حالانکہ کوشش کرنے والے حضرات اپنا تجربہ نہیں بلکہ سیرت کی روشنی میں اپنے مخلص بزرگوں کی صحبت میں رہ کر سیکھا اور سمجھا ہوا کام بتا رہے تھے جس میں مولانا سعد صاحب کے اساتذہ بھی شامل تھے، جنھوں نے اپنی پوری زندگی کام میں کھپائی ہے۔

خط نمبر٢:

دارالعلوم دیوبند کے اکابر علماء، مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب، مولانا سید محمد ارشد

مدنی صاحب، مولانا قمرالدین احمد صاحب، مفتی محمد امین پالن پوری صاحب، مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب، مولانا عبدالخالق مدراسی صاحب، مولانا عبدالخالق سنبھلی صاحب اور مولانا ریاست علی بجنوری صاحبؒ نے بھی اس صورتحال سے حد درجہ متفکر ہوکر ۳۱ر اگست ۲۰۱۵ء میں اکابر ذمہ داران دعوت کے نام ایک خط (خط نمبر۲) تحریر فرمایا جس میں نہایت دردمندی کے ساتھ اپنی اس رائے اور خواہش کا اظہار کیا کہ کام پرانے بزرگوں کی ہی روش پر شورائی نظام کے تحت چلنا چاہئے۔

خط نمبر۳:

۲۹ر اگست ۲۰۱۵ء میں حضرت مولانا عاقل صاحب، جو حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے داماد اور فی الوقت مظاہر العلوم، سہارنپور کے شیخ الحدیث ہیں، کی خدمت میں نظام الدین کے ایک وفد کی تشریف آوری ہوئی، جنہوں نے موجودہ حالات کے سلسلہ میں حضرت مولانا عاقل صاحب سے اپنی تشویش کا اظہار کیا اور ایک خط دیا جس میں ۲۳ر اگست ۲۰۱۵ء میں بنگلہ والی مسجد میں ہونے والے اس شرمناک واقعہ کی اطلاع دی، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس کے بعد ۳۱ر اگست ۲۰۱۵ء کو حضرت مولانا عاقل صاحب نے مولانا سعد صاحب کے خسر حضرت مولانا محمد سلمان صاحب (ناظم مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور) کو نظام الدین کے بگڑتے حالات سے متعلق ایک اطلاعی تحریر (خط نمبر۳) لکھی۔

خط نمبر۴:

۱۰ر ستمبر ۲۰۱۵ء میں مولانا اسمٰعیل صاحب (گودھرا)، مولانا عبدالرحمٰن صاحب (رویانہ، بمبئی)، بھائی فاروق صاحب (بنگلور)، ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب (علی گڈھ)، پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب (مدراس) اور پروفیسر ثناء اللہ صاحب (علی گڈھ) کی جانب سے ایک خط (خط نمبر۴) مولانا سعد صاحب کو پیش کیا گیا جس میں ان حضرات نے دوبارہ سے تکمیلِ شوریٰ اور مشورے کے اہتمام کی یاددہانی کرائی۔ لیکن اس مرتبہ بھی بڑی ناگواری کا اظہار کیا اور کوئی مفید نتیجہ نہ نکل سکا۔ بلکہ سہ ماہی مشورے میں پرانوں کے مجمع میں یہ کہا

کہ جو لوگ نہج کے بدلنے کی بات کر رہے ہیں وہ شیطانی وساوس میں مبتلا ہیں۔

خط نمبر ۵:

اواخر اکتوبر ۲۰۱۵ء میں انہی حضرات نے بنام مولانا سعد صاحب کو تیسرا خط (خط نمبر ۵) پچھلی تحریروں کے پیش کرنے کے باوجود کسی طرح کی بھی روش اور رویہ میں کوئی تبدیلی نہ آنے پر، مزید باتوں کی طرف توجہ دلانے کے عنوان سے، لکھا۔ مگر اس خط کو پڑھنے کے بعد مولانا سعد صاحب نے سیدھے روانگی کی بات میں آ کر یہ کہا کہ مجھ کو کچھ پروفیسر کام سکھانے اور صحابہ کی زندگیاں سکھانے آئے تھے جب کہ ان کی زندگیاں انگریزی پڑھنے پڑھانے میں گزر گئیں۔ اس طرح مولانا سعد صاحب نے اس مسئلہ کی سنگینی محسوس کیے بغیر اور مسئلہ کو سلجھانے کے بجائے بالکل روکھے انداز میں عمومی مجمع میں ان معروضات کو چند فقرے کہہ کر رد کر دیا۔ حالانکہ صحیح رخ تو یہ تھا کہ ان کوشش کرنے والے حضرات کے ساتھ بیٹھ کر افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کیا جاتا۔

خط نمبر ۶:

اوائل نومبر ۲۰۱۵ء میں عرب ممالک کے ذمہ داران دعوت نے محترم حاجی عبد الوہاب صاحب اور مولانا سعد صاحب کو ایک خط (خط نمبر ۶) لکھ کر اپنے ملکوں میں دو ذہن اور اختلاف وانتشار کی شکل بننے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور اس کے سد باب کے لیے تکمیل شوریٰ کی تجویز پیش کی۔

اس طرح نظام الدین کے متعدد اکابرین، دیگر اکابرین علماء کرام اور عرب حضرات نے مولانا سعد صاحب کو سمجھانے اور نئے نہج سے باز رکھنے کی انتھک کوشش کی لیکن افسوس کہ ان کی تحریری درخواستوں پر بھی کوئی کان دھرنے کے بجائے منحرفہ نہج پر اڑنے کی روش جاری رہی۔

خط نمبر ۱

اکابرین حضرات کا خط بنام مولانا سعد صاحب

کام کی موجودہ ترتیب و نہج کے حوالے سے اپنی تشویش کے اظہار میں

مورخہ ۱۱/ مارچ ۲۰۱۵ء

باسمہٖ تعالیٰ

مکرمی ومحترمی جناب مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیثِ پاک کی رو سے اس بات کے اظہار میں ہمیں کوئی تکلف نہیں ہے کہ ہمیں آپ سے محبت ہے جس کی وجہ آپ کی حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اور مولانا یوسف صاحبؒ سے نسبت ہے، صدیقی نسبت کی بنا پر بھی آپ سے تعلق ومحبت ہے۔ یہ عریضہ اسی محبت وتعلق کے خیر خواہانہ جذبے کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ حسد وبغض کے جذبات سے پاک اور بری ہونے کا ہمیں دعویٰ نہیں ہے مگر یہ جذبہ آپ کے بارے میں ہم نے اپنے اندر نہیں پایا۔ اس خط کا محرک ایک خیر خواہانہ جذبہ اور دوسرے اپنے بارے میں ذمہ داری کا احساس اور عنداللہ مسئولیت کا خیال ہے کہ ان باتوں کا آپ تک نہ پہنچانا اور آپ کو ان کی طرف متوجہ نہ کرنا کتمان سمجھتے ہیں۔

۱۔ جس دن سے تبلیغ سے تعلق ہوا ہے، یہ سنا ہے کہ ہمارے بیانات چھ نمبر کے اندر ہونے چاہیے۔ مگر اب ایسا محسوس ہو رہا ہے ہم اپنے دائرے سے باہر قدم نکال رہے ہیں، تردید، تنقیص، تقابل، عقائد ومسائل اور حالاتِ حاضرہ کے تذکروں سے ہمارے حضرات بچتے رہے ہیں، مگر اب آپ کے بیانات میں یہ چیزیں آ رہی ہیں (ہوسکتا ہے یہ غیر ارادی ہو) جن پر علماء کرام کو شدید اختلاف ہے جو آج تک کبھی مولانا یوسف صاحبؒ اور ہمارے مرکز کے پچھلے اور موجودہ بیان کرنے والے علماء پر نہیں ہے، یہ صرف آپ کے بارے

میں کیوں ہے؟ جن باتوں پر علماء کو اعتراض ہے ان کے بارے میں آپ کو سوچنا چاہیے کہ ہم اپنی حدود سے باہر نکل کر اس کا شکار تو نہیں ہو رہے ہیں، انھیں نظر انداز کر دینا یا جواب نہ دینا کافی نہیں ہے جب کہ یہ اعتراض کسی ایک فرد کی طرف سے نہیں ہے۔ علماء کا ایک محاذ بنتا جا رہا ہے، جو ہمارے کام کے لیے مناسب نہیں ہے، ہمیں اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہیے کہ ہم سے اس میں کس حد تک چوک ہو رہی ہے۔ ان باتوں کے تذکرے کے بغیر اب تک ہمارا کام چلتا رہا ہے اور چل رہا ہے تو ان باتوں کو چھیڑ کر علماء کو اپنے مخالف بنانا اور ان کا ایک محاذ بن جانا آخر اس کی کیا ضرورت پیش آگئی ہے؟ آپ کو ان باتوں سے احتیاط کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ آپ کی باتیں ہمارا مجمع اپنے بیانات میں نقل کرتا ہے، ہمارے حضرات ان باتوں سے بچتے رہے ہیں۔

۲۔ اس مبارک اور عالی کام کی اندرونی اور بیرونی رخنہ اندازیوں سے حفاظت اور انتشار سے بچاؤ اور اجتماعیت کے لیے عالمی سطح پر بھی ایک شوریٰ کی موجودگی ضروری ہے۔ رائیونڈ میں جو کچھ پیش آیا وہ سب کے سامنے ہے، حاجی صاحب کی شخصیت اسے تھما نہ سکی اور ابھی بھی سمندر کی تہ میں طوفان چھپا ہوا موجود ہے۔ لاوا پہاڑ کو بھی توڑ کر نکل آتا ہے، بنگلہ دیش میں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے، آنے والے زمانے کو سامنے رکھ کر آپ کو اس وقت وہ رخ ڈالنا چاہیے کہ یہ عالم گیر کام افراد پر نہ رہے، جماعت پر آجائے۔ کام کا تنوع، مختلف قومیں، مختلف طبائع اور جذبات اس کا تقاضہ ہیں کہ کام ایک جماعت پر آجائے۔

۳۔ آپ کی تمام خوبیوں اور مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چند باتیں آپ کی طرف سے ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی بنا پر پرانے یعنی مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے کے ساتھی ذہنی الجھن میں ہیں اور قبض کی کیفیت کے ساتھ چل رہے ہیں، کہتے اس لیے نہیں ہیں کہ انتشار کا سبب بننا نہیں چاہتے۔

(الف) مسجد کی آبادی: اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے وہ تو ہمارا مقصد ہے ہماری ساری محنت ہی مسجد کے آباد کرنے کی ہے اور ساری محنت کے نتیجے میں پھل کی طرح

سارے عالم میں مساجد کی آبادی وجود میں آرہی ہے، مگر اب ایک مخصوص عمل کو مسجد کی آبادی سمجھا اور سمجھایا جارہے اور جو طریقۂ کار اپنایا جارہا ہے وہ اس سے مختلف ہے جو ہم پچاس سال سے زائد عرصے سے کرتے آرہے ہیں، اس کی شکل عمومی گشت کی بن گئی ہے، عمومی گشت خروج کے زمانے میں جماعت روزانہ ایک مرتبہ اور مقام کے لوگ ہفتے میں دو مرتبہ کرتے ہیں۔ یہ پچھلے پچاس سالہ دور کی عملی شکل ہے اور مولانا الیاس صاحبؒ اور مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔ان حضرات نے ہفتے کے دو گشت رکھے تھے۔اب ترتیب بدل گئی ہے، اس کام میں پہلی محنت خروج پر تیار کرنے کی ہے، یعنی جماعتیں بنا کر نکالنے کی محنت، دوسری محنت مسجد وار جماعت بنا کر انھیں مقامی کام پر ڈالنا۔ یہ بات اب ذہنوں سے اوجھل ہورہی ہے، مقامی لوگوں کی روزانہ کی محنت ہو یا باہر سے آئی ہوئی جماعت کی محنت سب سکڑ کر اس پر آگئی ہے کہ مسجد کے اطراف جو لوگ ملیں انھیں گھیر کر مسجد میں لانا اور انھیں دعوت، تعلیم میں بٹھانا۔اس ایک عمل کو مسجد کی آبادی کی محنت تصور کیا جاتا ہے۔اب ہفتے کے دو گشت نہ رہے بلکہ روزانہ کا گشت ہو گیا اور روزانہ ان بار بار کے گشتوں کی وجہ سے عوام میں توحش پیدا ہونے لگا۔(یہ بتلایا جارہا ہے کہ یہ عمل ہو رہا ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں) محلے کے ہر گھر تک پہنچ کر ہر فرد پر محنت کرنا ختم ہو رہا ہے۔

حضرت جیؒ نے میانجی محراب صاحبؒ کو صوبوں کے مرکزی مقامات پر بھیجا تھا کہ مسجد وار جماعت بنائیں اور مسجد وار محنت سمجھائیں۔ہم لوگوں کے بھی ان کے ساتھ سفر ہوئے، اس وقت صراحتاً یہ کہا جاتا تھا کہ کوشش کرو، گھر میں بیٹھ کر بات کرو، دین پر چلنے میں دنیا اور آخرت کا نفع اور دین پر نہ چلنے میں دنیا اور آخرت کا نقصان سمجھاؤ اور یہ بتاؤ کہ دین محنت سے آتا ہے اور محنت بھی سمجھاؤ اس کے لیے تیار کرو۔۳ چلوں سے لے کر ۳ دن تک کی تشکیل کرو، پھر مقامی مسجد کی محنت سمجھاؤ اس کے لیے وقت مانگو کہ روزانہ کچھ وقت دیں، یہ بھی کہو کہ پردے کے پیچھے تمھاری عورتیں بھی سنیں، ان کی بھی ضرورت کی بات ہے گھر کی تعلیم کی ترغیب دیکر وقت طے کراؤ، مگر کارگزاریاں سن کر حضرت جیؒ نے فرمایا کہ

فتنوں کا دور ہے خود سے عورتیں سن لیں تو ٹھیک ہے تم اس کا مطالبہ نہ کرو۔

خود مولانا یوسف صاحبؒ ہدایات میں فرمایا کرتے تھے کہ خصوصی ملاقات کے لیے جاؤ وہ متوجہ ہے تو پوری بات سمجھاؤ گھر میں بیٹھ کر بات کرو اس کے گھر کی چیزوں کی طرف توجہ نہ کرو تمھارا بھائی شہد کی طرح ہے اور اس کے گھر کی چیزیں شہد کی مکھی کی طرح ہیں شہد حاصل کرنا ہے اور شہد کی مکھیوں سے بچنا ہے۔

مولانا سعید احمد خاں صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دعوت تو مسجد کے باہر ہے کیوں کہ دعوت تو بے طلبوں میں ہوتی ہے جو مسجد میں آگئے ان میں طلب پیدا ہوگئی۔ اب یہ کہا جارہا ہے کہ گھروں میں غفلت کا ماحول ہے وہاں دعوت نہ دی جائے۔ ملکوں میں جانے والی جماعتوں تک کا یہ ذہن بنایا جارہا ہے کہ اصل کام یہ کرنا ہے، یہ کام کیا تو سب کچھ کیا اور اگر یہ کام نہیں کیا تو کچھ بھی نہیں کیا۔ ہدایات میں یہی کہا جارہا ہے، کارگزاری میں یہی پوچھا جارہا ہے ملکوں میں جانے سے پہلے کے ۱۵ یوم اسی مشق کے لیے ہیں۔ یہ باتیں پرانوں کے یعنی مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے کے لوگوں کے ذہن میں الجھن پیدا کررہی ہیں کہ اب تک جو کیا وہ اور تھا اور اب جو سن رہے ہیں وہ اور ہے۔ وہ قبض کی کیفیت میں چل رہے ہیں، کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فوراً ڈانٹ پڑجاتی ہے، اپنی عزت وآبرو بچانے کے لیے چپ رہتے ہیں۔ کام کرنے والوں میں دو ذہن بن گئے ہیں، ملکوں تک میں یہ بات ہے، نئے پرانوں میں خلیج پیدا ہورہی ہے، پرانوں کی وقعت ختم ہورہی ہے۔

(ب) خواص میں محنت: ہدایات میں ہمیشہ یہ بات سنتے اور کہتے آئے ہیں کہ جماعت جب کسی بستی میں جائے تو سب سے پہلے خصوصی گشت کرے، دینی اور دنیوی لائن کے خواص سے ملے، انھیں اپنے کام کا معاون بنانے کی کوشش کرے۔ یہ جماعت کا پہلا کام ہے، پچاس سال سے اس پر عمل رہا اور جماعتوں کو ہدایات دی جاتی رہی ہیں، اب یہ متروک ہے اور کہتے ہیں کہ طبقہ واری کام نہیں کرنا ہے، مختلف طبقات پر کس طرح محنت کرکے انھیں مسجد وار جماعت کے ساتھ جوڑا جائے، اسے سمجھانے کے بجائے یہ کہا جارہا ہے کہ طبقات

پر محنت نظام الدین سے منع کر دی گئی ہے۔ یہ تو ایک منفی بات ہوئی، محنت چھوڑ دینا کیا مشکل ہے، اصلاً تو انھیں یہ بتلانا ہے کہ ان میں محنت کس طرح کی جائے، آج اس کا سب سے بڑا اثر طلبہ پر پڑ رہا ہے، ملکوں تک میں نوجوان ہاتھ سے جا رہے ہیں، ان میں محنت کی کوئی فکر نہیں ہے، اور باطل انھیں گود میں لے کر اپنا آلۂ کار بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے، آگے چل کر یہی افسران بنتے ہیں، یہاں تک کہ مساجد کی کمیٹیوں تک کے یہ ذمہ دار بنتے ہیں اس کو بھی طبقہ واری کام کہہ کر ان میں بھی محنت ختم ہو رہی ہے۔

۴۔ ملکی اور غیر ملکی تقاضوں پر جو جماعتیں بھیجی جاتی ہیں ان کے بارے میں یہ بات آگئی ہے کہ جو آپ کی بات چلائے وہ آپ کا آدمی ہے اسے ہر جگہ بھیجا جا رہا ہے اور جو آپ کی بات نہ چلائے اس کے اسفار بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ان جماعتوں کا اب یہ معیار رہ گیا ہے ملکوں تک میں یہ بات آگئی ہے۔ بنگلہ دیش کے پچھلے پرانوں کے جوڑ کے بارے میں طے ہوا کہ بھوپال اور بنگلہ دیش کے پرانوں کا جوڑ دونوں ایک تاریخ میں پڑ رہے ہیں، اگر بنگلہ دیش والے ایک ہفتہ مؤخر کر لیں تو مولانا ابراہیم صاحب جا سکتے ہیں، یہ بات انھیں لکھی گئی تو ان کی شوریٰ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ یہ مولانا زبیر کے فیصلہ کی باری میں طے ہوا ہوگا اب یہ ذہن بن رہا ہے۔ کام کرنے والوں میں دو ذہن بن جانا کام کے لیے بہت ہی مضر ہے۔

۵۔ ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ کام کرنے والوں کے ذہن میں کام کی نئی شکلیں سامنے آتی رہتی ہیں اور یہ ایک ضرورت اور تقاضہ بھی ہے مگر اسے چلانے سے پہلے پرانوں کے درمیان مذاکرہ سے ایک ذہن ہو جانا ضروری ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی طرح مذاکرات کے بعد جو چیز وجود میں آئے گی وہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی طرح ان شاء اللہ قیامت تک چلے گی۔ وقتی مسائل کا وقتی حل کر کے آگے چلتے رہنا اس عالمی کام کے مفاد میں نہیں ہے اسی سے شاخیں پھوٹتی ہیں، لوگ اب ہمارے پیچھے پڑے ہیں، اللہ پاک دستگیری فرمائے۔ مشورے کے بعد کسی چیز پر جمنا ان شاء اللہ عزم ہے

اس میں اللہ پاک کی مدد ہے اور مشورے سے پہلے کسی بات پر جمنا ضد ہے، ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا امور میں جو کچھ بھی خیر کی باتیں ہیں اور کام کے لیے مفید ہیں اللہ جل شانہٗ ان کا آپ کو انشراح فرمائے، اتحاد کلمہ اور اجتماعیتِ قلوب اللہ پاک ہمیں عطا فرمائے۔

فقط والسلام

منجانب:

۱ مولانا ابراہیم صاحب، دیولا
۲ مولانا احمد لاٹ صاحب
۳ مولانا محمد یعقوب صاحب
۴ مولانا مولانا اسمٰعیل صاحب، گودھرہ
۵ جناب فاروق احمد صاحب، بنگلور
۶ ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب، علیگڈھ
۷ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب، مدراس
۸ پروفیسر ثناء اللہ خاں صاحب، علیگڈھ

خط نمبر۲

دارالعلوم دیو بند کے اکابرین علماء کی تحریر پرانے کام کرنے والوں کے نام کام کے موجودہ حالات کے حوالے سے اپنی تشویش کے اظہار میں

مورخہ ۱۶/ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ، بمطابق ۳۱/اگست ۲۰۱۵ء

باسمہٖ تعالیٰ

محترم المقام:............زیدت حسناتکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ حضرات کی توجہ مطلوب ہے، تبلیغی جماعت ہمارے بزرگوں کی بنائی ہوئی ایک خالص مذہبی جماعت ہے، جس کا ایک شورائی نظام ہے اور اللہ نے اس کو مقبولیت عطا فرمائی اور ساری دنیا میں کام ہو رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ چند دنوں میں ناپسندیدہ خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہی ہیں۔ مزید برآں مرکز کے باہر کچھ لوگوں کے ساتھ مار پیٹ بھی ہوئی ہے، یہ ناپسندیدہ صورت حال ہم سب لوگوں کے لیے تشویش کا سبب بنی ہوئی ہے۔ چونکہ آپ حضرات اپنی پوری زندگی جماعت کے لیے وقف کئے ہوئے ہیں، جماعت میں متعارف ہیں اور اپنا اثر رکھتے ہیں اس لیے ہم خدام دارالعلوم دیو بند اپنے دکھ اور درد کو آپ کے سامنے رکھ کر موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر مرکز کے حالات کو سنبھالنے اور بہتر بنانے کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا یہ ماننا ہے کہ یہ جماعت تبلیغ عملاً اور مسلکاً اکابر رحمہم اللہ کے طریق سے خدانخواستہ ہٹ کر محفوظ نہیں رہ سکے گی۔ نیز خلفشار کی یہ صورت دشمنانِ دین کے لیے بآسانی اپنی من مانی کرنے کے لیے راستہ بھی صاف کردے گی۔ ہم سب دُعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت کی

حفاظت فرمائے اور اکابر کے طریق پر اخلاص کے ساتھ جماعت تبلیغ کو زندۂ جاوید رکھے۔ نیز آپ حضرات کی کوشش کو بارآور بھی فرمائے۔آمین ثم آمین

والسلام

دستخط:

١ حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم، دیوبند)

٢ حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم (استاد حدیث دارالعلوم، دیوبند)

٣ حضرت مولانا قمرالدین احمد صاحب دامت برکاتہم (استاذِحدیث دارالعلوم، دیوبند)

۴ حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری دامت برکاتہم (استاذِ حدیث دارالعلوم، دیوبند)

۵ حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم (استاذِحدیث دارالعلوم، دیوبند)

٦ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم (نائب مہتمم دارالعلوم، دیوبند)

٧ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی دامت برکاتہم (نائب مہتمم دارالعلوم، دیوبند)

٨ حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ (استاذِحدیث دارالعلوم، دیوبند)

خط نمبر ۳

مولانا عاقل صاحب کی طرف سے موجودہ حالات کی ایک اطلاعی تحریر بنام مولانا سلمان صاحب

مورخہ ۱۶/ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ، بمطابق ۳۱/اگست ۲۰۱۳ء

باسمہ سبحانہ

عزیز گرامی قدر ومنزلت مولانا محمد سلمان صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون ۔گزشتہ کل بروز یکشنبہ ۱۴/ذی قعدہ تقریباً بارہ بجے دن میں بستی حضرت نظام الدین دہلی کا ایک وفد تقریباً بارہ چودہ افراد پر مشتمل جن کے اسماء منسلک تحریر میں درج ہیں میرے پاس بیٹھک میں پہونچا۔ جن میں سے بعض کو میں پہچانتا تھا اکثر کو نہیں، بہر حال سب کا تعارف کروایا گیا۔ انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بتایا اور ساتھ میں ایک تحریر بھی لائے، جس کو میں نے اس وقت نہیں بعد میں اس وفد کے جانے کے بعد پڑھا، اس وقت تو زبانی بات چیت ہوتی رہی درمیان میں ظہر کی نماز کا وقت ہوجانے کی وجہ سے سب نماز کے لیے اٹھ گئے ۔حکیم حسنین والی مسجد میں سب نے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد میں نے حاجی نعمت اللہ مرحوم کے صاحبزادے سے کہا آپ میرے مہمان ہیں کھانا آپ کو ہمارے یہاں ہی کھانا ہے، اور مجھے ایک بات ابھی اور کہنی ہے۔ چنانچہ وہ سب حضرات پھر بیٹھک میں آگئے، اس مرتبہ میں نے ان سے عرض کیا کہ مولوی زہیر سلمہ کا مصافحہ تو ہونہو اصل تو ان کی تبلیغی کاموں میں شرکت کا مسئلہ ہے۔ مولانا سعد صاحب ان کو اس کام میں ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے شریک کرنا نہیں چاہتے ہیں پھر ان کا مصافحہ ہو تو کیسے ہو؟

دوسرا مسئلہ جو اصل اور اہم ہے اور جس سے تمام اہل علم اور پرانے ذمہ داران تبلیغ

تردداور کشمکش میں مبتلا ہیں ،جس کے بارے میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب (جو سب سے پرانے ہیں وہ) فرمارہے ہیں کہ موجودہ تبلیغ اپنی پٹری سے اتر گئی ہے، میں نے حاضرین سے کہا اصل چیز تو فکر کی یہ ہے،مولوی زہیر کی اس کام میں شرکت یا مصافحہ یہ تو بعد کا مسئلہ ہے، بندہ کی اس بات کی ان سب حضرات نے تائید کی اوراسی طرح کی بات ہوکر مجلس ختم ہوگئی اورانھوں نے کہا ٹھیک ہے اب ہم زیادہ فکراسی کی کریں گے۔ان حضرات کے جانے کے بعد اگلے روز بندہ نے وہ دستاویز جو وہ ساتھ لے کر آئے تھے، پڑھی،اس میں جوواقعہ ۲۳/اگست کو پیش آیا بندہ نے پڑھا تو کیا عرض کروں!اس کو آپ پڑھ لیجئے۔ یہ وفد تو معزز لوگوں کا تھا جو سارے کے سارے جان پہچان کے اور موجودہ تبلیغی دوراور گزشتہ دور کو دیکھے ہوئے تھے،تبلیغی نزاکتوں کو سمجھنے والے تھے نیز مزید برآں یہ کہ مرکز کے آس پاس کے رہنے والے تھے۔ پڑوسیوں کا ویسے بھی حق ہوتا ہے ان کی سبھی رعایت کرتے ہیں،آنے والے وفود کا اکرام واحترام تو مسلمات میں سے ہے، بلکہ یہ ایک شرعی چیز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل جن بعض چیزوں کے بارے میں خصوصیت سے وصیت فرمائی تھی ان میں یہ بھی ہے اجیزواالوفد نحو ماکنت اجیزهم ۔آپ ﷺ امت سے فرمارہے ہیں کہ جس طرح میں نے وفود کا ہمیشہ تم لوگوں کے سامنے اکرام واحترام کیا تم بھی اسی طرح کرنا،اجیزو اجائزہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی عطیہ کے ہیں جس سے معلوم ہوا صرف ظاہری اعزاز واکرام ہی مراد نہیں ہے بلکہ ان کی خدمت میں تحفہ و ہدیہ پیش کرنا بھی اس میں داخل ہے،نفس اکرام تو ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ بلکہ اکرام مسلم تو تبلیغ کے امورستہ میں سے ایک مستقل نمبر ہے۔

ایک اہم سوال یہاں یہ ہوتا ہے کہ جوشہرت ہورہی ہے کہ تبلیغ کا نہج بدل گیا ہے، وہ تبدیلی کیا ہے؟ اس کی واضح تشریح وہ ہے جو موجودہ پرانے تبلیغی ذمہ داران نے مولانا

سعد کی خدمت میں تحریراً پیش کی جس کے پڑھنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ ان حضرات اکابر نے کن باریکیوں کے ساتھ اصول مرتب فرمائے ہیں اور اب ان میں کیا کیا تغیرات ہو رہے ہیں، وہ تحریر (خط نمبر ۱) ساتھ میں ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کی یہ تحریک تبلیغ اندازاً اسی، پچاسی سال پہلے کی چل رہی ہے۔ حضرت موصوف کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد یوسف صاحب تشریف لے آئے، ان کے بعد مولانا انعام الحسن صاحب جو مولانا یوسف کے ساتھ بھی شامل رہے۔ حق تعالی شانہ نے ان کو طویل عمر عطا فرمائی جس کی وجہ سے ان کو اس خدمت کا مزید موقعہ ملا اور ان کے دور میں تبلیغ نے بہت زیادہ ترقی کی اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے اس کام کی سرپرستی شروع سے اخیر تک فرمائی، ان حضرات اکابر اربعہ کی مسلسل جدوجہد سے اس تبلیغ کا کام یہاں تک پہونچا۔ اللہ تعالی شانہ نے اس جماعت کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ غالباً دنیا میں اس وقت جتنی تحریکات چل رہی ہیں یہ مبارک تحریک ان سب سے بڑھی ہوئی ہے جو جماعتیں میرے پاس صبح سے شام تک مصافحہ کی غرض سے آتی رہتی ہیں مختلف صوبوں کی وہ بعض مرتبہ دس بارہ کے قریب ہو جاتی ہیں، ان کی کثرت کو دیکھ کر بعض مرتبہ یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ شاید سبھی لوگ تبلیغ میں نکل کھڑے ہیں۔ جب یہ کام اتنے زبردست پیمانہ پر ہو رہا ہے تو پھر اس کے مشیر کار اور مجلس شوری بھی اسی لحاظ سے ہونی چاہیے، جس میں مختلف صلاحیتوں کے اشخاص واصحاب ہر وقت مرکز میں موجود رہنے چاہیے، باقاعدہ ایک مجلس شوریٰ تو ہر ایک ہی ادارہ میں ہوتی ہے، یہاں تو ایک بہت بڑی مجلس شوریٰ مرکزی، اور متعدد ذیلی شوریٰ کی ضرورت ہے جو اس کام کو اس کے طے شدہ اصول پر لے کر چلے۔ یہ ایک ظاہری بات ہے کہ اس کے جو اصول ہیں وہ کسی ایک خاص مجلس میں بیٹھ کر نہیں بنائے گئے ہیں۔ وہ تو رفتہ رفتہ تجربات کی روشنی میں بنائے گئے ہیں اور

وہ بنانے والے بھی ایسے حضرات تھے جو اخلاص کے پتلے تھے، ان اصول پر ہی کام ہونے کی یہ برکت ہے جو نظر آ رہی ہے۔

لیکن فی الحال تمام پرانے تبلیغی حضرات اس صورت حال سے سخت تشویش میں ہیں کہ اس دور میں یہاں کی شوریٰ کا مصداق مولانا سعد کی ذات ہے جو بااختیار ہے۔خود ان کے جملوں میں اسی طرح کی بات ملتی ہے جو محتاج دلیل نہیں۔آئے دن کے مشاہدات ہیں خدا کرے کہ مولانا سعد صاحب ہی کے دور میں یہ تبلیغ اپنے پرانے نہج پر آ جائے اور جو کچھ اب تک بدعنوانی ہوئی اس کی تلافی ہو کر گزشتہ کا کفارہ ہو جائے۔اور بروز قیامت وہ اپنے اباء واجداد سے سرخروئی کے ساتھ مل سکیں، آمین و ماذلك علی الله بعزیز۔۔۔

جس شخص کو تبلیغ سے یا مولانا سعد صاحب کے ساتھ ہمدردی ہے اس کو اس کی کوشش کرنا امر لازم ہے۔

(دستخط)

مولانا محمد عاقل صاحب

خط نمبر ۴

تکمیل شوریٰ کی ضرورت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اکابرین حضرات کا خط بنام مولانا سعد صاحب

مورخہ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۵ء

مکرم ومحترم حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

۸ ستمبر منگل ۲۰۱۵ء کی شام آپ سے ملاقات کے بعد ہم نے دوبارہ آپس میں مذاکرہ کیا اس مذاکرے میں جو تأثرات تھے ان کو مرتب کرکے آپ کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔

اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل وکرم سے اس امت کی حالتِ زار پر کرم فرما کر آپ کے بڑوں کے ذریعے امت کو حضور ﷺ والی عالی اور مبارک محنت عطا فرمائی، اس عالی اور مبارک محنت کے ذریعے جو نفع پورے عالم کی سطح پر امت کو ہوا اور ہورہا ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔ اللہ رب العزت اس کا بہترین اجران حضرات کو عطا فرمائے، آمین۔ ہم سب ان حضرات کے اس احسان کا تہِ دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس مبارک محنت کو سارے عالم میں قبولیت عطا فرما کر امت کے قلوب کو اس مبارک محنت کی طرف مائل فرمایا ہے۔ امت اس مبارک محنت کے لیے جان ومال کی جو قربانی دے رہی ہے اس کی نظیر صدیوں میں ملتی ہے۔

۱۔ اب استقبال کا دور ہے اندرونی اور خارجی فتنے اٹھ رہے ہیں اور اس کام کو ہر طرف سے گھیرتے چلے جارہے ہیں ان تمام فتنوں سے اس مبارک کام کی حفاظت کے لیے ہم نظام الدین میں ایک شوریٰ کی تعیین کی شدت سے ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

۲۔ شوریٰ کی تعیین کے نہ ہونے میں کسی وقت کسی بھی طرح کے عناصر کو دخل دینے کا اور فتنہ اندازی کا دروازہ کھلا رہے گا،اس کے سدِ باب اور باطل کی دخل اندازیوں سے حفاظت کے لیے شوریٰ کی تعیین کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

۳۔ اس عالی کام کی اجتماعیت کے لیے بھی شوریٰ کی موجودگی ضروری ہے،شوریٰ کے نہ ہونے سے جس طرح خلافت ملوکیت میں بدل گئی اسی طرح یہ اندیشہ ہے کہ یہ کام دعوت کے بجائے ملوکیت کی شکل اختیار کرلے گا،اس کام کو موروثی کام بننے سے بچا کر اسے عالمی اور امت کا کام بنانے کے لیے بھی شوریٰ کی تعیین ضروری ہے۔

۴۔ کام کے تقاضوں پر بہت سی چیزوں کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور آتی رہے گی اگر وہ بات شوریٰ کی رضامندی کے بعد امت کے سامنے پیش کی جائے تو ان شاء اللہ اس سے کسی قسم کے اختلاف وانتشار سے حفاظت ہوجائے گی اور اجتماعیت کے باقی رہنے اور اجتماعِ قلوب کا ذریعہ بنے گی اور پوری امت کے لیے قابلِ قبول ہوگی۔

۵۔ حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ العالی نے اپنی نظام الدین تشریف آوری کے موقع پر فرمایا تھا کہ ان تین حضرات سے مشورہ کرکے کام کریں۔ایک سال قبل ہم لوگوں سے آپ کی جو اس سلسلے میں بات ہوئی تھی اس میں بھی آپ نے فرمایا تھا کہ میں ان تینوں سے مشورہ کرکے کام کروں گا۔اس کی ضرورت اب بڑھ گئی ہے،لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ آپ اپنے ساتھ ان تین حضرات کا تعین فرما کر شوریٰ بنا دیں۔

۱۔مولانا ابراہیم صاحب

۲۔مولانا یعقوب صاحب

۳۔مولانا احمد لاٹ صاحب

اللہ رب العزت آپ سے کام لے رہے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک آئندہ بھی آپ سے کام لے،امت کو جس طرح آپ کے بڑوں سے نفع پہنچا ہے آپ سے بھی نفع پہنچائے ، اللہ کرے یہ کام بھی آپ کے ہاتھوں ہوجائے اور بہت سے فتنوں کا سدِ باب

ہو جائے۔امید ہے کہ آپ اس پر غور فرما کر اسے قبول فرمائیں گے، یہ عریضہ کسی کی تحریک پر نہیں بلکہ عنداللہ اپنی مسئولیت اور جواب دہی اور کام کی حفاظت کے خیال سے لکھ رہے ہیں۔

فقط والسلام

منجانب:

۱ جناب فاروق احمد صاحب، بنگلور

۲ مولانا اسمعیل صاحب، گودھرہ

۳ مولانا عبدالرحمٰن صاحب، رویانہ، بمبئی

۴ ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب، علی گڈھ

۵ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب، مدراس

۶ پروفیسر ثناءاللہ خاں صاحب، علی گڈھ

خط نمبر ۵
حقائق تک رسائی اور غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے اکابرین حضرات کی ایک اصلاحی تحریر بنام مولانا سعد صاحب

اواخر اکتوبر ۲۰۱۵ء

مکرم ومحترم جناب مولانا سعد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔خیریت مزاج گرامی!

گزشتہ خط مؤرخہ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۵ء میں چند معروضات پیش کی گئی تھیں۔لیکن اس کے بعد بھی آپ کا کام اور کام کرنے والوں کے ساتھ رویہ نہیں بدلا ہے اس لیے حقائق تک رسائی اور غلط فہمیوں سے نکلنے کے لیے چند باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

۱۔اس مرتبہ سہ ماہی مشورے میں آپ نے فرمایا تھا کہ جولوگ نہج کے بدلنے کی بات کر رہے ہیں وہ شیطانی وساوس میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہج بدل رہا ہے، ہمارا کام یہ تھا کہ ہر فردِ امت کے پاس جا کر جہاں ملے مسجد ہو یا ہوائی جہاز،ٹرین ہو یا ٹیکسی اسٹینڈ، گھر ہو یا کھیت، کیرم اڈہ ہو یا شراب خانہ،اس کا دینی ذہن بنا کر آخرت یاد دلا کر اور دعوت کی ذمہ داری سمجھا کر چار ماہ سے لے کر مقامی کسی ایک عمل پر حضور ﷺ والی محنت کے لیے تیار کرنا۔ جب وہ تیار ہوگا تو ہر حال میں اس کو مسجد میں آنا ہے،اس لیے کہ ہمارا پورا کام مسجد ہی سے متعلق ہے۔محنت کا یہ رخ شروع ہی سے چل رہا تھا اور اس کے نتیجے میں لاکھوں افراد اور گھرانے دین اور دین کی محنت پر آئے اور ہزاروں نئی مسجدیں بنیں، بند مسجدیں کھلیں،تنگ مسجدیں وسیع ہوئیں اور غیر آباد مسجدیں اعمالِ نبوت سے آباد ہوئیں اور اس طرح کام اور کام کرنے والے دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہے تھے کہ حضرت جیؒ کا انتقال ہو گیا اور کام کی ذمہ داری بعد والوں پر آئی،اسی ذمہ داری کے تحت آپ کے اہم اہم مواقع پر بیانات بڑے بڑے مجمعوں میں ہونے لگے۔

تھوڑے ہی عرصے میں بیانات میں کام کا نیا رخ سامنے آنا شروع ہوا کہ اللہ کے تعلق سے ملنے کی جگہ صرف مسجد ہے اور ہمارے سارے گشت لوگوں کو مسجد میں لانے کے لیے ہیں اور صحابہ صحابہ پر گشت کر کے ان کو مسجد میں ایمان کی مجلس میں جوڑتے تھے، یہی طریقہ جہدِ صحابہ کا ہے اس کے علاوہ کے سارے طریقے تنظیمیں اور رواجی ہیں، مجاہدہ نہیں، خلافِ سنت ہیں، سیرت سے ثابت نہیں۔ ان طریقوں سے رواج تو پھیل سکتا ہے دین کبھی بھی نہیں پھیل سکتا، اس کو ثابت کرنے کے لیے ایک تو صحابہ پر صحابہ کا گشت کرنا بیان کیا، حالانکہ یہ مقامِ صحابہ سے گری ہوئی بات ہے۔ ہمارا گشت ہے بے طلب بندوں میں بے غرض ہو کر پھرنا، اگر بے طلبی کفر کی وجہ سے ہے تو ایمان کی دعوت ہے اور اگر بے طلبی ضعفِ ایمان کی وجہ سے تو قوتِ ایمان کی دعوت ہے، اور صحابہ کی شان اس سے بہت بلند ہے اور دوسرے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے عبداللہ بن رواحہؓ، معاذ بن جبلؓ، عمر بن الخطابؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کے واقعات کو استدلال میں پیش کیا گیا حالانکہ ان واقعات میں مسجد کی کوئی قید نہیں سوائے ابو ہریرہؓ کے واقعے کے اور وہ بھی صرف ایک مرتبہ اور اس میں بھی صرف مسجد میں عمل کی اطلاع ہے، لانا نہیں اور نہ مسجد میں استقبال کی کوئی شکل۔

ان واقعات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جہاں ملتے تھے، ایمان کا مذاکرہ کرتے تھے اور ایمان کی مجلسوں سے ایمان بڑھتا ہے، باقی جتنی باتیں ہیں وہ بے اصل ہیں۔ حضور ﷺ کی مسجد کی آبادی کی شکل دعوت، عبادت، تعلیم اور خدمت ہے جس میں صحابہ کا بغیر گشت حسبِ موقع وضرورت اور استعداد لگنا ہوتا تھا، جس سے مسجد اکثر وقت آباد رہتی تھی، باقی مسجد کی آبادی کی یہ شکل یعنی دعوت، تعلیم، استقبال کو مسجدِ نبوی کے ساتھ جوڑنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ جس مسجد میں دعوت، تعلیم، استقبال نہیں ہے وہ مسجدِ نبوی کے نہج پر نہیں ہے، بیجا جسارت اور آپ کا اجتہاد ہے۔

کام کے اس رخ کو چلانے کے لیے پوری طاقت لگائی گئی اور جو لوگ تقریروں کو ہی کام سمجھتے ہیں انہوں نے اندرون و بیرونِ ملک پوری طاقت لگائی، یہاں تک کہ

جماعتوں کو بھی اسی کام پر لگا دیا کہ تین دن چار دن رہ کر دعوت، تعلیم، استقبال مسجد میں قائم کرنا ہے۔ جماعتیں نکلیں یا نہ نکلیں کوئی حرج کی بات نہیں اور مرکز نظام الدین میں بھی کام کی فہمائش کی ساری مجلسیں اسی کی نذر ہو گئیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ پورا مجمع محنت کے جس رخ پر تھا وہ ختم ہو گیا یا کمزور ہو گیا اور مسجد کی آبادی کے نام پر مسجد میں بیٹھ گیا اور محنت کا دائرہ محدود ہو گیا جس کے زبردست اثرات کام پر اور کام کرنے والوں پر پڑے جس کی وجہ سے اصل محنت ختم ہو گئی اور جو خاکہ آپ کے ذہن میں تھا وہ وجود میں آیا نہیں، نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ جو لوگ میدانِ عمل میں ہیں وہ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ رہی کارگزاریاں جس میں ساتھی آپ کو خوش کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو رہا ہے، یہ صرف مبالغہ اور رسمیت پر مبنی ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس خط کے ساتھ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت منسلک کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ہر جمعرات کو عوام کے سامنے وعظ فرمایا کرتے تھے، ان سے روزانہ وعظ کا مطالبہ کیا گیا تو فرمایا روزانہ وعظ کے ذریعے میں تمھیں تنگی اور اکتاہٹ میں ڈالنا نہیں چاہتا، جس طرح حضور ﷺ ہماری تنگی اور اکتاہٹ کے خدشے کا لحاظ رکھتے ہوئے ہماری نگہبانی اور محافظت کرتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ روزانہ کا ''دعوت، تعلیم، استقبال'' آپ کا اجتہاد ہے، سنت اور صحابہ کے نہج کے خلاف ہے اور ہمارے بزرگوں نے ہفتے کے دو گشت فرمائے تھے، ایک اپنے محلے میں اور دوسرا دوسرے کسی محلے میں، یہ ترتیب عین سنت کے مطابق اور صحابہ کے نہج پر ہے۔ اب تو ہفتے کے دو گشتوں کے بجائے روزانہ ایک ہی محلّہ میں کئی کئی گشت ہو گئے جس سے محلے والوں میں تنگی، اکتاہٹ اور توحش پیدا ہو رہا ہے۔ آپ کارگزاری میں سوال کرتے ہیں کہ روزانہ کتنی شفٹوں میں یہ عمل مسجد میں ہو رہا ہے، یہ چیز اپنے اکابر کے طرز اور نہج سے بالکل ہٹی ہوئی ہے۔

۲۔ دوسری بات منتخب احادیث کے تعلق سے ہے۔ جب اس کتاب کا مسودہ ہاتھ لگا تو چاہیے یہ تھا کہ ساتھیوں سے چھپوانے کا مشورہ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ بغیر مشورہ کے

چھپوادیا۔ پھر منظرِ عام پر آنے کے بعد تعلیم کے نصاب میں داخل کرنے کے لیے مشورے کے راستے سے کوشش ہوئی، لیکن کسی وجہ سے مشورہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا، اب چاہیے یہ تھا کہ انتظار اور صبر کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ سے کہا جاتا اس لیے کہ اللہ کے علم میں کسی عمل کا حق ہونا ہوتا ہے تو اللہ اپنے ارادے سے بحسن وخوبی چلا دیتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ ضد میں آ کر مطالعے کے ذریعے سے استفادہ کی بات مجمع میں کہنا شروع کی، تھوڑے عرصے بعد بات آگے بڑھی کہ ''مطالعے سے استفادہ مکمل نہیں ہوتا اس کو تعلیم میں لانا چاہیے، پھر آگے کہنا شروع کیا کہ ایک دن فضائل کی تعلیم اور ایک دن منتخب کی تعلیم گھر میں بھی اور مسجد میں بھی کریں۔ پھر بات آگے بڑھی کہ ہر فرد جماعت میں کتاب ضرور ساتھ میں رکھے۔ پھر مرکز نظام الدین میں بھی صبح کی تعلیم شروع کرادی جہاں صبح وشام جہاد کو بولا اور پڑھا جاتا ہے، موجودہ حالات میں کتنا مناسب ہے، غور طلب بات ہے۔

پھر بات آگے بڑھی کہ خروج کے زمانے میں صبح کی تعلیم منتخب کی کریں اور ظہر کے بعد کی تعلیم فضائل کی کریں، حالانکہ ظہر کے بعد کی تعلیم ساری جماعتوں کی کتنی دیر کی ہوتی ہے اور کیسی ہوتی ہے، یہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ دلیل یہ دی گئی کہ فضائل کی کتابوں پر اعتراضات بہت ہیں اور منتخب معترضین کا منہ بند کرنے والی اور مسکت ہے، حالانکہ کسی کے اعتراض اور سکوت سے نہ ہمارا کوئی فائدہ نہ نقصان۔ جب کہ صرف منتخب سے امت کی دینی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی اسی لیے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے پوری امت کی دینی ضرورت کے لیے حضرت شیخ زکریاؒ سے فضائل کی ساری کتابیں لکھوائی ہیں۔ اور مولانا یوسف صاحبؒ جن سے منتخب احادیث کو منسوب کیا ہے، انہوں نے بھی ہدایات میں یہ بات فرمائی ہے کہ ہماری تعلیم میں صرف حضرت شیخؒ کی ہی کتابیں پڑھی جائینگی، جو الفرقان حضرت جی نمبر میں چھپی ہوئی ہیں۔

۳۔ تیسری بات مستورات کے تعلق سے ہے جس میں تجوید کا حلقہ بھی ہے۔ تجوید بہت ضروری ہے اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس کے چلانے کا طریقہ یہ تھا کہ ساتھیوں کے

درمیان مذاکرہ اور مشورہ ہوتا اور کوئی ایسی شکل قائم ہو جاتی کہ کسی کو اشکال باقی نہ رہتا اور کوئی ملک والا اس بات کو لینے میں تردد نہ کرتا جب کہ کئی ملک والوں نے کہا کہ یہ باتیں ہمارے یہاں نہ چلاؤ۔

۴۔ بیانات میں بے احتیاطی اور دعوت کے موقف اور اپنے تمام اکابر کے نہج سے ہٹا ہوا انداز شروع ہی سے ہے جس کو اس خیال سے کہ ابھی نوعمری ہے اور دعوت کے عملی میدان سے نہ گزرنے کی وجہ سے یہ باتیں ہیں، وقت کے ساتھ سنبھل جائیں گی، اس لیے زبان نہیں کھولی، لیکن جب دیکھا کہ اب ان باتوں کی طرف توجہ دلانا وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے، اس کے لیے خیر خواہانہ کوشش ہوئی، لیکن اس کوشش کو بمبئی کے جوڑ کے وقت سینکڑوں کے مجمع میں آپ نے مناظرہ کا نام دیا، کہ کچھ لوگ مجھ سے مناظرہ کرنے آئے تھے، اور بزرگوں کی طرف سے ملے ہوئے طریقۂ کار کو اور موقف کو تجربہ کا نام دے دیا۔ اور آپ نے یوں کہا کہ مجھے آ کر تجربہ سنا رہے ہیں حالانکہ یہ کام تجربہ کا نہیں سیرت کا ہے، اور مجھے کہتے ہیں کہ مشورہ نہیں کرتا، مشورہ میں کس سے کروں کوئی کام کرنا ہی نہیں چاہتا۔

حضرت مولانا الیاسؒ کے حکیمانہ طرزِ عمل کی وجہ سے سارے اہلِ حق کام کے معاون، مؤید اور دعا گو تھے، لیکن آپ کے بیانات کی بے احتیاطی کی وجہ سے اس میں زبردست خلا پیدا ہوا ہے اور مزید بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ اہلِ حق کی زبانوں پر یہ بات آنے لگی کہ مولانا الیاسؒ والی تبلیغ ختم ہوگئی اب تو کام میں مضرت کے پہلو پیدا ہو رہے ہیں، حالانکہ ہمیں ان کی تائید، دعا اور تعاون کی ہر وقت ضرورت ہے۔ بیانات میں مختلف طبقات پر تنقید جو ہمارے اکابر کا طرز نہیں تھا مثلاً اسباب کو شرک بتلانا، علماء کی دینی خدمات پر معاوضہ لینے کو ناجائز کہنا، سائنس کو شرک کہنا، بے دھڑک حرام، شرک، ناجائز اور بدعت کہنا یہ ہمارے اکابر کا طرز نہیں تھا، اصولی بات یہ کہی جاتی تھی کہ مسائل کو علماء سے تحقیق کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے۔

۵۔ اس کام کی تین بڑی خصوصیات جو روزِ اول سے دیکھنے میں آ رہی تھیں وہ اجتماعیت

قلوب، اتحادِفکر اور وحدتِ کلمہ ہیں۔ اب یہ تینوں ٹوٹ رہی ہیں۔ رائے ونڈ والے اپنی پرانی ڈگر پر ہیں جو مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے سے ہے۔ آپ نے مذکورہ بالا چیزیں اپنے اجتہاد سے چلا دی ہیں جو کہ نئی ہیں، تمام دنیا میں دونوں ملکوں سے جماعتیں جاتی ہیں، بنگلے والی مسجد، نظام الدین سے جانے والی جماعتیں آپ کی باتیں چلاتی ہیں کیونکہ آپ خود روانگی کے وقت ان باتوں کو چلانے کی ہدایات دیتے ہیں واپسی پر کارگزاری والے بھی یہی باتیں پوچھتے ہیں کہ ان باتوں کو چلایا یا نہیں، چنانچہ جماعتیں محاسبے کے خوف سے انہیں چلاتی ہیں کہ واپسی پر پکڑ ہوگی۔ بات نہ چل پائی ہو تب بھی اپنا دامن چھڑانے کے لیے کہتے ہیں کہ خوب چلی ہے، یعنی پورا دعوت کا کام اب سمٹ کر منتخب احادیث اور دعوت تعلیم استقبال پر رہ گیا ہے، جب کہ پاکستانی جماعتیں ان کا نام بھی نہیں لیتیں۔ دنیا میں دونوں جگہ کے لوگ ہیں اور دونوں جگہ سے متاثر لوگ ہیں۔ ہندوستان والے اور نظام الدین سے متأثر لوگ کہتے ہیں کہ نظام الدین سے جو بات چلائی جا رہی ہے اسے چلاؤ، اس کا نہ چلانا خیانت ہے اور جو رائے ونڈ سے متأثر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ نئی چیزیں ہیں جو پچھلے بزرگوں کے دور میں نہیں تھیں نہ ان کا ب تک کوئی مشورہ ہوا ہے، لہٰذا اس کا چلانا خیانت ہے، اب یہ اختلاف مسجد مسجد اور گھر گھر تک پہنچ گیا ہے۔ وحدتِ کلمہ، جو ہماری خصوصیت تھی، وہ ٹوٹ گئی ہے، اجتماعیتِ قلوب اور اتحادِ فکر ختم ہوگیا ہے، ان کی جگہ اب انتشار ہی انتشار ہے۔ ہر جگہ اختلافات، جھگڑے، لڑائیاں، ان سب کے اکیلے آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ آپ اپنے بیانات میں کہتے ہیں کہ کام کو صحابہ کے نہج پر لاؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تک کام صحابہ کے نہج پر نہیں تھا، اور اب آپ صحابہ کے نہج پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ اپنے اکابر پر بہت بڑا الزام ہے کہ نہ انہوں نے صحابہ کا نہج سمجھا نہ اس پر کام کو چلایا، لہٰذا اب آپ اس کی تجدید کرنا چاہتے ہیں۔

۶۔ آج کل اپنے بیانات میں آپ اطاعت پر بہت زور دیتے ہیں، پچھلے پرانوں کے جوڑ میں آپ نے فرمایا کہ مولوی ابراہیم اور مولوی یعقوب سب کے بیانات سنتا ہوں کہ کون کیا

کہہ رہا ہے، جو انشراح کی بات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مشورہ نہیں ہوا وہ جاہل ہے۔ آپ اپنے اساتذہ کو جاہل کہہ رہے ہیں۔اسی وقت مجمع میں چند ساتھی آپ کو ٹوکنا چاہ رہے تھے، آئندہ ایسا ہوسکتا ہے۔آپ کی جسارت اور بے ادبی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس کی نقل کرنے لگے ہیں،فرقِ مراتب ختم ہوگیا ہے، پرانوں سے سنا ہے کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ''گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی''۔کیا آپ چاہتے ہیں کہ پچھلے اکابر اور بزرگوں کے نہج کے خلاف آپ کی باتوں کی اطاعت کی جائے؟ آپ گاڑی اس طرح چلا رہے ہیں کہ نہ ہارن ہے نہ بریک، اور ٹکرا کر خود بھی زخمی ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی زخمی کر رہے ہیں۔نظام الدین کے بعض پرانوں کو آپ نے دھمکایا ہے کہ میری بات نہیں چلاتے تو یہاں رہ نہیں سکتے، ہر جگہ پرانے اور نئے دو دھڑوں میں بٹ چکے ہیں۔نئے کہتے ہیں کہ پرانے نظام الدین کی بات نہیں چلاتے،اب ان پرانوں کو ہٹا کر ہم نظام الدین کی بات چلائیں گے۔یہ انتشار ہر جگہ شروع ہو چکا ہے، اندیشہ بلکہ اب تو مشاہدہ میں آرہا ہے کہ یہ عالمی خیر کا کام اور عالمی محنت اپنی پٹری سے اتر رہی ہے اور سرکنا شروع ہوگئی ہے۔تمام مخلصین کام کرنے والے پرانے فکرمند ہیں اور پریشان ہیں کہ یہ کیا ہورہا ہے۔اور آپ کے تعلق سے بھی لوگوں میں ایسی ایسی باتیں ہونے لگی ہیں جن کو تحریر میں لانا مشکل ہے،لیکن''نقلِ کفر کفر نباشد'' کی بناپر لکھی جارہی ہیں کہ''یہ آدمی مسحور ہے'' کہ سحر میں بہکی بہکی باتیں کرتا ہے، یا''دانستہ یا نادانستہ کسی کا آلۂ کار ہے''، یا پھر''بک گیا ہے'' یا''عقل کی کمی ہے کہ اپنے باپ دادا کا لگایا ہوا باغ برباد کرنے پر تلا ہوا ہے''،''مدرسے کا زینہ توڑ کر مدرسے کے حصے کو اپنے گھر میں داخل کرلیا ہے''،''یہ غاصب ہے'' وغیرہ۔

۷۔ حضرت جیؒ کی بنائی ہوئی عالمی شوریٰ نے ،جس کے ایک رکن آپ بھی ہیں،حضرتؒ کے وصال کے بعد دو باتیں طے کی تھیں،ایک یہ کہ نظام الدین کے کوئی بھی صاحب بیعت نہیں کریں گے اور نظام الدین میں بیعت نہیں ہوگی، چنانچہ مولانا زبیر الحسن صاحبؒ نے زندگی بھر کسی کو بیعت نہیں فرمایا اگرچہ اصرار ہوتا تھا مگر وہ ہمیشہ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ

مشورہ میں منع کیا گیا ہے۔ان کے انتقال کے بعد آپ نے فوراً بیعت کرنا شروع کر دی اور مولانا الیاس صاحبؒ کے ہاتھ پر آپ بیعت لے رہے ہیں (جن کے آپ مجاز نہیں ہیں)۔ روزانہ مغرب کے بعد ایک بھیڑ کمرے کے سامنے بیعت کرنے والوں کی اکٹھی ہوتی ہے اور ساری مسجد دیکھتی رہتی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ طے ہوئی تھی کہ نظام الدین، رائے ونڈ اور ٹکر یل میں کسی بھی بات کے چلانے سے پہلے عالمی شوریٰ کا اس پر متفق ہونا ضروری ہے اور آپ نے تمام مذکورہ بالا باتیں شوریٰ کے مشورہ کے بغیر چلائی ہیں جو تمام انتشار کا سبب بنا ہے۔

ان ساری بے اصولیوں کی وجہ مشورہ نہ کرنا اور عملی تجربے کی کمی ہے، اس لیے کہ عمومی محنت سے گزرنا نہیں ہوا اور صحبت بھی میسر نہیں ہوئی اور دوسری وجہ امارت کا زعم ہے کہ میں امیر ہوں، مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں حالانکہ کوئی امیر بنتا نہیں بلکہ اہل الرائے کی طرف سے بنایا جاتا ہے، اس لیے ان ساری الجھنوں سے نکلنے کے لیے اور کام اور کام کرنے والوں کو صحیح ڈگر پر باقی رکھنے کے لیے ایک ہی حل ہے کہ اپنی غلطی پر اصرار کو عزیمت کا نام دینے کے بجائے اور عملے کو متہم کرنے کے بجائے امارت کے زعم سے نکل کر اور امارت کا فتنہ کرنے والوں کو منع کر کے اپنی غلطی سے اپنے عملے کے سامنے رجوع کیا جائے اور اپنے آپ کو عملہ کا ایک فرد سمجھ کر اپنی ذات اور کام کو شوریٰ اور مشورہ کے تابع کیا جائے، آپ کے تنہا اسفار پر بھی لوگ انگلیاں اٹھا رہے ہیں اور کاندھلہ کے بنگلے میں قیام کے زمانے میں مشکوک لوگوں کی آمد ورفت کی لوگ باتیں کر رہے ہیں اس لیے کام کی اور کام کرنے والوں کی اور آپ کی حفاظت اور ترقی اپنے آپ کو شوریٰ اور مشورے کے تابع کرنے میں ہے۔

پچھلے خط میں آپ کے سامنے جو شوریٰ کے نام پیش کیے گئے تھے یعنی مولانا سعد صاحب، مولانا ابراہیم صاحب، مولانا یعقوب صاحب اور مولانا احمد لاٹ صاحب، ہم سبھی عرض کرتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے، یعنی نظام الدین میں یہ چاروں

حضرات نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور پوری امتِ مسلمہ کی صلاحیتوں کو دین کے فروغ کے لیے قبول فرمائے اور کمزوریوں کو محض اپنے فضل سے دور فرمائے اور اس عالی اور مبارک محنت کی اور اکابر کے چلائے ہوئے نہج کی حفاظت فرمائے اور امت کو قیامت تک اس خیر سے نفع پہنچائے۔ آمین

فقط والسلام

منجانب:

۱ جناب فاروق احمد صاحب، بنگلور	۴ ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب، علی گڑھ
۲ مولانا اسمٰعیل صاحب، گودھرہ	۵ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب، مدراس
۳ مولانا عبدالرحمٰن صاحب، رویانہ (بمبئی)	٦ پروفیسر ثناء اللہ خاں صاحب، علی گڑھ

خط نمبر ٦

تکمیل شوریٰ کی ضرورت کے لیے ملکوں کے عرب ذمہ داروں کا خط بنام محترم حاجی عبدالوہاب صاحب اور مولانا سعد صاحب

اوائل نومبر ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت عالی فضیلۃ الشیخ عبدالوہاب وفضیلۃ الشیخ سعد حفظہما اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ رب العالمین کی تعریف ہے جس کی بے حد و بے شمار نعمتیں ہمارے اوپر ہیں اور ہماری طرف سے صلاۃ وسلام ہے، افضل خلق سید الاولین والآخرین ہمارے نبی پاکؐ اور محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

اللہ نے امنڈتے ہوئے فتنوں کے اس زمانے میں ہمارے اوپر جو انعام فرمایا اس کے اوپر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس کریم نے ایک بار پھر سے ہدایت کے پھیلانے کی محنت کو زندہ کیا اور اس کے لئے ایسے افراد کو منتخب کر کے متعین کیا جو اس کے لیے اپنی جانوں کو فنا کر رہے ہیں اور ہر قسم کی چیزوں کو اس راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔

ہمارے اوپر اللہ کا مزید انعام یہ ہوا کہ اس کام کے ذریعہ سے اللہ نے نہج نبوت کے اوپر مشورہ کی سنت کو ایک بار پھر سے زندہ کر کے اتحاد واتفاق پیدا کر دیا اور گویا اپنے کرم کا اتمام فرمایا۔

اللہ کی توفیق اور مہربانی ہوئی کہ اس کام میں ایسی برکت ہوئی کہ یہ کام چہار دانگ عالم، عرب وعجم سب میں پھیل گیا اور ہم اس کو دن بدن بڑھتا ہوا ہی پاتے ہیں۔ لیکن ایک چیز نے ہم کو بے انتہا متفکر بنا رکھا ہے اور ہماری نیندیں اڑا رکھی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جن بڑوں کو حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے متعین فرمایا تھا وہ خدا کو پیارے

ہو گئے اور ان میں سے آپ دونوں حضرات کے علاوہ کوئی باقی نہیں ہے۔

ہمارے ملکوں میں طرح طرح کی رائیں بن رہی ہیں، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں سے یہ سنا ہے، دوسرا کہتا ہے کہ نہیں میں نے فلانے سے یہ سنا ہے اور خدشہ اس بات کا ہے کہ بات کہیں زیادہ آگے نہ بڑھ جائے اور کام کے اصولوں میں اختلاف وافتراق کی منحوسیت در نہ آئے، اس بنا پر آپ دونوں حضرات کی خدمت میں ہم سب عرض گزار ہیں کہ:

۱-اہل شوریٰ میں سے جانے والوں کی جگہ ایسے لوگوں سے پر کردی جائے جنھیں آپ حضرات اس کا اہل خیال فرمائیں۔

۲-ان میں سے کسی فرد کے نہ رہنے پر جلد سے جلد اس کا بدل فراہم کردیا جائے تا کہ یہ تعداد پوری رہے۔

۳-ان اصولی باتوں کے سلسلے میں اتفاق کر کے کچھ طے کرلیا جائے جن کے بارے میں ہمارے ملکوں میں ہر شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے تو اس کے علاوہ کچھ اور سنا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ دونوں حضرات اور مراکز دعوت میں اس مبارک محنت کو کرنے والوں نیز مسلمانانِ عالم کے اندر برکت عطا فرمائے۔ ہم مندرجہ ذیل احباب رائے سے یہ درخواست پیش کررہے ہیں:

عرض گزاران:

۱۔شیخ راشد الحقان (کویت) ۲۔شیخ طٰہٰ عبدالستار (مصر)

۳۔شیخ حسن النصر (مصر) ۴۔شیخ فہد بن حمد ال ثانی (قطر)

۵۔شیخ وسام طبارۃ (فرانس) ۶۔شیخ یونس من تونس (فرانس)

۷۔شیخ مصطفیٰ النوحی (بلجیم) ۸۔شیخ عمر الخطیب (اردن)

۹۔شیخ صالح مقبل (یمن) ۱۰۔شیخ یوسف المسعری (جدہ)

۱۱۔غسان زارع (مدینہ منورہ) ۱۲۔فاضل بسیونی (جدہ)

قسط نمبر ۲

شوریٰ کی تکمیل اور اس کی بحالی کی کوشش کے لیے پیش کیے گئے خطوط

وضاحتی تحریر

اس قسط میں ۷؍خطوط (۷تا۱۳) جمع کیے گئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

خط نمبر ۷:

جیسا کہ پچھلے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پرانے کام کرنے والوں نے مولانا سعد صاحب سے تین مرتبہ تحریری طور پر درخواست کی تھی کہ وہ ایک شوریٰ بنالیں اوران کی موافقت کے بغیر کام کے نہج میں کوئی نئی بات داخل نہ کریں مگراتنی کوشش کے بعد بھی جب مسئلہ حل نہ ہواتو نومبر ۲۰۱۵ء میں رائے ونڈ کے اجتماع کے موقعہ پر اس اجتماع میں مختلف مما لک کے ذمہ داروں کے تقاضہ پر اوران حضرات کی موجودگی میں اس شوریٰ کی تکمیل کی گئی ۔اس موقع پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم نے ایک مبارک تحریر (خط نمبر ۷) تمام کرنے والوں کی اطلاع کے لیے لکھوائی ۔مگر باوجود ہرطرح کی کوشش کے مولانا محمد سعد صاحب نے اس شوریٰ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

خط نمبر ۸:

نظام الدین واپسی کے بعد مولانا سعد صاحب نے پہلے تو شوریٰ کی تشکیل ہونے کا انکار کیا لیکن ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ دسمبر ۲۰۱۵ء کے پہلے ہفتہ میں اس شوریٰ کے پانچ اراکین میں مزید چار افراد کا اضافہ کر کے ایک خط محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔اسی دوران ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب، جو اس وقت بنگلہ والی مسجد میں مقیم تھے، نے اپنے ایک خط (خط نمبر ۸) کے ذریعے سے محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کو اطلاع دی کہ یہ شوریٰ کن حالات میں اور کیسے انداز میں (پہرے بٹھا کر اور ہنگامہ کر کے) بنائی گئی ہے۔

خط نمبر۹:

محترم حاجی عبدالوہاب صاحب نے جواب میں اس اضافہ کو غیر ضروری اور نامناسب کہہ کر اس بات کو دہرایا کہ تشکیل شدہ شوریٰ کے تحت ہی باری باری فیصل بدلتے ہوئے کام کیا جائے (خط نمبر۹)۔

خط نمبر۱۰:

اس کے بعد ٹونگی کے اجتماع (مورخہ ۸تا۱۷رجنوری ۲۰۱۶ء) میں سب پرانے کام کرنے والے حضرات جمع ہوئے۔اس موقع پر پہنچے حضرات اہل شوریٰ کو اجتماع شروع ہونے سے ایک دن پہلے یعنی مورخہ ۷رجنوری ۲۰۱۶ء میں ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب نے ایک خط (خط نمبر۱۰) لکھ کر یاد دہانی کرائی کہ آپ تیرہ میں سے جو یہاں موجود ہیں وہ پہلے آپس میں جڑ کر باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل طے فرمالیں تا کہ اسی کے تحت اجتماع کے تمام امور کی کارروائی ہو، مگر اس پر کوئی بھی عمل نہ کیا گیا اور مولانا سعد صاحب خود ہی فیصل بنے رہے۔

خط نمبر۱۱:

اسی اجتماع کے خاتمہ پر رائے ونڈ سے آئی جماعت کے حضرات نے اس اجتماع میں مولانا سعد صاحب کے بیانات میں کہی گئی کچھ باتوں کی وضاحت کے سلسلہ میں ایک تحریر (خط نمبر۱۱) مولانا سعد صاحب کے نام لکھی۔

خط نمبر۱۲:

جیسا کہ شوریٰ کی تکمیل والی تحریر (خط نمبر۷) میں ہے کہ نظام الدین کے پانچ حضرات جو اس شوریٰ میں ہیں وہ نظام الدین کی شوریٰ ہوگی اور نظام الدین کے جملہ امور باہمی مشورہ سے سرانجام دے گی۔اسی بات کو محترم حاجی عبدالوہاب صاحب نے اپنے خط (خط نمبر۹) میں دہرایا تھا مگر اس پر کوئی عمل نہیں کیا گیا اور مولانا سعد صاحب اپنے مستقل فیصل رہنے پر بضد رہے حالانکہ باقی چار حضرات بنگلہ والی مسجد میں مستقل قیام پذیر تھے۔

اسی دوران نظام الدین کے متعدد اکابرین نے مولانا سعد صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ شوریٰ کو تسلیم کرلیں۔اسی سلسلہ میں ۲۰ رجنوری ۲۰۱۶ء میں ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب نے ایک خط (خط نمبر ۱۲) حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد کو لکھا۔

خط نمبر ۱۳:

اس کے بعد ۴ رفروری ۲۰۱۶ء کو بنگلہ والی مسجد میں قابض ایک گروہ کی سازشوں کا خلاصہ کرتے ہوئے دوسری تحریر (خط نمبر ۱۳) حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد کے نام لکھی، جس میں انھوں نے موجودہ حالات کو سنبھالنے کے لیے شوریٰ کی ذمہ داری کی طرف متوجہ کیا اور رائے کے طور پر اپنی کچھ اہم تجاویز پیش کیں۔

لیکن بصد افسوس کہ اتنی ساری کوششوں کے باوجود بھی مولانا سعد صاحب نے شوریٰ کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی نہج سے ہٹی ہوئی باتوں کو نظام الدین میں چلانے پر شدت سے اصرار کرتے رہے۔

خط نمبر ۷

محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی طرف سے تکمیل شوریٰ کی اطلاعی تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام

مورخہ ۴؍صفر المظفر ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۱۶؍نومبر ۲۰۱۵ء

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

اللہ رب العزت نے اس دور میں مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سارے عالم میں دین کے احیاء کے لیے ظاہری وسائل کے بغیر نہج نبوی کے مطابق دین کی محنت کو زندہ کرنے کی، مجاہدہ وقربانی کے ساتھ بنیاد ڈلوائی۔ ان کے انتقال سے قبل خود مولانا ہی کے فرمانے پر اس وقت کے اہل حل وعقد نے باہمی مشورہ سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کو ذمہ دار متعین فرمایا جنھوں نے مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے طرز پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگی کی روشنی میں کام کے مقصد اور طریقے کو واضح کیا اور اعتدال کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے کام کا تفصیلی نقشہ امت کے سامنے پیش فرمایا اور یہ کام سارے عالم میں پہنچ گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے انتقال پر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے اہل حل وعقد کے مشورہ سے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کو اس مبارک کام کی ذمہ داری سونپی۔ انھوں نے ہر طرح کام کے نہج کی حفاظت فرمائی اور پھیلتے ہوئے کام میں اصل نہج کی حفاظت کے لیے انھوں نے اپنے رفقاء کے مشورہ سے مختلف ممالک میں شوریٰ کی ترتیب قائم فرمائی۔ کہیں امیر کے ساتھ شوریٰ کہیں احباب شوریٰ میں سے باری باری فیصل بننے کی ترتیب بنائی گئی۔ نیز تمام ممالک میں بڑھتے ہوئے کام کی نگرانی اور ترقی کے لیے اپنے ساتھ دس اراکین پر مشتمل اپنی شوریٰ بنائی جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہر جگہ کی شوریٰ اور کام کرنے والے احباب کو اعتماد میں لے کر کام کرتی رہی۔ حضرت

جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد وہ شوریٰ اسی نہج پر مصروفِ عمل رہی، جس پر تینوں اکابر نے کام کو چلایا تھا۔

نومبر ۲۰۱۵ء میں نظام الدین، رائے ونڈ، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک کے پرانے ذمہ دار احباب نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم فرمودہ شوریٰ کی تکمیل کی جائے جس کے آٹھ افراد کا انتقال ہو چکا ہے اور صرف دو باقی رہ گئے ہیں تا کہ اس کام کا نہج اور طریقہ کار محفوظ رہے اور جب کبھی کسی اضافہ یا تبدیلی کی ضرورت ہو تو وہ اس شوری کے مکمل اتفاق سے ہو، تا کہ اجتماعیت باقی رہے۔ نظام الدین، رائے ونڈ، کاکرائیل میں کوئی ترتیب اس شوریٰ کے اتفاق کے بغیر شروع نہ کی جائے، شوریٰ کے کسی فرد کی کمی ہو جائے تو شوریٰ بقیہ احباب میں سے کم از کم دو تہائی افراد کی منظوری سے کمی پوری کر لی جائے۔ تا کہ شوری کا وجود برقرار رہے اور یہ مبارک کام امت کا کام رہے اور اجتماعی کام رہے۔ ہر جگہ کے پرانوں سے مذاکرے اور رائے لینے کے بعد اس شوریٰ میں محترم جناب حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ اور مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب آئندہ یہ شوریٰ ان تیرہ احباب پر مشتمل ہوگی:

١ مولانا ابراہیم دیولا صاحب (نظام الدین) ٢ مولانا یعقوب صاحب (نظام الدین)

٣ مولانا احمد لاٹ صاحب (نظام الدین) ٤ مولانا زہیر الحسن صاحب (نظام الدین)

٥ مولانا نذر الرحمٰن صاحب (رائے ونڈ) ٦ مولانا عبدالرحمٰن صاحب (رائے ونڈ)

٧ مولانا عبداللہ خورشید صاحب (رائے ونڈ) ٨ مولانا ضیاء الحق صاحب (رائے ونڈ)

٩- قاری زبیر صاحب (کاکرایل) ١٠- مولانا ربیع الحق صاحب (کاکرایل)

١١- بھائی واصف الاسلام صاحب (کاکرایل)

اس شوریٰ میں نظام الدین کے جو پانچ احباب ہیں وہ نظام الدین کی شوریٰ میں ہوں گے اور شوریٰ نظام الدین کے جملہ امور باہمی مشورہ سے سرانجام دے گی۔

دستخط:

(عبدالوہاب عفی عنہ)

دستخط کنندگان کے اسمائے گرامی

مولانا محمد یعقوب صاحب	مولانا نذر الرحمٰن صاحب
مولانا احمد لاٹ صاحب	مولانا محمد احسان الحق صاحب
ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب	مولانا طارق جمیل صاحب
بھائی فاروق احمد صاحب	بھائی بخت منیر صاحب
ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب	ڈاکٹر روح اللہ صاحب
پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب	بھائی چودھری محمد رفیق صاحب

خط نمبر ۸

ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کی ایک اطلاعی تحریر

بخدمت محترم حاجی عبدالوہاب صاحب

مورخہ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ بمطابق ۴ جنوری ۲۰۱۶ء

باسمہٖ تعالیٰ

مخدوم ومکرم بھائی عبدالوہاب صاحب زید مجدکم و سلمکم و حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدائے پاک آپ کو زندہ وسلامت رکھے اور آپ کے مبارک سائے کو ہم سب پر اور پوری امت پر تادیر قائم رکھے۔

الحمدللہ گذشتہ رائے ونڈ کے اجتماع پر ایک عظیم کام آپ کے مبارک ہاتھوں ہوگیا کہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز کی ہوئی شوریٰ میں اضافہ ہوکر اب تیرہ کی ہوگئی اور بنگلہ والی مسجد کی سابقہ شوریٰ جو چار کے انتقال سے ختم ہی ہوگئی تھی آپ نے مشورہ فرما کر پانچ افراد کی شوریٰ بنگلہ والی مسجد کے لیے تجویز فرمادی۔ خدائے پاک اس میں ہر طرح کی خیر وبرکت فرمائے۔ تمام کام کرنے والوں کو اس سے خوشی ہوئی۔

مولوی سعد صاحب نے رائے ونڈ میں جو کچھ کیا وہ سب آپ کے سامنے ہے۔ یہاں آکر خوب خوب اُدھم مچایا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ کوئی شوریٰ نہیں، سب غلط ہے، پھر شاید خود خیال آیا ہوگا یا کسی نے سمجھایا ہوگا کہ تمام کام کرنے والوں سے مشورہ لے کر بھائی عبدالوہاب صاحب نے جو شوریٰ تجویز فرمائی ہے اور جس کو پورا عالم قبول کر چکا، اس کے خلاف آپ کا یہ ہنگامہ اور اس کو چیلنج کرنا مناسب نہیں ہے تو پینترا بدل کر ایک ڈرامائی انداز سے پہرے بٹھا کر ایک مشورہ کر ڈالا جس میں بنگلہ والی مسجد کی پانچ افراد کی شوریٰ میں اپنے چار "Yes man" شامل کر دیے اور آپ کو اس کی اطلاع کا خط بھیج

دیا۔حب جاہ کا ایسا دورہ پڑا ہوا ہے کہ بالکل اندھے ہورہے ہیں اور عجیب عجیب حرکتیں کر رہے ہیں۔

بندہ کی حقیر رائے ہے کہ آپ کی طرف سے اس کا جواب جانا چاہئے کہ بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ میں سردستِ اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو پانچ افراد تجویز ہوئے ہیں وہی سب کو ساتھ لے کر صلاح ومشورہ سے سابقہ ترتیب کے مطابق ایک ایک ہفتہ نوبت بہ نوبت فیصل ہوکر کام کرتے رہیں اور اللہ پاک سے خوب دعاؤں کا اہتمام کرتے رہیں۔
بندہ دعا کرتا ہے کہ آئندہ ٹونگی میں آپ سے صحت وقوت کے ساتھ اللہ ملاقات کرائے۔

فقط والسلام

(دستخط)

ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب

بنگلہ والی مسجد بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی

خط نمبر ۹

محترم حاجی عبدالوہاب کا خط

بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ میں اضافہ کی عدم منظوری کے سلسلہ میں

مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ بمطابق ۴ جنوری ۲۰۱۶ء

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مکرمین ومحترمین بندہ جناب مولوی محمد سعد، مولوی محمد یعقوب، مولوی ابراہیم دیولہ، مولوی احمد لاٹ، مولوی زہیر الحسن! وفقنا الله وایاکم لمایحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ جل شانہ کے فضل واحسان سے امید ہے کہ آپ سب حضرات بخیر وعافیت ہوں گے، آپ حضرات کے خط مورخہ ۸ ردسمبر کی صرف عکسی نقل ۲۵ ردسمبر کو موصول ہوئی جس میں آپ حضرات نے نظام الدین میں شوری کی تشکیل کے بارے میں تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بیحد جزائے خیر عطا فرمائیں آمین۔

جیسا کہ خط سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے امور کی حد تک آپ حضرات نے اپنے ساتھ معاونت کے لیے چند ساتھیوں کا اضافہ فرمایا ہے اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ عزیزم مولوی عبدالستار سلمہ کام میں ابھی اتنے معروف نہیں ہیں جبکہ عزیزم مولوی یوسف سلمہ ابھی نوعمر ہیں اور کام کی ابتدا میں ہیں ان کے لیے فی الحال اتنی بڑی ذمہ داری کا تحمل دشوار ہوگا۔ اس بناء پر ابھی یہ دونوں عمومی کام میں چلتے رہیں تو مناسب ہوگا۔

ممالک کے امور کے سلسلہ میں رائے ونڈ میں اجتماع کے موقع پر باہمی مشورہ سے تینوں ملکوں سے تیرہ احباب پر مشتمل جو جماعت بنائی گئی ہے اس میں سے نظام الدین کی شوریٰ میں لیے گئے پانچ احباب ہی نظام الدین کے امور کے سلسلے میں نوبت بہ نوبت فیصل بنتے رہیں۔

ان شاء اللہ اس طرح سے کام کرنا آپس میں جوڑ محبت اور کام کی ترقی کا ذریعہ ہوگا اللہ تعالی ہم سب کو قبول فرمائیں اور اپنی مرضیات کے مطابق کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔آمین!

جملہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون و درخواست دعا

بندہ محمد عبدالوہاب عفی عنہ

خط نمبر ۱۰

ٹونگی اجتماع (جنوری ۲۰۱۶ء) کے موقع پر فیصل کے تعین کے سلسلہ میں

ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کی عرضی تحریر بخدمت حضرات شوریٰ

بروز جمعرات مورخہ ۷/جنوری ۲۰۱۶ء

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

از بندۂ ناکارہ محمد خالد صدیقی عفی اللہ عنہ
مقیم حال ٹونگی اجتماع ڈھاکہ

بخدمت مخدومین ومکرمین ومحترمین حضرات شوریٰ زید مجدکم
(جو اس وقت یہاں ٹونگی میں موجود ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱- حضرت جی ثالث حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں اپنے متبادل کے طور پر دس افراد کی ایک شوریٰ تجویز فرمائی تھی۔

۲- حضرت مولانا سعید احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرحوم سے دریافت کیا کہ جب آپ موجود ہیں تو آپ ہمارے امیر ہیں ہی لیکن جب اور جہاں آپ موجود نہ ہوں وہاں کام کی کیا ترتیب رہے۔

۳- حضرت مرحوم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ جماعت یا اس سے جتنے موجود ہوں وہ باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل طے کرلیا کریں۔

۴- حضرت کے وصال کے دوسرے دن حضرت کی تجویز کردہ اس جماعت نے بنگلہ والی مسجد کا کام چلانے کے لیے پانچ افراد کی ایک شوریٰ تجویز فرمائی جو نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل ہوکر کام کریں۔

۵- حضرت کی تجویز کردہ جماعت کے آٹھ افراد دھیرے دھیرے اللہ کو پیارے ہوگئے، خدائے پاک سب کو غریقِ رحمت فرمائے، صرف دورہ گئے تھے اور اب مشورہ سے بفضلہٖ تعالیٰ ان میں اضافہ ہوکر تیرہ افراد ہوگئے ہیں۔

٦- بنگلہ والی مسجد کی جماعت میں سے چار اللہ کو پیارے ہوکر گویا وہاں شوریٰ ہی ختم ہوگئی تھی تو بفضلہٖ تعالیٰ وہاں کے لیے بھی پانچ افراد کی شوریٰ تجویز ہوگئی جو سابقہ ترتیب سے کام کرے۔

۷- اب جب کہ ہم یہاں ٹونگی میں جڑ رہے ہیں تو درخواست ہے کہ شوریٰ کی یہ تیرہ افراد کی جماعت یا اس میں سے جتنے یہاں موجود ہیں وہ باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل تجویز کرلیں تاکہ انفرادی، اجتماعی، ملکی، غیر ملکی امور میں اس سے رجوع کیا جاسکے اور ہم کام کرنے والوں کو معلوم بھی ہوجائے کہ اس جوڑ میں فیصل کون ہے؟

فقط والسلام

(دستخط)

ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب

خط نمبر ۱۱

ٹونگی اجتماع (جنوری ۲۰۱۶ء) کے موقع پر حضرات جماعتِ رائے ونڈ کی ایک وضاحتی تحریر بنام مولانا سعد صاحب

مورخہ ۱۷/جنوری ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمنا ومحترمنا جناب محمد سعد صاحب زید مجدہٗ

وفقنا الله وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمته اله وبرکاته

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے فضل سے دونوں اجتماع بعافیت کروادے، باری تعالیٰ اپنے کرم سے قبول فرما کر سارے عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ٹونگی اجتماع کے موقع پر آپ نے کچھ باتیں اشاد فرمائیں، ان باتوں کی آپ سے وضاحت اسی موقع پر چاہتے تھے لیکن آپ نے بولنے کا موقع نہ دیا اس وجہ سے وہی باتیں تحریراً پیش خدمت ہیں:

۱- آپ نے فرمایا کہ ''کسی کسی بات پر سب کا اتفاق ممکن نہیں، اختلاف کے باوجود فیصل کے فیصلے پر مطمئن ہوجانا چاہئے''۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بجا ارشاد فرمایا: رائے ونڈ کے گذشتہ اجتماع کے موقع پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب حفظہ اللہ فیصل تھے۔ انھوں نے رائے لینے کے بعد حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی شوریٰ کی تکمیل فرمائی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ بھی اس فیصلے پر راضی ہوجاتے اور باوجود اتفاق نہ رکھنے کے اسے قبول فرمالیتے۔

مزید گزارش یہ ہے کہ مشورے میں اختلاف کے موقع پر ساتھیوں کو ہم ذہن کرنے کی کوشش کی بہترین مثال بھی تو ملتی ہے کہ فیصل ساتھیوں کی رائے سنے، ایک ذہن

پر لانے کی کوشش کرے اور سب کو اس کوشش میں لگائے۔ پھر آخر میں اطاعت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب بھی آپ کے ساتھیوں میں کئی ایسے ہیں جنھوں نے سالہا سال حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں یہ محنت سیکھی اور صاحب بیان کی خدمت میں رہ کر ان کے بیان کا مطلب سمجھا۔ کیا خوب ہو کہ ان حضرات کی رائے جمع کرنے سے اتفاق کی حقیقی صورت بن جائے اور جس بات پر اہل رائے مجتمع ہو جائیں وہی بات اجتماع قلوب کے ساتھ منبر سے چلائی جائے۔ اجتماعیت یقیناً ساری امت کے اتفاق کی مرہون منت نہیں لیکن ان لوگوں کی رائے کو نظر انداز کر کے قلوب مجتمع نہ ہونگے جن کی زندگیاں اس کام میں گزر گئیں۔ تفسیر عثمانی میں "فاذا عزمت" کی تفسیر کے ذیل میں ابن کثیرؒ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ ''عزم'' نام ہے۔ "مشاورة اهل الرأی ثم اتباعهم" اور مجمع الزوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ! جو بات ہم کتاب وسنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریقہ اختیار کریں''؟ آپ نے فرمایا: ''فقہاء عابدین (سمجھدار خدا پرستوں) سے مشورہ کرو، ولا تمضوا فیه رأی خاصة یعنی کسی اِکّے دُکّے کی رائے کو مت جاری کرو''۔

نیز آپ نے اطاعت واختلاف کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے واقعات سے سمجھانے کی کوشش کی ہے، گزارش ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتنے موقعوں پر قریش کو جمع کیا، انصار کو جمع کیا اور پرانوں سے مشورے کے بعد امور طے فرمائے۔ یہاں تک کہ قریش کی بوڑھی عورتوں سے رائے لی۔ مہر کے بارے میں صحابیہ کے تنبیہ کرنے پر اپنی غلطی تسلیم کی، اپنی رائے سے رجوع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ایک عورت ان کو جانتی ہے اور عمر نہیں جانتا۔

اگرچہ کام کی ابتدا میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کام شروع کرنے میں لوگوں کی آراء کا انتظار نہیں فرمایا لیکن حضرت نے اپنے وقت کے اکابر

علماء کے سامنے کام پیش کر کے ان کی تائید حاصل فرمائی اور جیسا کہ آپ ہی نے فرمایا کہ جید علماء کی جماعت مقرر فرمائی جو حضرت کے ارشادات کو نصوص میں تلاش کرے۔

جیسا کہ پیچھے عرض کیا تھا کہ اجتماعیت محض فیصلے سے نہیں بلکہ سب میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کے بعد کے فیصلے سے ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ناگزیر ہے کہ یہ فیصلہ ایسے فرد نے کیا ہو جس پر باقاعدہ بڑوں نے اظہار کیا ہو اس وقت کون فرد ایسا ہے جس پر بڑوں نے اس انداز میں اعتماد کیا ہو؟ ایسی صورت میں اہل رائے کی تعیین اور ان کا ہم ذہن ہونا ضروری ہو جاتا ہے اس کے بغیر اجتماع نہیں ہوسکتا اور غالباً اسی وجہ سے حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شوریٰ کی تعیین فرمائی اور اس شوریٰ کی ہیئت کئی افراد کے رخصت ہو جانے کے باوجود قائم رہی اور کام کی نگرانی کا عمل جاری رہا اور گذشتہ سال رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر اس شوریٰ کی تکمیل اسی سلسلے ہی کی کڑی تھی۔

۲-آپ نے مرکز کی طرف رجوع کا تذکرہ فرمایا۔ یہ بھی اجتماعیت کا بہت اہم اصول ہے البتہ یہ تب مؤثر ہے کہ جب مرکز کے پرانے اہل رائے، کام کرنے والے مجتمع ہوں ورنہ آپ ہی کے بقول مرکز در و دیوار کا نام نہیں۔

۳-واقعی معمولی پر اکتفا کرنا اور اطمینان تو موت ہے اور جس محنت سے آپ مجمع کو کام کی شکلوں میں آگے لے جانے پر جان لگا رہے ہیں وہ قابل رشک ہے۔ کام کے پھیلاؤ کے ساتھ کام میں رسمیت نہ پیدا ہونے دینا بھی اہم ہے لیکن کام کی اس شکل کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے جو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جان مار کر اپنے ساتھیوں کو سکھلائی تھی اور گویا ایک امانت ان کے سپرد کر کے گئے تھے۔ حضرت کی زندگی بھر کے ساتھی حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہی سے سمجھے ہوئے کام کو پرانوں کی معرفت سے اسی رخ پر رکھتے ہوئے آگے بڑھاتے رہے اور یہ فرماتے رہے کہ ہم تو لکیر کے فقیر ہیں۔ حضرت کی تقریروں اور ان کی تحریروں سے حضرت کا مقصود اور صحیح مراد انھیں لوگوں نے سمجھی اور سمجھائی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مراد

بھی ''تعامل اہل مدینہ'' سے ان سمجھ دار لوگوں کا عمل تھا جن کی سمجھ کی روشنی میں نصوص کا صحیح مفہوم سامنے آئے گا۔ جیسا کہ ظاہر شریعت میں حضرات صحابہ کرام، ائمہ، فقہاء اور شراح حدیث کے اقوال کی روشنی میں نصوص کا سمجھنا ضروری ہے اور اس راستہ سے ہٹنا خطرناک ہے ایسے ہی حیاۃ الصحابہ اور حضرت کے بیانات کو سمجھنے کے لیے عملی طور پر حضرت کے ساتھ سالہا سال چلے ہوئے ساتھیوں کی سمجھ کی مدد لینا بھی ضروری ہے۔ باطل فرقے اپنی بات چلانہیں سکتے جب تک ابتدائی دور کے عملے کی نفی کر کے اپنے آپ کو دورِ اوّل کے واقعات کے حقیقی شراح بنا کر پیش نہ کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرانوں سے مذاکرہ و مشاورت کرنے کے بجائے ایسی باتیں جو بقول آپ کے حیاۃ الصحابہ اور حضرت کے بیانات سے مستنبط ہیں، عوام الناس میں بیان کرنا، یہی طرز سارے انتشار کی جڑ ہے۔

۴- آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمین کے سلسلہ میں پرچہ لکھ کر دینے کا قصہ بیان فرمایا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرچہ پر تھوکا اور اسے پھاڑ دیا اس کے برخلاف آپ اکثر اپنے بیانوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قصہ بیان فرماتے ہیں جس میں انھوں نے جیش اسامہ کو روانہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت بھی ان کی مخالفت کی تھی۔ آپ نے یہ قصہ ایسے وقت میں بیان فرمایا ہے کہ آپ کے پاس حاجی عبدالوہاب صاحب حفظہ اللہ کی طرف سے خط آیا ہے جس میں آپ سے نوبت بنوبت فیصلہ کرنے کے لیے کہا گیا ہے اور جیش اسامہ والے قصہ سے آپ یہ ذہن بنانا چاہ رہے ہیں کہ فیصلہ کرنے والے کو شوریٰ کی رائے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ جیش اسامہ کو بھیجنے کا امر تو منصوص تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں فرما دیا تھا "انفروا جیش اسامة"۔

مندرجہ بالا گزارشات کے بعد مؤدبانہ گزارش ہے کہ ۱۹۹۹ء میں حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی بنائی ہوئی شوریٰ نے یہ طے کیا تھا کہ نظام الدین، رائے ونڈ اور کاکرائیل میں کسی بھی بات کے چلانے سے پہلے حضرت جیؒ کی شوریٰ کا متفق ہونا ضروری ہے۔ اس

شوریٰ کے ایک فرد کی حیثیت سے اس پر آپ نے بھی دستخط فرمائے تھے۔اس کے بعد مناسب تھا کہ منتخب احادیث، دعوت تعلیم استقبال وغیرہ بہت سی دیگر چیزیں جو آپ نے نظام الدین میں شروع فرمائیں۔ نیز نظام الدین میں بیعت کا سلسلہ جو آپ نے شروع فرمایا ہے وہ بھی اس شوریٰ میں رکھا جاتا کیونکہ عہد و پیمان کا پورا کرنا شرعی و دینی فریضہ ہے۔

یہ چند گزارشات اس امید پر آپ کی خدمت میں عرض کردی ہیں کہ آپ اپنے اوصاف کریمانہ کی بدولت ان پر ضرور غور فرمائیں گے اگر آپ کی طبع نازک پر کوئی بات ناگوار گزری ہو تو اس پر معذرت خواہ ہیں۔

فقط والسلام

جماعتِ رائے ونڈ، وارِدحال ٹونگی

خط نمبر ۱۲

شورائی نظام پر عمل درآمد اور کام کے نہج اور اصول کی نگرانی کی طرف توجہ دلانے کے لیے ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کا خط بنام حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد

مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۲۰ جنوری ۲۰۱۶ء

باسمہ تعالیٰ

از بندۂ ناکارہ محمد خالد صدیقی عفی اللہ عنہ
مقیم حال مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مخدومین ومکرمین حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد، مولانا یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولوی محمد سعد صاحب، مولانا محمد زہیر الحسن صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ جل شانہ سے امید اور دعا ہے کہ آپ سب حضرات بخیر وعافیت ہوں۔

۱- مولوی زبیر صاحب مرحوم کے وصال کے بعد گویا بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ ہی ختم ہوگئی تھی، صرف ایک فرد مولوی محمد سعد صاحب رہ گئے تھے اور ایک فرد کی شوریٰ ہوتی نہیں، ہم خدام بنگلہ والی مسجد نے رائے دی بلکہ کئی بار درخواست کی کہ سردست مولانا یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا احمد لاٹ صاحب کے ساتھ شامل ہوکر چار کی شوریٰ متعین کر کے ترتیب کے مطابق ایک ایک ہفتہ فیصل ہوکر مشورہ کرلیا کریں مگر مولوی سعد صاحب اس پر راضی نہ ہوئے بلکہ اپنے مستقل فیصل رہنے پر مصر اور بضد رہے۔ نوبت بہ نوبت فیصل رہنے پر کچھ ناگواری کا اظہار فرمایا اور ایک طویل عرصہ اسی طرح گزر گیا۔

۲- بہرحال گزشتہ نومبر میں پڑوس کے اجتماع کے موقع پر محترم حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ نے ضرورت سمجھ کر تمام موجود اہل الرائے سے مشورہ لے کر حضرت کی تجویز کردہ شوریٰ

کی جماعت جس میں صرف دورہ گئے تھے، گیارہ افراد کا اضافہ فرما کر تیرہ افراد تجویز کر دیے۔جس میں آپ پانچوں افراد ہیں اور آپ پانچوں افراد کو ہی بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ کے طور پر تجویز فرما دیا۔اس فیصلہ سے سب کو خوشی اور اطمینان ہوا۔

۳- سفر سے واپسی پر فوراً اس پر عمل ہونا چاہئے تھا اور پانچوں افراد کو نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل ہو کر مشورہ کرانا چاہئے تھا مگر مولوی سعد صاحب نے وہاں بھی مخالفت فرمائی تھی اور بنگلہ والی مسجد واپس ہو کر بحیثیت فیصل قابض رہے۔ بندہ کو مولوی سعد صاحب کے مستقل فیصل بنے رہنے پر پہلے بھی حد درجہ اشکال تھا اور شوریٰ تجویز ہونے کے بعد بھی فیصل بنے رہنے سے انتہائی انقباض ہوا کہ بنگلہ والی مسجد میں روزانہ معمول کے مشورہ میں اسی انقباض کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔

۴- اسی طرح گزشتہ ٹونگی کے اجتماع میں پہنچ کر تیرہ افراد کی شوریٰ میں سے جو وہاں پہنچ چکے تھے اپنے ایک پرچہ کے ذریعہ ان کو یاددہانی کرائی کہ آپ تیرہ میں سے جو یہاں موجود ہیں وہ پہلے آپس میں جڑ کر باہمی مشورہ سے اپنا ایک فیصل طے فرمالیں تاکہ اسی کے تحت اجتماع کے تمام امور کی کارروائی ہو،مگر بندہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرات جڑ کر یہ مشورہ نہ کر سکے اور اپنی عادت کے مطابق مولوی سعد صاحب خود ہی فیصل بنے رہے۔انقباض کی وجہ سے بندہ وہاں بھی کسی مشورہ میں شریک نہ ہو سکا۔ یہ سب مشورہ کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس سے آمریت کی بو آتی ہے اور اللہ جل شانہ کی مدد اس سے ہٹ جاتی ہے اس لیے بندہ کی آپ پانچوں حضرات سے درخواست ہے کہ بغیر کسی ادنیٰ تاخیر کے مشورہ کے مطابق نوبت بہ نوبت ایک ایک ہفتہ فیصل رہا کریں۔دنیا میں جہاں جہاں بفضلہ تعالیٰ کام ہو رہا ہے بنگلہ والی مسجد سے اسی ترتیب پر شوریٰ اور فیصل کا تعین ہوتا رہا ہے، بنگلہ والی مسجد سے تو بدرجۂ اتم اس کا نمونہ پیش ہونا چاہئے۔

۵- اپنی عمر، قدامت، قربانی، جہد مسلسل اور تجربات کے اعتبار سے اس عالی محنت میں حاجی عبدالوہاب صاحب، مولانا یعقوب صاحب، مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ العالی کی

حیثیت گویا سند (اتھارٹی) کی ہے۔ حاجی صاحب ہمارے تینوں اکابر ثلاثہ کا دور دیکھے ہوئے ہیں اور تینوں کی زیارت، صحبت، رفاقت اور اعتماد انھیں حاصل ہے اور تبلیغ گویا جذب اور ہضم کئے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب دونوں حضرات شیخین یعنی مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا محمد انعام الحسن صاحب کے معتمد خاص رہے۔ یہ معلوم ہوکر بندہ کو مسرت ہوئی کہ حاجی صاحب موصوف اپنے مرکز اور عملے پر برابر یہ نظر رکھتے ہیں کہ مسجد کے اعمال میں کوئی بات اس عالی محنت کے نہج اور اصول کے خلاف نہ کہی جائے اگر کبھی کسی فرد کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نہج سے ہٹ کر کوئی بات کہی ہے تو حاجی صاحب موصوف اسے تخلیہ میں یاد فرما کر سمجھا دیتے ہیں اور اس کی اصلاح اور رہبری فرمادیتے ہیں۔ بندہ کی درخواست ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب بھی بنگلہ والی مسجد کے اعمال بعد فجر کے بیان سے لے کر بعد عشاء حیات الصحابہ تک اسی طرح روانگی، واپسی، کارگزاری اور بیرونی حلقات کی نگرانی فرمائیں اور گہری نظر رکھیں کہ اس عالی محنت کے نہج کے خلاف کوئی بات نہ کہی جائے اور نہ بیان کی جائے۔ اکابر ثلاثہ کے پورے مبارک دور میں کام کے تمام اصول منقح ہوکر سامنے آچکے ہیں۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو لکیر کا فقیر بن کر وہی کہنا اور زبان پر لانا ہے، ادھر کچھ عرصہ سے بنگلہ والی مسجد میں اس مسئلہ میں بڑی بے احتیاطی ہورہی ہے جس پر بہت سے لوگوں کو تشویش اور فکر ہے۔ بنگلہ والی مسجد کا مسئلہ بڑا اہم اور نازک ہے۔ اس عالی محنت کے سلسلہ میں سارا عالم بنگلہ والی مسجد سے رجوع کرتا ہے اور پورے عالم سے لوگ اس عالی محنت کو سیکھنے یہاں آرہے ہیں اور تمام ساعیان تبلیغ اصولوں کو سمجھنے اور اخذ کرنے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اس لیے بندہ کی اپنے ان دونوں بزرگوں سے درخواست ہے کہ اس پر توجہ فرمائیں۔

۶- حجرے میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے تمام مشورے والے سمانہیں پاتے ہیں اگر کسی کو کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہوجاتی ہے تو اسے مناسب جگہ نہیں مل پاتی ہے اور پھلانگ کر آگے بڑھنے

میں حجاب ہوتا ہے اس لیے بندہ کی رائے ہے کہ روزانہ معمول کا مشورہ ہال میں ہو جہاں کھانا ہوتا ہے جس طرح مولوی سعد صاحب کی عدم موجودگی میں حجرے کے بند ہونے کی وجہ سے مشورہ ہال میں ہوا کرتا ہے۔ تحدید کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو وہاں سے اٹھ کر حجرے میں ہوسکتا ہے۔

فقط والسلام

حروف تہجی کے اعتبار سے آپ پانچوں حضرات کی ایک ایک ہفتہ نوبت بہ نوبت مشورہ کرنے کی ترتیب مندرجہ ذیل ہوگی:

۱۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب
۲۔ مولانا محمد احمد لاٹ صاحب
۳۔ مولانا محمد زہیر الحسن صاحب
۴۔ مولانا محمد سعد صاحب
۵۔ مولانا محمد یعقوب صاحب

والسلام

(دستخط)
ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب

خط نمبر ۱۳

بنگلہ والی مسجد میں نامناسب بیعت اور دیگر سازشوں سے متعلق
ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کی ایک اطلاعی تحریر بنام حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد

مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۴ فروری ۲۰۱۶ء

باسمہ تعالیٰ

از بندۂ ناکارہ محمد خالد صدیقی عفی اللہ عنہ

مقیم حال بنگلہ والی مسجد، بستی حضرت نظام الدینؒ، نئی دہلی، ۱۱۰۰۱۳

مخدومین ومکرمین حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد، حضرت مولانا یعقوب صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولوی محمد سعد صاحب ومولوی محمد زہیر الحسن صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی زبیر صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد تو بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ ہی گویا ختم ہوگئی تھی اور یہ مشکل تھی کہ کام سے متعلق کوئی مسئلہ کس سے کہا جائے۔ اب جب کہ بفضلہٖ تعالیٰ گزشتہ نومبر میں آپ پانچوں افراد پر مشتمل بنگلہ والی مسجد کی شوریٰ تجویز ہوگئی اور پورے عالم کے کام کی رہبری اور نگرانی کے لیے حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ نے دس افراد پر مشتمل جو شوریٰ تجویز فرمائی تھی اور جس میں صرف دو ہی افراد باقی رہ گئے تھے، اضافہ ہوکر اب بفضلہٖ تعالیٰ تیرہ افراد پر مشتمل ہوگئی ہے، تو ضرورت سمجھ کر کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں اور آپ سے امید ہے کہ جس خلوص سے یہ عرض ومعروض ہے، آپ بھی پوری توجہ فرمائیں گے۔

۱- حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ دونوں حضرات بڑے حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے اجازت یافتہ تھے اور دونوں

ہی حضرات اپنے اپنے وقت پر اس عالی محنت کے امیر ہوئے، بنگلہ والی مسجد میں بیعت فرمایا کرتے تھے اور یہ دونوں ہی حضرات بیعت میں عہد کی تجدید اور توبہ کے بعد کچھ اس طرح کے کلمات کہلایا کرتے تھے:

''بیعت کی میں نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے
ہاتھ پر یوسف/انعام کے واسطے سے''۔

حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحبؒ کے وصال کے دوسرے دن جب شوریٰ مشورہ کے لیے جمع ہوئی تو اس نے بنگلہ والی مسجد کا کام چلانے کے لیے ایک شوریٰ پانچ افراد پر مشتمل تجویز فرمائی جو ایک ایک ہفتہ باری باری فیصل ہو کر بنگلہ والی مسجد کا کام چلائے۔ دوسرے شوریٰ نے طے فرمایا کہ سر دست بنگلہ والی مسجد میں بیعت موقوف رہے گی اور وہ آج تک موقوف ہے۔

بندہ کو یاد ہے کہ ایک بار تخلیہ میں میں نے مولوی زبیر صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ اپنا ہاتھ بڑھایئے اور مجھے بیعت کر لیجیے۔ بندہ پہلے تو مولانا یوسف صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا ان کے وصال کے بعد مولانا محمد انعام الحسن صاحب سے بیعت ہوا، اب ان کے اجازت یافتہ صرف ایک آپ ہی ہیں، مجھے بیعت فرمالیں تاکہ بندہ کا یہ خانہ خالی نہ رہے مگر بندہ کی اس درخواست پر مولوی زبیر صاحب مرحوم تیار نہ ہوئے جب کہ اس وقت ان کے حجرے میں ہم دونوں ہی تھے اور میری درخواست کے جواب میں فرمایا کہ حضرت کے وصال کے بعد شوریٰ نے اپنے مشورہ سے کسی مصلحت کی وجہ سے بیعت موقوف کر دیا ہے۔ شوریٰ میں ایک میں بھی ہوں اور مشورہ میں شریک تھا شوریٰ کے اس فیصلہ کی وجہ سے بیعت موقوف کر دیا ہے۔ شوریٰ کے اس فیصلہ کی خلاف ورزی مناسب نہیں ہے تم حضرت سے بیعت تھے اور حضرت نے جو پڑھنے پڑھانے کے لیے فرمایا ہوگا وہ کرتے ہی ہوگے البتہ اس سلسلہ میں کچھ رہبری چاہو تو میں حاضر ہوں مگر شوریٰ کے مشورہ کی خلاف ورزی کر کے میرا بیعت کرنا مناسب نہیں۔ بندہ کو جہاں تک معلوم ہے انھوں نے اپنی زندگی میں کسی

کو بیعت نہیں فرمایا اور بہت جلد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ خدائے کریم ان کی تربت پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔

۲- مولوی زبیر صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد پہلے تو کچھ خاموشی اور چپکے چپکے اور رازدارانہ طور پر اور پھر بعد میں علی الاعلان مولوی سعد صاحب بیعت کرنے لگے۔ انھوں نے بندہ سے خود ہی ایک بار اس کی صفائی میں کچھ اس طرح فرمایا تھا کہ میں نے بیعت اس لیے شروع کر دی ہے کہ بیعت کے بغیر اطاعت ممکن نہیں ہے یعنی جب تک امت کو بیعت نہ کراؤں گا وہ میری اطاعت نہ کر سکے گی۔ بنگلہ والی مسجد کے علاوہ جوڑ اور اجتماعات میں بھی بیعت کرنا شروع کر دیا۔ بھوپال اور ٹونگی میں بھی بیعت ہوئی اور گزشتہ لہرپور ضلع سیتاپور میں یوپی کے پرانوں کے جوڑ میں بیعت فرمایا بلکہ لہرپور کے جوڑ میں تو ''مولوی شریف اینڈ کو' نے بیعت ہونے کا اعلان فرمایا کہ جن کو بیعت ہونا ہو وہ عیدگاہ میں جمع ہو جائیں۔ غالباً جوڑ کے جلسہ گاہ کے قریب ہی عیدگاہ ہوگی۔ یہ بات ہمارے کام کرنے والے بعض مخلص احباب نے جو اس جوڑ میں شریک تھے، بندہ سے بتائی، بعض نے فون پر بتایا بعض نے خط لکھ کر مطلع کیا۔ حضرات شیخین یعنی محمد یوسف صاحب اور مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں کبھی بھی بنگلہ والی مسجد یا سفروں میں اجتماعات پر بیعت کا اعلان نہیں ہوتا تھا۔

۳- مولوی سعد صاحب کے بیعت کرنے پر بندہ کو اشکال ہے، اس وجہ سے کہ جب شوریٰ نے بیعت کو موقوف فرما دیا تھا اور جو اب تک موقوف ہے تو شوریٰ کے فیصلہ کے علی الرغم (جس میں خود آپ بھی موجود تھے) بیعت کرنا، کہیں شوریٰ کی خلاف ورزی تو نہیں ہے؟ اور بندہ کے نزدیک یقیناً یہ خلاف ورزی ہے اور اس عالی محنت میں ہمارا سارا کام مشورہ اور شورائیت سے ہوتا ہے۔

دوسرے نہ انھوں نے بڑے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا، نہ ان کو دیکھا بلکہ اس وقت تک تو وہ پیدا ہی نہ ہوئے تھے، نہ ان کے اجازت یافتہ پھر ان کا بیعت میں اللہ کے بندوں سے یہ کہلانا کہ:

''بیعت کی میں نے محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
ہاتھ پر سعد کے واسطہ سے''۔

کیا اس کا ان کے لیے کوئی جواز ہے؟ بزرگوں کی کتابوں اور ان کے ملفوظات میں بندہ نے کہیں پڑھا تھا کہ جو کسی اہل حق بزرگ کا اجازت یافتہ نہ ہو اس کو ان بزرگ کا نام لے کر بیعت کرانا، سلوک کی لائن سے بہت بڑی خیانت ہے۔ بنگلہ والی مسجد میں بعد نماز مغرب دعا کے بعد عشاء کی اذان تک کا وقت اعمال کا ہوتا ہے۔ مسجد میں تو اردو میں بیان ہوتا ہے اور مختلف حلقے ہوتے ہیں، بیرونی ممالک کے آئے ہوئے مہمانوں کے حلقے بھی الگ الگ اسی وقت ہوتے ہیں اور بنگلہ والی مسجد میں آئے ہوئے مجمع کو انھیں حلقوں میں شریک ہونا چاہئے کہ وہ اسی لیے یہاں آئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مشاہدہ ہے کہ ایک بڑا مجمع حجرے کے سامنے بیعت و مصافحہ کے لیے جمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ خبر بھی ملی ہے کہ اندر عورتوں کے حصہ سے ترغیب دے کر مہمان عورتوں کو مسجد والے اعمال سے اٹھا کر زنانہ مکان میں بلایا جاتا ہے اور رسی پکڑائی جاتی ہے جس کا ایک سرا حجرے کی رسی سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس طرح روزانہ عورتوں کو بیعت میں شامل کیا جاتا ہے اور دیر تک یہ سلسلہ رہتا ہے، مسجد کا عمل اس ہنگامہ میں دب جاتا ہے اور جو بیان میں بیٹھ بھی جاتے ہیں وہ یکسوئی سے بات نہیں سنتے اور بنگلہ والی مسجد کے تمام حلقات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ یہ بھی خبریں بندہ کے پاس آ رہی ہیں کہ یہی ''مولوی شریف اینڈ کو'' ترغیب دے کر، فون کر کے لوگوں کو بیعت کے لیے بنگلہ والی مسجد بلا رہے ہیں کہ اب ''حضرت'' ہی ہمارے امیر ہیں، آ کر ان کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ، بعض جگہوں خصوصاً یوپی سے بندہ کے پاس خبریں پہنچی ہیں کہ یہی ''مولوی شریف اینڈ کو'' مولوی سعد صاحب کی امارت کا اعلان کر رہے ہیں۔ یہ بھی بندہ کے پاس تواتر کے ساتھ خبریں آ رہی ہیں کہ یہی ''مولوی شریف اینڈ کو'' ہماری اس عالی محنت کے نہج سے ہٹ کر نئی نئی باتیں چلا رہے ہیں گویا ایک نئی تبلیغ جوان پر الہام اور القاء ہو رہی ہے جس کا اس تبلیغ سے کوئی جوڑ نہیں جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آج

سے ستر اسی سال پہلے مدینہ منورہ میں بطور تحفہ امت کی حیات اور سر سبزی اور پوری انسانیت کی ہدایت کے لیے دی گئی تھی۔

بندہ کے نزدیک ان سب باتوں کے ذمہ دار خود مولوی سعد صاحب ہیں کہ انھیں سے شہ پا کر اور انھیں سے اس نئی تبلیغ کو سن کر یہ ''مولوی شریف اینڈ کو'' یہ نئی نئی باتیں معاذ اللہ شریعت، سیرت، سنت اور حیاۃ الصحابہ کی مقدس اصطلاحوں کا حوالہ دے کر چلاتے ہیں۔

گزشتہ پڑوس کے اجتماعات میں بہت سے عرب ممالک کے کام کرنے والے نیز دیگر ممالک کے مختلف دوستوں نے ہماری قیام گاہوں پر آ کر حالات بتائے کہ ''مولوی شریف اینڈ کو'' کی قسم کے جو لوگ بنگلہ والی مسجد کی جماعت میں ہمارے یہاں جوڑ اور اجتماعات میں بھیجے جا رہے ہیں وہ بہت سی گڑھی ہوئی نئی نئی باتیں اصولوں کے نام پر ہمارے یہاں آ کر بیان کر رہے ہیں جس سے ہمارے یہاں انتشار ہو رہا ہے اور دو ذہن کام کرنے والوں میں بن رہے ہیں۔ اس پر آپ لوگ توجہ فرمائیں اور روک لگائیں۔ یہ سب باتیں بڑی تشویش ناک ہیں، بندہ کے پاس جو خبریں آتی رہیں وہ اشارتاً لکھ دیا اور مجمل طور پر ''مولوی شریف اینڈ کو'' لکھ دیا، انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات پر اس کی تفصیل عرض کروں گا اور اس کی وضاحت بھی کروں گا کہ اس ''کمپنی'' سے بندہ کی کیا مراد ہے۔

اب اس خط کے آخر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ بندہ کے اس خط کے مشتملات کی آپ اپنے طور پر بھی تحقیق فرمائیں اور اگر یہ صحیح ہیں تو پھر آپ اس کا نوٹس لیں کہ آپ جواب دہ اور مسئول ہیں۔ بڑے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور صحبت یافتہ ایک منشی نصر اللہ صاحبؒ تھے جو غالباً ہمارے منشی بشیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔ بندہ نے ان کو دیکھا ہے، پیرانہ سالی کی وجہ سے بنگلہ والی مسجد میں قیام تو نہیں کرتے تھے مگر وطن سے کبھی کبھی بنگلہ والی مسجد تشریف لاتے تھے ان کے پاس بڑے حضرت جی کے قلمی ملفوظات کی ایک کاپی تھی، بڑے قیمتی ملفوظات تھے، بندہ ان سے لے کر کچھ اپنی کاپی میں نوٹ بھی کرتا تھا جو میرے کاغذات کے ذخیرے میں کہیں یقیناً ہوں گے ان میں بڑے

حضرت کا ایک ملفوظ کچھ اس طرح تھا کہ:

''اس عالی کام کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح اپنی
کنواری لڑکی کی عزت وعصمت کی حفاظت کی تمہیں فکر رہتی
ہے''۔

اس لیے آپ پر اس کی ذمہ داری زیادہ ہے۔ الحمد للہ یہ عالی محنت اپنے آسان اور سادہ اصولوں کے ساتھ عالم گیر ہو چکی۔ اس کو تمام ملاوٹوں اور آلائشوں سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس سلسلہ میں بندہ کی چند تجاویز ہیں:

۱- حاجی عبدالوہاب صاحب کو آپ صورتِ حال تحریر فرمائیں کہ وہ ہم سب میں بڑے ہیں بندہ کے اس خط کی کاپی بھی چاہیں تو بھیج دیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ خود اور بقیہ شوریٰ کے بارہ افراد یہاں بنگلہ والی مسجد کسی تاریخ میں تشریف لائیں تاکہ ان احوال پر غور کیا جاسکے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

۲- مولانا افتخار الحسن کاندھلوی دامت برکاتہم کو مطلع کریں کہ شوریٰ کے مشورہ کے علی الرغم مولوی سعد صاحب بیعت فرمانے لگے ہیں اور بیعت میں بڑے حضرت جی کا نام لے کر ان کے ہاتھ پر اپنے واسطہ سے بیعت کراتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ رہبری فرمائیں گے۔

۳- مزید رہبری کے لیے ندوہ، دیوبند اور مظاہر العلوم کے دارالافتاء سے رجوع فرمالیں کہ ''ایک ادارہ جو شوریٰ کے تحت چلتا ہے اس ادارہ سے متعلق اگر کوئی فرد شوریٰ کے فیصلہ کے خلاف اور اس کے علی الرغم کوئی اقدام کرے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے''۔

فقط والسلام
(دستخط)
ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب

قسط نمبر۳

اکابرین حضرات کے موقف کے اظہار سے متعلق خطوط

وضاحتی تحریر

اس قسط میں ۹؍خطوط (۱۴تا۲۲) جمع کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

خط نمبر۱۴:

۱۹؍جون ۲۰۱۶ء ماہ رمضان کو بنگلہ والی مسجد میں ہوئے مار پیٹ کے واقعہ نے برسوں سے اصلاحی کوشش میں لگے اکابرین حضرات کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور آئندہ کے لیے اب اس جگہ پر مسئلہ حل ہونے کی کوئی بھی صورت باقی نہ رہی لہٰذا یہ حضرات اسی دن نظام الدین چھوڑ کر اپنے اپنے وطن چلے گئے۔اس لیے جولائی ۲۰۱۶ء میں بنگلہ والی مسجد میں ملک کے سہ ماہی جوڑ میں شامل ہونے سے معذرت کرتے ہوئے ان حضرات نے ایک خط (خط نمبر۱۴) مولانا سعد صاحب کو لکھ کر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

خط نمبر۱۵:

شروع میں اس سارے فساد کا سبب مولانا زہیرالحسن صاحب کا امارت کا دعویٰ بتایا گیا، حالانکہ یہ سراسر جھوٹا الزام اور سنگین بہتان ہے۔ لہٰذا فتنے سے بچنے کے لیے ۱۸؍جولائی ۲۰۱۶ء کو مولانا زہیرالحسن صاحب نے اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے اپنے موقف کو تحریری طور پر واضح کیا (خط نمبر۱۵)۔

خط نمبر۱۶:

دعوت وتبلیغ کے اس عالمی کام میں پڑوسی ملک کا بھی برابر کا حصہ ہے بلکہ عالمی سطح پر وہ بہت آگے ہیں۔مولانا سعد صاحب کے رویے اور نظام الدین کے حالات سے دلبرداشتہ ہوکر سال ۲۰۱۶ء کے حج کے موقع پر انھوں نے طے کیا کہ حجاز مقدس میں ان کا قافلہ نظام الدین کے قافلہ سے علاحدہ قیام کر کے حاجیوں میں کام کرے گا۔اس کی اطلاع

کے لیے محترم حاجی عبدالوہاب صاحب نے ۲۳ ؍جولائی ۲۰۱۶ء میں ایک خط (خط نمبر ۱۶) حضرات شوریٰ بنگلہ والی مسجد کے نام لکھا۔

خط نمبر ۱۷:

جن حضرات نے نظام الدین چھوڑ دیا تھا انھوں نے بہ اتفاق رائے یہ طے کیا کہ کوئی نئی جماعت نہیں بنائی جائے گی اور نہ ہی فی الوقت کوئی نیا مرکز قائم کیا جائے گا بلکہ کام کے صحیح رخ کو نظام الدین کی چہار دیواری سے باہر رہ کر قائم کریں گے۔ مدراس میں پرانوں کے جوڑ (مورخہ ۳۰ ؍جولائی ۲۰۱۶ء) میں ملک کے تقریباً ۱۵۰ ؍افراد کو جمع کیا گیا۔ اس موقع پر ان حضرات نے یہ طے کیا کہ ہم نظام الدین اس وقت تک نہیں حاضر ہوں گے جب تک مولانا سعد صاحب ان تین باتوں کو نہ مان لیں۔

۱۔ شوریٰ کو تسلیم کریں

۲۔ اپنے بیانات میں بے احتیاطی کرنا بند کریں

۳۔ اکابر ثلاثہ کے قائم کردہ نہج پر کام کریں

اس موقع پر ان حضرات نے ایک خط اپنے موقف کے اظہار میں ساری دنیا کے کام کرنے والوں اور علماء و مشائخ جو موجودہ حالات کے تئیں متفکر تھے، کے نام ایک خط (خط نمبر ۱۷) لکھ کر موجودہ حالات کی اطلاع دی۔

خط نمبر ۱۸:

اس وقت میں بہت ساری جماعتیں مختلف علاقوں میں ایسی آنی شروع ہوگئی تھیں جن کا مقصد انتشار پیدا کرنا اور اکابر کے بارے میں عوام میں بدگمانی کی فضا قائم کرنا تھا۔ اس لیے مدراس کے جوڑ مؤرخہ ۳۰ ؍جولائی ۲۰۱۶ء میں ایک دوسرا خط ان حضرات نے مولانا سعد صاحب اور جماعیت تشکیل و ترتیب، بنگلے والی مسجد کے نام لکھا۔

خط نمبر ۱۹:

رمضان المبارک میں حضرت مولانا ابراہیم صاحب اپنے سالانہ معمول کے

مطابق اپنے وطن تشریف لے گئے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے نظام الدین سے علاحدہ ہونے کے باوجود حضرت مولانا ابراہیم صاحب اس امید پر کہ شاید مزید کوششوں سے یہ معاملات حل ہوجائیں گے، رمضان المبارک کے بعد بنگلہ والی مسجد لوٹ آئے، لیکن تمام تر کوششوں کے بعد ناکامی ہی رہی اور بالآخر انھیں بھی بنگلہ والی مسجد چھوڑنا پڑا۔ اسی وقت حضرت مولانا ابراہیم صاحب کی طرف سے ایک جھوٹی تحریر واٹس اَپ پر وائرل کردی گئی، جس کے نتیجے میں ۱۵ر اگست ۲۰۱۶ء کو حضرت مولانا ابراہیم صاحب نے اپنے موقف کا تحریراً اپنے دستخط کے ساتھ صاف لفظوں میں اظہار کردیا (خط نمبر ۱۹) اور آڈیو کے ذریعہ اپنی زبان سے وہ تمام جعلی تحریر جو حضرت مولانا کی طرف سے چلائی گئی تھی اس کی تردید بھی کردی۔ اس آڈیو کا مضمون اس طرح ہے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنگلہ والی مسجد مرکز نظام الدین سے میری واپسی سے متعلق بہت سی خبریں گشت کررہی ہیں جو سراسر جھوٹ اور غلط ہیں میں نے اپنے موقف کے سلسلہ میں بروز پیر (دوشنبہ) ۱۵ر اگست ۲۰۱۶ء ایک تحریر لکھ دی ہے جس پر میرے دستخط ہیں۔ کام کرنے والے حضرات ملاحظہ فرمالیں۔

خط نمبر ۲۰:

ملک کے سب سے پرانے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب جو تقریباً پچاس سال تک حضرت مولانا یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی صحبت میں رہ چکے ہیں، نے ۲۷ر اگست ۲۰۱۶ء کو موجودہ حالات پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے موقوف کا تحریراً اظہار کردیا (خط نمبر ۱۹)۔

خط نمبر ۲۱:

اس کے ایک دن بعد ۲۸ر اگست ۲۰۱۶ء کو حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب نے

بھی اپنے موقف کی وضاحت کے سلسلے میں ایک تحریر مولانا ابراہیم صاحب کے خط پر ہی لکھ دی (خط نمبر۲۱)۔

اس طرح نظام الدین کی شوریٰ کے پانچ میں سے چار مولانا یعقوب صاحب، مولانا ابراہیم صاحب، مولانا احمد لاٹ صاحب اور مولانا زہیر الحسن صاحب نے اپنا موقف تحریری طور پر واضح کر دیا اور فتنے سے بچنے کے لیے نظام الدین کی تمام سرگرمیوں سے دوری اختیار کر لی۔

خط نمبر۲۲:

ان سب احوال سے رنجیدہ ہوکر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے پُرانے کام کرنے والے عرب مہمان محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کے حکم سے مولانا سعد صاحب اور ان حضرات کے درمیان، جنھوں نے نظام الدین چھوڑ دیا تھا، صلح کی کوشش کے لیے ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۵ء میں ہندستان تشریف لائے۔ لیکن پہلے تو ان حضرات کو بنگلہ والی مسجد میں ذلیل کیا گیا، پھر اُن کو موت کی دھمکی دی گئی اور اُن کے خلاف پولیس میں رپورٹ کی گئی۔ جس کی وجہ سے اُن عرب مہمانوں کو گرفتاری کے خوف سے فوراً ہندوستان چھوڑنا پڑا اور اس طرح ان حضرات کی ساری کوششیں ناکام ہی رہیں۔ ان حضرات نے ۱۷/ اکتوبر ۲۰۱۵ء میں اپنی سرگزشت بھی لکھی ہے (خط نمبر۲۲)۔

خط نمبر ۱۴

چند پرانے کام کرنے والوں کی ملک کے جوڑ میں عدم شرکت کی اطلاعی تحریر بنام مولانا سعد صاحب

مورخہ ۱۲ / شوال ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۱۷ / جولائی ۲۰۱۶ء

باسمہٖ تعالیٰ

محترم ومکرم! حضرت مولانا محمد سعد صاحب وفقنا الله وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

یہ تحریر خالصتاً لوجہ اللہ دعوت کی عظیم محنت اور امت کی خیر خواہی میں لکھی جارہی ہے۔

گزشتہ چند مہینوں سے جو احوال مرکز نظام الدینؒ میں پیش آرہے ہیں ان سے تمام کام کرنے والے احباب اور امت کا درد رکھنے والے تمام مسلمان بے چین وغم زدہ ہیں، مضطرب اور دعا گو ہیں۔ ان احوال سے کام کا اور نظام الدین کا سو سال کا تقدس پامال ہو رہا ہے۔

اس سارے فساد کو یہ رخ دیا جارہا ہے کہ یہ دو افراد اور ان کے حامیوں کے درمیان قیادت کی لڑائی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نہج اور موقف کا مسئلہ ہے جس کو ایک عرصہ سے حل کرنے کی کوششیں ہم نے کیں مگر آپ کے حمایتی لوگوں نے اس مسئلہ کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیا جو شدت اور طاقت کے استعمال سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں اور دھمکیاں دے رہے ہیں کہ جو نہیں مانیں گے تو انھیں ماریں گے۔

<u>بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے زمانے کے پرانے یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح شوریٰ کے تحت کام چل رہا تھا اسی طرح کام چلے اور آپ کے حمایتی چاہتے ہیں کہ آپ کی امارت</u>

قائم ہو۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا ایک خط مکاتیب میں سے ہم ساتھ رکھ رہے ہیں (مکاتیب حضرت مولانا الیاس صاحب، مرتبہ مولانا علی میاں صاحب کا آخری مکتوب) جس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا محمد الیاس صاحب یہ چاہتے تھے کہ آئندہ یہ کام شوریٰ کی ماتحتی میں چلے، کسی فرد کے ذریعہ کام کے چلنے پر مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو اطمینان نہیں تھا کوئی بھی فرد کمزوریوں سے خالی نہیں ہے۔ اور انحطاطِ زمانہ کے ساتھ یہ کمزوریاں بڑھتی جارہی ہیں اس کا حل مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے نزدیک ایک جماعت کا وجود ہے۔ جس کی رہبری وقیادت میں یہ کام چلے۔ ہم سب کا اور ملک کے مختلف صوبوں کے پرانوں کا اور اسی طرح ممالک کے پرانوں کا یہی ذہن ہے۔

آپ نے چند باتیں ایسی شروع کی ہیں جو ہمارے پچھلے حضرات کے دور میں نہیں تھیں اور جن کی طرف آپ کو بار بار متوجہ کیا جاچکا ہے ان کی بنا پر ہمارا وحدتِ کلمہ متاثر ہورہا ہے اور کام دو رخ پر جارہا ہے۔ ہر صوبہ میں اختلاف ہے اور مسجد مسجد میں اختلاف کے آثار شروع ہو چکے ہیں۔ خدانخواستہ آئندہ وہ خطرہ پیش نہ آجائے جس سے مولانا محمد الیاس صاحبؒ متنبہ کر کے گئے تھے کہ اگر اس کام میں بے اصولی کی گئی تو جو فتنے صدیوں میں آنے والے ہیں وہ دنوں میں آجائیں گے جس کے آثار شروع ہو چکے ہیں۔

دوسرے آپ بیانات میں ایسی بہت سی باتیں کرتے ہیں جو سلف اور جمہور علماء کے مسلک کے خلاف ہوتی ہیں اور آپ کے ساتھی ان باتوں کو نقل کرتے ہیں، اس پر علماء کو تشویش ہے کہ یہ کام کس رخ پر جارہا ہے۔ حالانکہ ہمیں مسلک ومسائل میں جمہور علماء کے تابع ہونا چاہئے، دینی شعبوں اور دینی شخصیات پر آپ کی تنقید ہوتی ہے حالانکہ ہمارے کام میں کسی کی تنقید، تنقیص اور تردید سے حضرات نے منع فرمایا ہے۔ ہمارے حضرات سب کو ساتھ لے کر چلے ہیں۔ اہل حق کے تعاون، تائید اور دعا کی ہمیں ہمیشہ ضرورت ہے۔

آخر میں ہماری عرض یہ ہے کہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ پر اللہ پاک نے کام کا

القاء فرمایا، مولانا محمد یوسف صاحب نے اس کام کے ہر ہر جز کی قرآن و حدیث اور واقعات صحابہؓ سے تشریح فرمائی، مولانا انعام الحسن صاحب نے اسی کو مرتب اور منضبط فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں کہ کام اسی نہج پر ”لکیر کے فقیر“ بن کر کرتے رہیں اور اگر کسی اضافہ کی ضرورت ہو تو تینوں ملکوں کی مشترکہ شوریٰ کے اجماع سے ہو۔

ہم اپنی عمر کی آخری منزل میں ہیں، ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ صورتِ حال سے ہم راضی نہیں ہیں اس لیے ہم اس سہ ماہی مشورہ میں حاضر نہیں ہو رہے ہیں جس طرح کام شوریٰ کے تحت چل رہا تھا اسی طرز پر کام کو رکھنا چاہتے ہیں ورنہ ہم اور ملک کے پرانے آپ کے ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ اپنے علاقوں میں کام کرتے رہیں گے۔ دعوت ہماری زندگی کا مقصد ہے اور تبلیغ ہماری زندگی بھر کا کام ہے اور نظام الدین ہمارا گھر ہے۔ جب صورت حال ٹھیک ہو جائے گی تو ان شاء اللہ ہم ضرور حاضر ہو جائیں گے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پوری دنیا میں عموماً اور ہمارے ملک میں خصوصاً ہر جگہ کام کرنے والے کام کا فکر چھوڑ کر اپنی ہر مجلس میں نظام الدین کے احوال پر مذاکرے کر رہے ہیں۔ ہر مجلس کا موضوع گفتگو نظام الدین بنا ہوا ہے۔ اللہ پاک ہمیں اس الجھن سے نجات عطا فرما کر کام کی فکروں کے رخ پر واپس ڈال دے۔ آمین

فقط والسلام

منجانب:

۱۔ مولانا اسمعیل صاحب، گودھرہ
۲۔ مولانا عبد الرحمٰن صاحب، رویانہ (بمبئی)
۳۔ مولانا عثمان کاکوسی صاحب
۴۔ جناب فاروق احمد صاحب، بنگلور
۵۔ جناب محمد محسن عثمانی صاحبؒ، لکھنو

۶۔ پروفیسر ثناء اللہ خان صاحب، علی گڑھ

۷۔ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب، مدراس

نقل برائے:

۱ جناب حاجی عبدالوہاب صاحب

۲ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب

۳ حضرت مولانا ابراہیم صاحب

۴ حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب

۵ حضرت مولانا زہیر الحسن صاحب

خط نمبر ۱۵

مولانا زہیر الحسن صاحب کی وضاحتی تحریر امارت کے الزام کے سلسلہ میں

مورخہ ۱۲ر شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ، مطابق ۱۸ر جولائی ۲۰۱۶ء

باسمہ تعالیٰ

مکرمین ومحترمین جملہ احباب تبلیغ! وفقنا لله وایاکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ! کام کرنے والے مختلف احباب نے مختلف اوقات میں بندے سے یہ سوال کیا اور وضاحت چاہی کہ کیا بندہ امیر بننے کی خواہش رکھتا ہے اور امارت کا طلب گار ہے اور نظام الدین میں موجودہ نزاع کا سبب طلب امارت ہے؟

اس سلسلہ میں بندہ یہ عرض کرتا ہے کہ میں نے نہ تو امارت چاہی اور نہ اس کا کبھی مطالبہ کیا اور میں یہ کیسے کرسکتا ہوں جب کہ میرے والد مرحوم حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ نے زندگی بھر کبھی نہ امارت کا دعویٰ کیا اور نہ اس کا مطالبہ کیا بلکہ وہ ہمیشہ مقامی مشورہ اور عالمی شوریٰ کے تابع رہے تو پھر میں یہ جرأت کیسے کرسکتا ہوں؟ میں تو اپنے بزرگ ساتھیوں کا ایک رفیق ہوں اور عالمی شوریٰ کے ماتحت ان کے مشورہ سے کام کرنا اور زندگی اس کام میں گزارنا چاہتا ہوں اور اپنے بزرگ ساتھیوں کی طرح یہ چاہتا ہوں کہ دعوت کا یہ مبارک کام شوریٰ کے ماتحت ہو اور بزرگوں کے نہج پر چلے۔ اللہ مجھے یہ توفیق مرحمت فرمائے اور تمام احباب کو قبول فرمائے۔ آمین

والسلام

بندہ محمد زہیر الحسن

تبلیغی مرکز بنگلہ والی مسجد، حضرت نظام الدین، نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳

خط نمبر ۱۶

پڑوسی ملک کی حج کے موقع پر علاحدہ قیام کی اطلاعی تحریر بنام حضرات شوریٰ

بنگلہ والی مسجد

مورخہ ۱۸ ؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۲۳؍ جولائی ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمین بندہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب، مولوی محمد ابراہیم صاحب، مولوی احمد لاٹ صاحب، مولوی سعد سلمہ و مولوی زہیر الحسن سلمہٗ !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ خیر و عافیت سے ہوں گے اور اجتماعیت کے ساتھ ایک دوسرے کی محبت دل میں رکھتے ہوئے دین کی سرسبزی اور اعلاء کلمۃ اللہ کی محنت میں شب و روز کوشاں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر ساری دنیا کی ہدایت کا فیصلہ فرمادے۔ آمین

امسال حج کے سفر کے سلسلہ میں کچھ حالات کی بنا پر تینوں ملکوں کا یکجا قیام دشوار ہے اس بنا پر ہمارے ہاں کے ساتھیوں نے باہمی مشورہ و اتفاق رائے سے یہ طے کیا ہے کہ جو اَحباب ہمیں حج پر لے جارہے ہیں یعنی پاکستانی حجاج کو لے جانے والے ہمارا قیام و طعام منیٰ و عرفات کا قیام سب انھیں کے ساتھ ہو، ملکی قوانین کا بھی کچھ یونہی تقاضہ ہے اور آپ حضرات کا اپنے ملک والوں کے ساتھ! باقی محنت تمام ممالک سے آئے ہوئے حجاج کرام میں سبھی کریں، ان کو اپنے پاس بھی بلائیں خود بھی ان کے پاس جائیں اس لیے کہ ہر ہر فرد پر پوری امت کی ذمہ داری ہے اور پوری ہی امت پر ہر ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

ان شاء اللہ طرفین کے لیے اس میں خیر ہوگی۔

احباب کی خدمت میں سلام مسنون

فقط والسلام

بندہ محمد عبدالوہاب عفی عنہ

خط نمبر ۱۷

ملک کے چند پرانے اکابرین حضرات کا خط اپنے موقف کے اظہار میں

مورخہ ۲۵ رشوال ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۳۰ رجولائی ۲۰۱۶ء

(چونکہ یہ خط لمبا ہے اس لیے خط کا مضمون سمجھنے میں آسانی

ہو اس خط کو ۷ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذمہ دارانِ دعوت وتبلیغ اور ہمدردانِ ملت کے نام!

دو باتوں کی وضاحت:

پہلی بات اللہ تعالی کے سامنے ہر ہر لفظ کا حساب دینے کے دھیان کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ نظام الدین کی چہار دیواری سے تبلیغ میں لگنے کے پہلے دن سے جو تعلق اور جو محبت اور اس جگہ کا جو احترام تھا الحمدللہ ہم ان ساری چیزوں میں ترقی پاتے ہیں اور اسی عقیدت ومحبت کے ساتھ جینا اور اسی پر مرنا اللہ سے مانگتے ہیں، اس لیے کہ نظام الدین ایسی جگہ ہے جہاں اللہ کے دین کے لیے منوں آنسو بہائے گئے اور سیکڑوں اللہ والوں کی ہڈیاں گھلی ہیں، تاکہ قیامت میں ہم ان کو منھ دکھانے کے قابل رہیں اور ان کے ساتھ ہمارا حشر ہو۔

دوسری اس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ روئے زمین پر بسنے والے کسی بھی ایمان والے کی ذات سے ہمارا کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے۔ ہر ایمان والے کا حسب مراتب احترام، محبت اور عظمت ہمارے دلوں میں ہے۔ ان دونوں باتوں کے ساتھ ساتھ کچھ حقائق بھی پیشِ نظر رہیں تاکہ کوئی دھوکہ میں نہ رہے کہ نظام الدین میں کام کی کیا بنیادیں ہیں؟ اور

کس طرح ان کو متزلزل کیا گیا۔

روزِ اوّل سے کام کی قائم کردہ بنیادیں:

پہلے دن سے نظام الدین میں کام کی جو بنیادیں قائم کی گئی ہیں وہ کوئی ذہنی اختراع نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور سیرت صحابہ اور اپنے زمانے کے علماءِ ربانیین کی رہبری اور معیت میں قائم کی گئی ہیں کہ دنیا کے ہر انسان کو پورا دین اپنی حقیقت کے ساتھ ملے، اسی لیے چھ صفات کی محنت ہے، جس کے بغیر دین کا مکمل طور پر زندگیوں میں آنا اور دینی اعمال میں حقیقت پیدا ہونا محال ہے اور یہ صفات کسی بھی زندگی میں اس وقت تک نہیں آسکتیں جب تک کہ اس کو اعمالِ نبوت سے نہ گزارا جائے، جو دعوت، تعلیم، عبادت اور اخلاق ہیں۔ اب ان اعمال میں پوری امت کو لگنے کے لیے دو میدان تجویز کیے گئے ہیں، ایک نقل وحرکت اور ایک مقامی محنت جو ہجرت اور نصرت کے بہت زیادہ قریب ہے اور محنت کے اس رخ کی قبولیت کے لیے اخلاص کے ساتھ ساتھ مشورہ اور اجتماعیت ہے۔ یہ بنیادیں اور یہ محنت نہج نبوت کے بہت زیادہ قریب ہے، اسی لیے مولانا الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کام کو کارِ نبوت یقین کرتا ہوں اور اس محنت میں ہر خاص وعام کو شریک کیا جائے۔ یہاں تک کہ شرابی کبابی کی خوشامد کر کے گلے لگایا جاوے اور ہر ایمان والے کی تمام تر کمزوریوں سے نظر ہٹا کر اور اس کی صلاحیتوں کی قدر دانی کرتے ہوئے نرمی، خیر خواہی اور محبت کے جذبے سے جان ومال لگوایا جائے۔ خصوصیت کے ساتھ علماء، مشائخ اور تمام دینی شعبوں میں چلنے والے حضرات سے بڑے ادب کے ساتھ یہ درخواست کی جائے کہ اپنے اپنے شعبوں میں رہتے ہوئے حسبِ سہولت تعاون فرمائیں، ورنہ تائید اور دعا کے ذریعے کام کو تقویت پہنچائیں، یہی نظام الدین کی بنیادیں ہیں اور پہلے دن سے کام کو اسی رخ پر اٹھایا گیا ہے۔ مولانا الیاس صاحبؒ کے ملفوظات، مکتوبات اور ان کی دینی دعوت اور اس محنت میں مولانا کے تربیت یافتہ اور معتمد علیہ

مولانا یوسف صاحبؒ اور مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی باتوں، تحریروں اور ان کی رفاقت میں زندگیاں کھپانے والوں سے ہم نے یہی بنیادیں سمجھی ہیں۔

لیکن کس طرح ان بنیادوں کو متزلزل کیا گیا:

کچھ سالوں سے اصل بنیادوں کو امت میں قائم کرنے پر طاقت لگانے کے بجائے الجھن کی باتیں شروع کر دی گئیں۔ کبھی مجمع کو اسباب کے نام سے الجھایا کہ اللہ کے یقین کے ساتھ بھی اس میں لگنا، یہ بھی شرک ہے، جس کی وجہ سے بہت سے بیماروں نے علاج چھوڑا، کئی ایک نے اپنی مشغولیتیں چھوڑیں اور تکلیف میں پڑ گئے۔ کبھی کتاب کے نام پر الجھایا، کبھی مسجد کی آبادی کے نام پر الجھایا، کبھی گشتوں کے غلط مفہوم بیان کر کے صحابہؓ کے واقعات کا غلط استدلال کر کے الجھایا، کبھی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے تیس سالہ دور دعوت کو تنظیم کے نام سے الجھایا اور مجمع کے سامنے یوں کہا گیا کہ مولانا الیاس صاحبؒ اور مولانا یوسف صاحبؒ کے زمانے میں کام ہوا، بعد میں کام نے تنظیم کی شکل اختیار کر لی جس کا مضر اثر یہ ہوا کہ عملہ کی زبان پر یہ بات آنے لگی کہ مولانا انعام الحسن صاحبؒ ان دونوں بزرگوں کی دعوت کو سمجھ ہی نہیں سکے اور تیس سالہ دور برباد کر دیا اس کے علاوہ کبھی پرانوں کی نئے لوگوں کے سامنے تذلیل کر کے الجھایا اور کبھی تمام کام کرنے والے ساتھیوں کو متہم کیا خصوصاً پروفیسروں کو متہم کیا کہ انہوں نے کام کو تنظیم بنا دیا اور نئے مجمع کے سامنے پرانوں کے اعتماد کو مجروح کیا اور عرب وعجم کے پرانوں کی انتہائی کوشش کے بعد جب پانچ افراد پر مشتمل نظام الدین کی شوری اور ۱۳/افراد پر مشتمل تینوں ملکوں کی مشترکہ شوریٰ وجود میں آئی، اس کو بھی تسلیم نہ کر کے الجھایا اور ہر جگہ آپس میں ٹکراؤ کی شکلیں قائم کی گئیں۔ ان الجھنوں کی وجہ سے مجمع میں ٹوٹ پھوٹ اتنی بڑھی کہ کئی مرتبہ نظام الدین میں شور شرابا اور مار پیٹ اور خون خرابہ ہوا لیکن پوری طرح مجرمانہ خاموشی رہی کہ جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہو رہا ہے اور اسی طرح کبھی پورے مجمع کے سامنے علماء کرام کو نکما، علماء سوء

اوران کی تنخواہوں کو بازاری عورت کی کمائی سے زیادہ بدتر بتلایا گیا اور دینی تمام کاموں کو اور تمام دینی شعبوں کو رواجی بتلایا گیا سوائے موجودہ دعوت کی شکل کے، کہ یہی عین سنت ہے اور اس کے علاوہ ساری شکلیں رواجی ہیں جس سے صرف رواج پھیل سکتا ہے دین نہیں پھیل سکتا حالانکہ پوری دنیا میں جتنا دینی فیض ہے وہ تمام مدارس دینیہ کا ہے اور مولانا الیاس صاحب، مولانا یوسفؒ اور مولانا انعام الحسنؒ اسی سرچشمہ سے فیض یاب ہوئے ہیں اور پوری دنیا میں عمومی سطح پر جو دینداری نظر آرہی ہے وہ تمام دینی شعبوں ہی کی برکت ہے جس میں یہ دعوت و تبلیغ کی محنت بھی شامل ہے، اس لیے کہ ہر شعبہ سے جو کام متعلق ہے پوری یکسوئی سے اس میں لگا ہوا ہے جہاں تک کمزوریوں کی بات ہے تو دورِ نبوت سے دوری ہونے کی وجہ سے کوئی شعبہ کمزوری سے خالی نہیں ہے۔

موجودہ حالات میں کام میں چلنے والے مجمعوں کے اقسام:

اب ان باتوں کو تفصیل اور تسلسل کے ساتھ نظام الدین کے ممبر سے کہنے کی وجہ سے سننے والا مجمع ایک محدود ذہنیت بنا کر کام میں چل رہا ہے اور ناسمجھی کی وجہ سے حق اور اہل حق سے دور ہوتا جارہا ہے۔ جس سے اہل بصیرت یہ محسوس کر رہے ہیں کہ کہیں یہ فرقہ کی شکل اختیار نہ کرلے، جس کی وجہ سے پوری دنیا میں ہمارا مجمع چند حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔ ایک بڑا مجمع وہ ہے کہ جس کی ذہنی سطح اتنی ہے کہ ان باتوں سے کام کے نفع اور نقصان کو سمجھ ہی نہیں رہا ہے اور ہر صحیح وغلط بیان پر بگل بجارہا ہے جو صرف شخصیت پرستی ہی کا اثر ہے۔ دوسرا مجمع وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ یہ باتیں نقصان دہ ہیں لیکن خاموش ہے۔ تیسرا مجمع وہ ہے جو اندر اندر بے چین ہے اور گھٹ رہا ہے۔ چوتھا مجمع وہ ہے جو اس غلط رخ کو صحیح کرنے کے بجائے اپنے انجام سے بے خبر ہوکر چمٹا ہوا ہے۔ پانچواں مجمع وہ ہے جو اس غلط رخ کے ساتھ چمٹے رہتے ہوئے اور اس کی وکالت اور دلالی کرتے ہوئے اپنے آپ کو اور پورے مجمع کو اسی میں جھونکنے میں لگا ہوا ہے،

حالانکہ میت کا حل صرف دفن کرنا ہی ہے، اس میں لالی پوڈر اور پھول ہار کے ذریعے بھی روح نہیں ڈالی جا سکتی ہے۔

ان ساری کمزوریوں کی ایک وجہ تو نظام الدین کا ہوا ہے اور دوسری وجہ شخصیت پرستی ہے، حالانکہ کسی جگہ کی کوئی بات اور ترتیب نہیں ہوتی ہے نہ مکہ، مدینہ کی اور نہ ہی بستی نظام الدین کی۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کی حیثیت کو اپنے مقام سے آگے بڑھانے کے نتیجے میں گمراہیاں وجود میں آتی ہیں جس کی شہادت درگاہیں دے رہی ہیں کہ اس کے نتیجے میں کروڑوں انسان گمراہ ہوئے ہیں۔

بات اور ترتیب صرف اللہ اور اس کے رسول ہی کی ہوتی ہے، اور اسلام میں شخصیت پرستی کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ انسان کے گمراہ ہونے میں سب سے بڑا سبب شخصیت پرستی ہے، کہ اندھی عقیدت میں صحیح اور غلط دونوں کو قبول کیا جائے، یہود و نصاریٰ اور سارے گمراہ فرقے اسی شخصیت پرستی ہی سے وجود میں آئے ہیں۔

کسی شخصیت کے احترام اور عقیدت میں صرف حق بات ہی قبول کرنے کی اجازت ہے اس لیے کہ کوئی بھی آدمی نفسانیت اور غلطی سے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا سوائے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے، کہ ان کی زبانوں سے اللہ کی تربیت اور حفاظت کی وجہ سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور صحابہ کرامؓ کی شخصیات کو اللہ نے اپنی رضا کی مہر لگا کر ان کو معیارِ حق بنا دیا ہے۔ اس لیے کسی آدمی کو یہ حق نہیں ہے کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہی حق ہے۔ اس لیے کسی بھی جگہ کے ہوّے سے اور شخصیت پرستی کے تاثر سے نکل کر آدمی کو حق کے سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور پورے عالم میں لے کر پھرنے کے لیے حق طریقہ پر مجتمع ہونا چاہیے اور افتراق سے بچنا چاہیے، کیونکہ افتراق اس امت کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ اس لیے ہر کام کو حق طریقہ پر کرنا ہی اللہ کی رضا اور جنت کا راستہ ہے اور حق کام کا ناحق طریقہ پر کرنا اللہ کی ناراضگی اور جہنم

کا راستہ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے اور قیامت کے دن کسی بھی آدمی کا یہ عذر قبول نہیں ہوگا کہ یہ باتیں اور یہ کام کسی آدمی کے کہنے یا کرنے کی وجہ سے کیا تھا۔ اس لیے ہر کام کرنے والے کو حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث یاد رکھنی چاہیے، سمجھنی چاہیے اور اس کے دھیان کے ساتھ زندگی گزارنا چاہیے کہ ہماری تمام تر جانی و مالی طاقتیں حق طریقہ سے لگتی رہیں اور اسی پر ہماری موت آجاوے جس میں حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن اول وہلہ میں جن لوگوں سے جہنم بھڑکائی جائے گی وہ پوری زندگی علم کی خدمت کرنے والے، اپنے مالوں کو بے دریغ خیر کے کاموں میں خرچ کرنے والے اور پوری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ میں لگتے ہوئے زندگی کا آخری لمحہ اور اپنے خون کا آخری قطرہ اس پر بہانے والے ہوں گے لیکن حق کے اتنے بڑے کام ناحق طریقہ سے کرنے کی وجہ سے یہ انجام ہوگا۔

اس لیے اپنی، اپنے خاندانوں کی اور امت کی تمام تر صلاحیتوں کو مفاد پرستوں کے ہاتھوں سے بچاتے ہوئے مخلصین کے راستے سے اپنی آخرت اچھی سے اچھی بنانے کی فکر کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوجاوے، اللہ کی آخری ملاقات میں برکت ہوجائے، قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت اور آپ کے حوض پر ورود مسعود ہوجاوے اور حضور ﷺ یہ فرمادیں کہ یہ ہمارے ہیں اور ہمارا کام کرکے آئے ہیں۔

چھٹا مجمع وہ ہے جو اس غلط رخ کو صحیح کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیت اور توانائی صرف کررہا ہے اپنی جان پر کھیل کر۔

اظہارِ موقف: اس غلط رخ کو صحیح کرنے کے لیے اور نظام الدین کی بنیادوں کی حفاظت اور ترقی کے لیے تمام تر کوششیں کی گئیں، لیکن اس میں پوری طریقہ سے ناکامی رہی اور آئندہ کے لیے بھی کامیابی کی کوئی امید نہیں رہی۔ اب ایک طریقہ تو یہ تھا کہ اس غلط رخ کے ساتھ چل کر اور تعاون کرکے حق کی تائید کے بجائے ناحق کی تائید کرتے رہیں تاکہ فتنہ نہ ہو مگر اس مداہنت

سے صحیح چیز دنیا میں عام ہونے کے بجائے غلط چیز عام ہونے میں ہماری جان و مال لگتا۔اس لیے مجبوراً ساتھیوں نے یہ طے کیا کہ اپنی تمام تر جانی و مالی صلاحیت اورامت کی جانی اور مالی صلاحیت صحیح لگنے کا راستہ تلاش کیا جائے۔اس کے لیے نہ کوئی نیا مرکز قائم کرنے کا ارادہ ہے ،نہ کام کرنے والوں کو آپس میں لڑانا ہے، نہ امت کو دھوکہ دینا ہےاور نہ کوئی نئی جماعت بنانی ہے۔نظام الدین کی اصل بنیادوں کونظام الدین میں موجودہ عملی ڈھانچہ کے ساتھ کبھی بھی زندہ نہیں کیا جاسکتا لہذا ہم نے اللہ کے سامنے محاسبہ کے دھیان کے ساتھ یہ طے کیا ہے کہ اپنے آپ کواور عملہ کوالجھن کی باتوں، الجھن کے کاموں اورالجھن کی جگہوں سے دور رکھیں گے ہم اپنے علاقے کے عملہ اور کام کوالجھن کے حوالے نہ کریں گے۔ جب معمولی قیمت کی گاڑی نااہل ڈرائیور کے ہاتھ نہیں دی جاتی کہ اس میں سواری اور سواروں کا خطرہ ہے،اور یہاں تو امت کے دین اور آخرت کا مسئلہ ہے۔اس لیے اپنے آپ کواوراپنے عملہ کوکام کی صحیح بنیادوں پرڈالیں گے،ان شاءاللہ۔

کام کی صحیح بنیادیں:

مقامی محنت میں اپنے آپ کواورعملہ کورسمیت سے بچاتے ہوئے کام کی بنیادوں کے ساتھ لگایا جائے۔ایسے ہی باہر کی نقل وحرکت میں ہر جماعت اپنی مسجد سے صرف کام کی ضرورت کے علاقے میں جانا ہواورنقل وحرکت کی جو بنیادیں ہیں اس کی رعایت کے ساتھ وقت لگائیں۔اسی کی ہدایات ہوں اوراسی کی کارگزاری اپنی اپنی مسجدوں میں لی جائے۔اس لیے کہ ساری جماعتوں کے باوجود ہندوستان میں اسّی فیصد علاقہ بنجر ہے۔

مقامی اور بیرونی محنتوں کی بنیاد یں یہ ھیں:

اولاً اس محنت میں آنے والے ہرفرد کی تربیت ہواور تربیت یہ ہے کہ دل کا رخ

اللہ تعالیٰ کی طرف، اس کے حکموں کی طرف، آخرت کی طرف ہو جائے اور پوری زندگی حضور ﷺ کے طریقوں میں ڈھل جائے۔ ہر ایک محنت کرنے والے کا فکر دعوت کا بنے اس کے لیے کرنے کے سارے انفرادی اور اجتماعی اعمال سمجھائے جائیں اور بچنے کے سارے کام سمجھائے جائیں، اس لیے کہ کرنا اور بچنا یہی تربیت کی بنیاد ہے۔

دوسری بنیاد یہ ہے کہ ہر فرد امت کو توحید، رسالت اور آخرت سمجھا کر اپنے غلط ماحول سے نکال کر مسجدوں کے ماحول میں آنے اور نقل وحرکت کے لیے ان کو تیار کیا جائے اس لیے کہ نقل وحرکت کے میدان میں آئے بغیر اور صحابہ کرامؓ کی سیرت کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے بغیر اپنی دینی کمزوری کا احساس پیدا نہیں ہوگا۔

تیسری بنیاد ہر فردِ امت کا تعلق مسجد کے راستے سے اعمال دعوت کے ساتھ کیا جائے اور ان بنیادوں پر قابو پانے کے لیے اپنی تمام تر توانائیوں کو لگاتے ہوئے اپنے آپ کو اتنا تھکائے کہ اللہ کو پیار آجائے۔

چوتھی بنیاد یہ ہے کہ ہماری محنت سے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ کی مشیت اور ارادہ شامل نہ ہو جائے اس کے لیے راستہ صرف آہ وزاری ہی کا ہے۔ اس لیے ہر جماعت اور مقامی عملہ رات کا معتد بہ وقت لے کر نماز، دعا اور آہ وزاری میں لگائے اس لیے کہ اس محنت کی بنیاد دعوت اور دعا ہے، لیکن جہالت، غفلت، بداخلاقی اور من مانی کے ساتھ نہیں، بلکہ علمِ نبوت اللہ کے ذکر وتعلق، اخلاق اور قربانی کے ساتھ لگائے، قربانی ملنگ بننے اور گھر وکاروبار چھوڑنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ کے حکم اور دعوت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اپنی من مانی کو چھوڑنا ہے اور دین ودعوت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے دینوی تقاضوں کو پیچھے کرنا ہے۔ اسی کا نام مجاہدہ اور قربانی ہے جس پر اللہ کی طرف سے ہدایت میں ترقی ہوتی رہنے، اور اللہ کے خزانے سے حلال روزی کے آنے اور مشکل حالات حل ہو کر عافیت کے آنے اور دعاؤں میں قبولیت

کی شان پیدا ہونے کا یقینی وعدہ ہے، جس سے ہمارے اور پوری امت کے تمام مسائل حل ہوں گے جس طرح صحابۂ کرامؓ کے مسائل حل ہوئے۔ اس لیے ان تمام بنیادوں کو سمجھنے اور پورے عملہ کو سمجھانے میں پوری طاقت لگانا چاہیے، کیونکہ صرف نقل وحرکت تو ایک ظرف اور برتن ہے اور ظرف اور برتن کی قیمت مظروف کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسے انسان کی قیمت ایمان اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔

آخری بات: آخری بات یہ ہے کہ جب تک اپنے آپ کو عمومی محنت میں صحیح وقت لگا کر اپنے اندر کام کی اہلیت اور صلاحیت اور امانت داری اور اسی طرح اپنے اطراف کے عملہ کو عمومی محنت میں اچھا وقت لگوا کر صلاحیت اور امانت داری کا اطمینان اور پائیدار ضمانت نہ ہو جائے۔ (عادۃ اس کے بغیر یہ خوبیاں آدمی میں پیدا نہیں ہوتیں) اور اکابر ثلاثہ (مولانا الیاسؒ، مولانا یوسفؒ اور مولانا انعام الحسنؒ) نے جو اس کام کو قرآن، حدیث، سیرت صحابہؓ اور علماء ربانیین کی رہبری اور معیت میں چالو فرما کر اسی پر قائم رکھا تھا، آئندہ بھی اسی فکر اور نہج پر چلتے رہنے کی، اس عظیم کام کا صحیح فکر اور درد رکھنے والوں کے باہمی فکر اور مشورے سے کوئی مضبوط حل اور شکل قائم نہ ہو جائے، اس وقت تک ہمارے کام کا یہی موقف رہے گا۔

منجانب:

۱ مولوی اسمعیل صاحب، گودھرہ	۲ ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب، علی گڈھ
۳ مولوی عثمان کاکوسی صاحب	۴ جناب محمد محسن عثمانی صاحبؒ، لکھنو
۵ مولوی عبدالرحمٰن صاحب، رویانہ (بمبئی)	۶ پروفیسر ثناء اللہ خاں صاحب، علیگڈھ
۷ بھائی فاروق صاحب، بنگلور	۸ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب، مدراس

نقل برائے: ۱۔ مولانا یعقوب صاحب ۲۔ مولانا ابراہیم صاحب

۳۔ مولانا احمد لاٹ صاحب ۴۔ مولانا سعد صاحب

۵۔ مولانا زہیر الحسن صاحب ۶۔ مولانا ابوالقاسم صاحب

۷۔مولانا ارشد مدنی صاحب　۸۔مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی

۹۔مفتی سعید صاحب پالنپوری　۱۱۔مولانا سلمان سہارنپوری صاحب

۱۲۔شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب ۱۳۔مولانا طلحہ صاحب سہارنپوری

۱۴۔مفتی احمد خانپوری صاحب　۱۵۔مولانا ابراہیم پٹنی صاحب

۱۶۔مولانا محمود مدنی صاحب　۱۷۔مولانا رابع صاحب

۱۸۔مولانا سلمان ندوی صاحب　۱۹۔مولانا سلمان منصور پوری صاحب

۲۰۔جناب حکیم کلیم اللہ صاحب　۲۱۔بھائی عبدالوہاب صاحب واہل شوری

۲۲۔مولانا طارق جمیل صاحب　۲۳۔مولانا سلیم اللہ خان صاحب

۲۴۔مفتی تقی عثمانی صاحب　۲۵۔مفتی رفیع عثمانی صاحب

۲۶۔مولانا عبدالرحمٰن پٹیل صاحب ۲۷۔مولانا زرولی صاحب

۲۸۔مولانا ربیع الحق صاحب　۲۹۔قاری زبیر صاحب

۳۰۔واصف الاسلام صاحب　۳۱۔مولانا زبیر احمد صدیقی

۳۲۔ڈاکٹر اسلم صاحب　۳۳۔مفتی رضوی صاحب

۳۴۔مولانا الطاف الرحمٰن　۳۵۔مفتی سعید احمد صاحب

۳۶۔مولانا ابوالفضل　۳۷۔مولانا حنیف جالندھری صاحب

۳۸۔فضیلۃ الشیخ فہد الثانی　۳۹۔فضیلۃ الشیخ فاضل بسونی

۴۰۔فضیلۃ الشیخ غسان زارع　۴۱۔فضیلۃ الشیخ عمر خطیب

۴۲۔فضیلۃ الشیخ بسام　۴۳۔ فضیلۃ الشیخ صالح العقبل

۴۴۔فضیلۃ الشیخ طٰہٰ عبدالستار　۴۵۔فضیلۃ الشیخ حسن نصر

۴۶۔فضیلۃ الشیخ عبدالمنعم　۴۷۔فضیلۃ الشیخ ابوالقاسم

۴۸۔فضیلۃ الشیخ بلال

خط نمبر ۱۸

ملک کے چند پرانے اکابرین حضرات کا خط بنام مولانا سعد صاحب و احباب جماعت ترتیب و تشکیل بنگلے والی مسجد

مورخہ ۲۵؍شوال ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۳۰؍جولائی ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت مولانا سعد صاحب واحباب جماعت ترتیب وتشکیل بنگلے والی مسجد!

وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے مزاج گرامی اچھے ہوں گے،عرض یہ ہے کہ نظام الدین سے ہمارے علاقوں میں بھیجی جانے والی اندرون وبیرون کی جماعتوں کا خوب اچھی طرح تفقد کر کے بھیجیں۔ جماعت اگر کمزور ہوگی اور کام سیکھنا چاہے گی یا مضبوط ہوگی اور صحیح نہج سے کام کرنا چاہے گی، تو ہر علاقے والے خوب استعمال کریں گے،خدمت کریں گے اور اپنے اپنے علاقہ کے ساتھیوں کو انکے ساتھ لگا کر آنے والی جماعتوں کی تعلیم وتربیت اور ان کا تعاون کر کے اپنے علاقے کے کام میں استحکام پیدا کریں گے اور اگر آنے والی جماعتوں کے ذہنوں میں کام کے بجائے صرف اختلاف،امارت کے تذکرے،مارکاٹ اور ہاتھ پیر توڑنے کی باتیں ہیں تو ایسی جماعتوں کو ہمارے علاقے میں نہ بھیجیں۔ایسی جماعتوں کا نہ استقبال کریں گے، نہ خدمت کریں گے اور نہ تعلیم وتربیت کرسکیں گے اس لیے کہ یہ تعلیم وتربیت کے لیے آتے ہی نہیں،ان کے ذہنوں میں فتنہ ہی ہوتا ہے گویا اسی کی ہدایت دے کر بھیجا جاتا ہے۔انتہائی فہمائش کے باوجود اپنی روش چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

بلکہ یہ جماعتیں مقامی کام کرنے والے ساتھیوں کو مقامی ذمہ داروں کے ساتھ ٹکرانے کی باتیں اور سازشیں ہی کرتی ہیں اور یہی باتیں عمومی مجمع میں بھی کرتی ہیں، پچھلے دنوں زیادہ تر ایسی ہی جماعتیں آئی ہیں۔ اگر کوئی ایسی جماعت آئے گی تو ہم اکرام کے ساتھ ان کو واپس کر دیں گے اور ان کے تعلق سے ایک پرچہ بھی لکھ دیں گے۔ لہٰذا جماعتوں کا صحیح تفقد کرکے انھیں صحیح ہدایات کے ساتھ بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ صحابۂ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے اور بروز محشر ان کے ساتھ حشر فرمائے۔

فقط والسلام

منجانب:

۱ مولوی اسمٰعیل صاحب، گودھرہ	۵ ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب، علی گڈھ
۲ مولوی عثمان کاکوسی صاحب	۶ جناب محمد محسن عثمانی صاحبؒ، لکھنو
۳ مولوی عبدالرحمٰن صاحب، رویانہ (بمبئی)	۷ پروفیسر ثناءاللہ خاں صاحب، علیگڈھ
۴ بھائی فاروق صاحب، بنگلور	۸ پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب، مدراس

خط نمبر ۱۹

مولانا ابراہیم صاحب کا خط اپنے موقف کے اظہار میں

مورخہ ۱۵/اگست ۲۰۱۶ء

باسمہٖ تعالیٰ

۱۲/ ۸/ ۲۰۱۶ کی شام بندے کی بنگلہ والی مسجد مرکز نظام الدینؒ سے گجرات واپسی کے سلسلہ میں مختلف خبریں گشت کررہی ہیں جو سراسر جھوٹی اور خلاف واقعہ ہیں۔اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اصل حقیقت کی خود ہی وضاحت کردوں۔

۱۔ امسال ۲۰۱۶ء ماہ رمضان سے اب تک بنگلہ والی مسجد مرکز نظام الدین میں جو واقعات پیش آرہے ہیں اور چند دن قبل خود میری موجودگی میں جو واقعہ پیش آیا، ان نامناسب واقعات سے اس مبارک کام کی شبیہ بگڑتی جارہی ہے اور کام کا برسوں کا تقدس پامال ہوتا نظر آرہا ہے، جس کی وجہ سے سارے عالم کے کام کرنے والے ساتھی، علمائے ربانیین اور مشائخِ عظام بہت مغموم اور پریشان ہیں۔موجودہ صورت حال کی وجہ سے کام کی اجتماعیت حد درجہ متاثر ہوئی ہے۔دوسری طرف بنگلہ والی مسجد میں ایک ایسے طبقہ نے حصار قائم کیا ہوا ہے جو غلط باتوں کو بھی صحیح باور کرانے کی کوشش کررہا ہے اور اصلاح کی کسی بھی کوشش کے لیے رکاوٹ بنا ہوا ہے، کام کے لیے یہ ایک خطرناک اور سنگین صورت حال ہے۔جس کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت مرکز میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور کام اپنے معمول پر چل رہا ہے یہ بات سراسر غلط اور حقیقت کے خلاف ہے۔

۲۔امسال عید الفطر کے بعد بندے نے طبیعت کی گھٹن کے باوجود بنگلہ والی مسجد جانے کا فیصلہ کیا، جانے سے پہلے طبیعت میں یہ خیال تھا کہ ان شاء اللہ جلد ہی باہمی مفاہمت کے ذریعہ مسائل حل ہوجائیں گے۔چنانچہ بندے نے موجودہ حالات کے

حوالے سے متعدد بار مولوی سعد صاحب سے براہ راست گفتگو کی لیکن افسوس کہ کوئی نتیجہ نہ نکل سکا، بلکہ میرے نظام الدین میں قیام اور روزانہ کے مشورے میں حاضر ہونے کی وجہ سے یہ بات چلائی جانے لگی کہ کام کی موجودہ ترتیب اور منہج کا حامی ہوں، ایسی صورت حال میں میرے لیے موجودہ وقت میں اس کام کے حوالے سے اپنے موقف اور نظریات کا اظہار نہ کرنا دین میں مداہنت سمجھی جائے گی اس لیے ذیل میں ساری دنیا کے کام کرنے والوں کے لیے اپنے موقف کی صاف لفظوں میں وضاحت کرتا ہوں۔

اس وقت دعوت کی اس مبارک محنت کا دائرہ ساری دنیا میں وسیع ہو گیا ہے۔ لاکھوں لوگ اس کام سے جڑے ہوئے ہیں، مختلف المزاج اور مختلف مسالک کے لوگ اس محنت سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنے وسیع اور پھیلے ہوئے کام کا بوجھ سنبھالنے کے لیے پرانے بزرگوں کی صحبت یافتہ ایک مستند جماعت کا ہونا ضروری ہے، جو تقویٰ وامانت داری، کام کے لیے خلوص وللّٰہیت اور محنت اور مجاہدے کے حوالے سے کام کرنے والوں کے درمیان متفق علیہ ہو، یہ جماعت باہمی مشورہ اور اجتماعیت کے ساتھ کام کو لے کر چلے اس کے بغیر کام کو صحیح رخ پر رکھنا مشکل ہے اور ساری دنیا کے کام کرنے والوں میں اجتماعیت دشوار ہے۔

اسی لیے حضرت مولانا زبیر الحسن صاحبؒ کی حیات ہی میں بعض اہم مسائل کے پیش آنے کے موقع پر میں نے متعدد بار حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی بنائی ہوئی شوریٰ میں عالمی سطح کے کچھ افراد بڑھانے کی بات رکھی تھی اور یہ درخواست پیش کی تھی کہ پیش آمدہ مسائل کا حل اسی میں ہے۔ آخری عمر میں حضرت مرحوم اس کے لیے تیار ہو گئے تھے لیکن اچانک ان کے وصال کا وقت آ گیا (غفر الله له و ادخله الجنة)۔ نیز حضرت مرحوم کے وصال کے بعد ہم نے پرانے کام کرنے والوں کے مشورے سے ایک تفصیلی مکتوب (خط نمبر ۱) مولوی سعد صاحب کو پیش کیا تھا جس میں کام کی موجودہ ترتیب اور نہج کے حوالے سے اپنے تشویش کا اظہار کیا تھا اور مسائل کے حل کرنے کے لیے شوریٰ کے قیام

کی بات رکھی تھی لیکن افسوس کہ کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا اور کام کی صورت حال بگڑتی ہی چلی گئی، پھر گزشتہ سال ماہ نومبر ۲۰۱۵ء میں دنیا کے پرانوں کی شوریٰ کی تکمیل کے بعد میں نے دوبارہ خود مولوی سعد صاحب سے گفتگو کی کہ آپ شوریٰ کو تسلیم کرلیں۔ ان شاء اللہ مسائل حل ہو جائیں گے لیکن انھوں نے تسلیم کرنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے ساری دنیا کا کام منتشر ہوگیا اور صورت حال نہایت سنگین ہوگئی اب بھی میرے نزدیک مسئلہ کا حل یہ ہے کہ اس شوریٰ کو تسلیم کرلیا جائے اور کام کے تقاضے شوریٰ کی اجتماعیت سے پورے کیے جائیں۔

کام کی ترتیب اور نہج کے حوالہ سے پچھلے تین ادوار میں جو طے شدہ امور ہیں ان کو اپنی اصل پر باقی رکھا جائے اور اگر ان میں کسی ترمیم یا اضافہ کی ضرورت ہو تو شوریٰ کی اجتماعیت کے بعد ہی اسے چلایا جائے، فی الوقت اجتماعیت کے متاثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ نئی باتوں اور نئی ترتیبوں کو شوریٰ اور پرانوں کے مشورہ اور اعتماد کے بغیر چلانا ہے۔

دین وشریعت کی تشریح اور توضیح سے متعلق یہ جماعت جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کی پابند ہے۔ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر میں جمہور مفسرین کی، حدیث کی تشریح میں جمہور محدثین کی اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے استنباط اور استخراج میں جمہور فقہاء کی رائے کے تابع ہے۔ جیسے پرانے تین ادوار میں ہمارے اکابر اس کے پابند تھے اس لیے کہ اس کے بغیر دین میں تحریف کا دروازہ کھل جائے گا۔

اس کام میں بیانات سے متعلق شروع ہی سے محتاط طریقہ اپنایا گیا ہے۔ غیر مستند باتوں، اجتہادات اور غلط استدلالات سے حد درجہ بچنے کی کوشش کی گئی ہے اسی لیے چھ صفات کے دائرہ میں رہ کر بیان کرنے کا مکلّف بنایا گیا ہے۔ کسی بھی آیت اور حدیث کی تشریح میں وقت کے مستند علماء سے استفادہ کا پابند بنایا گیا ہے۔

تردید، تنقیص، تقابل، عقائد ومسائل اور حالاتِ حاضرہ کے تذکروں سے ہمارے پرانے حضرات بچتے رہے ہیں اور کسی بھی دینی جماعت یا فرد پر تنقید اور تبصرہ سے

بچنا اس کام کا اہم اصول ہے لیکن موجودہ وقت میں بہت سے کام کرنے والے اہم ذمہ داران بیانات میں پرانے دائرے سے نکل رہے ہیں۔ خصوصاً سیرت صحابہؓ سے غلط استدلال، دینی جماعتوں کی تنقیص کثرت سے سننے میں آرہی ہیں۔ ان باتوں سے بندہ پہلے ہی دن سے راضی نہیں ہے اور متعدد بار اس سلسلہ میں توجہ بھی دلاتا رہا اور اپنے بیانات میں بھی مثبت انداز میں متنبہ کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن معاملہ جب حد سے تجاوز کر گیا اور میرے بنگلہ والی مسجد کے قیام کا لوگ غلط مطلب لینے لگے کہ بندہ کام کی موجودہ ترتیب اور روش سے راضی ہے، نیز بنگلہ والی مسجد کے موجودہ ماحول کی وجہ سے بندہ سخت گھٹن محسوس کرنے لگا تو کئی دنوں کے استخارہ کے بعد بندہ نے یہ فیصلہ کیا کہ کام کرنے والوں کے سامنے اپنے موقف کا صاف لفظوں میں اظہار کروں، جب حالات سازگار ہو جائیں گے تو بندہ کو دوبارہ حاضر ہونے میں ادنیٰ تامل نہیں رہے گا۔ میری گجرات واپسی فریق بن کر نہیں ہوئی ہے بلکہ کام کی حفاظت اور مداہنت سے بچنے کے لیے ہوئی ہے۔ مجھے بھی اللہ کے یہاں جواب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کام کی اور کام کرنے والوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

بندہ ابراہیم دیولا

مقیم حال: دیولا، ضلع بھڑوچ، گجرات

خط نمبر ۲۰

مولانا محمد یعقوب صاحب کا خط اپنے موقف کے اظہار میں

مورخہ ۲۳/ذی القعدہ ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۲۷/اگست ۲۰۱۶ء

باسمہٖ تعالیٰ

دعوت کا کام کرنے والے احباب کے نام

نظام الدینؒ میں بندہ تقریباً ۱۵/سال حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے ساتھ رہا اور ان کے بعد تقریباً ۳۰/سال مولانا انعام الحسن صاحبؒ کے ساتھ رہا۔ تقریباً پچاس سال کے اس طویل عرصہ میں ان دونوں حضرات کو قریب سے دیکھنے اور سفر حضر میں ساتھ رہنے کا موقع اللہ پاک نے نصیب فرمایا۔ ان دونوں حضرات کی ہدایات، رہبری اور نگرانی میں اس عالی اور مبارک کام کے کرنے کی اللہ رب العزت نے سعادت نصیب فرمائی۔ اس کی روشنی میں بندہ پوری دیانت داری سے یہ عرض کرتا ہے کہ کام اپنے نہج سے جس پر یہ حضرات ڈال کر گئے تھے، ہٹ چکا ہے اور پٹری سے اُتر چکا ہے۔

ہمارے یہ دونوں حضرات اگرچہ سب کے نزدیک متفقہ امیر تھے مگر کبھی انھوں نے امارت کا دعویٰ نہیں کیا، کبھی حکم کے انداز سے بات نہیں کی اور کبھی اپنی نہیں چلائی ہمیشہ اپنے کو مشورہ کے تابع رکھا اور کوئی بھی بات چلائی تو اپنے ساتھیوں کے اتفاق کے بعد چلائی۔ امیر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ہمیشہ مشورہ کے تابع رکھا۔ آج بات اُلٹ چکی ہے۔ امارت کا دعویٰ ہے اور جو نہ مانے اسے مجبور کر کے منوانے کی ترکیبیں کی جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں نظام الدین میں وہ انتشار برپا ہے جو گالی گلوج اور مار پیٹ کی حد تک پہنچ چکا ہے۔

نظام الدینؒ جوامت کی فکر، اپنی اصلاح اور آخرت بنانے کی جگہ تھی، جہاں آ کر ہر ایک ان صفات سے متصف ہوتا تھا۔ وہ ماحول مرکز نظام الدینؒ میں ختم ہو کر غیبت سوء ظن اور بہتان طرازی اور کام کو صحیح نہج پر لانے والوں کو زیر کرنے کی ترکیبیں بنانے کا ماحول بن چکا ہے۔ جس میں آ کر آدمی سدھرنے کی بجائے بگاڑ کی طرف جا رہا ہے جس سے کام کی روح ہی نکل گئی ہے۔ یہ ذہن بنایا جا رہا ہے کہ اطاعت کرو تو نجات ہے (چاہے اس کے بعد جو کچھ کرو کوئی حرج نہیں) اور اگر اطاعت نہ کرو، کسی بھی بات سے اختلاف کرو تو نجات نہیں ہو سکتی چاہے کتنے ہی مخلص ہو، کتنی ہی قربانی دو۔ اپنی اصلاح کی فکر، آخرت بنانے کی فکر اور دین اور اُمت کا غم حاصل ہونے کا جو ماحول نظام الدینؒ میں تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ اس کی جگہ اپنی چلانا، من مانی، دنیا طلبی اور جی حضوری کا ماحول قائم ہو چکا ہے۔ اسی مقصد کے لئے عمومی بیعت کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اگرچہ حضرت جی کی شوریٰ نے متفقہ طور پر بیعت کرنے سے منع کیا تھا۔ جس کی تحریر حضرت جی کی شوریٰ کے دستخط کے ساتھ موجود ہے۔

نئی نئی باتیں جو پچھلے دونوں حضرات کے دور میں نہیں تھیں وہ بغیر مشورے کے چلائی گئی ہیں.

ایک دعوت تعلیم استقبال ہے، یہ ایک نئی اصطلاح گھڑی گئی ہے جو ہمارے حضرات کے دور میں نہیں تھی اگرچہ اس کا نام اب بدل کے تعمیر مسجد رکھ دیا گیا ہے مگر کام وہی ہے اس سے روزانہ کی گھر گھر کی محنت اور عمومی گشت کی اہمیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

دوسرا خواص اور دیگر طبقاتی محنت کو روکنا، حالانکہ یہ کام دونوں حضرت کے دور میں ہوتا رہا۔ خواص اور دیگر طبقات پھر عمومی محنت کے ساتھ ہی جڑ جاتے تھے اور اس طرح اس کا نفع اظہر من الشمس ہے۔ طبقاتی کام کو روکنے کے لئے اور تعمیر مسجد کے عمل کو نافذ کرنے کے لیے نصوص سے غلط استدلال کیا گیا۔

تیسرا منتخب احادیث ہے کبھی مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے اشارۃً کنایۃً بھی اس کی تعلیم کا ذکر نہیں کیا۔ فضائل اعمال کو آہستہ آہستہ ختم کر کے اس کی جگہ پر منتخب کو لانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

چوتھے مستورات کے پانچ کام اسی طرح روزانہ نئے نئے شوشے چھوڑ کر کام کرنے والوں کے ذہن الجھائے جاتے ہیں۔

جو ان باتوں کو نہ چلائے اور جن علاقوں میں یہ باتیں نہ چلائی جائیں یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں نظام الدینؒ کی ترتیب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ صرف ایک فرد مولوی محمد سعد سلمہ کی چلائی ہوئی ترتیبیں ہیں۔

نظام الدینؒ کی ساری مجلسیں انھیں باتوں کی نذر ہو کر رہ گئی ہیں۔ ایک نیا ایسا عملہ جو ہمارے حضرات کا صحبت یافتہ نہیں ہے نظام الدینؒ میں قابض ہو چکا ہے جو آنے والوں کا ذہن روزانہ الجھاتا رہتا ہے کہ صوبہ کے ذمہ داروں کی مت مانو اس لیے کہ وہ نظام الدینؒ کی ترتیب نہیں چلاتے۔ جماعتوں کو بھی ہدایات دے کر روانہ کیا جاتا ہے کہ انھیں نئی ترتیبوں کو چلانا ہے اس لیے روانگی کی ہدایات نظام الدینؒ میں اور اجتماعات میں انھیں کی طے کی جاتی ہیں جو ان باتوں کو بیان کریں۔ اس سے ہر صوبہ میں اختلاف اور دو ذہن بن رہے ہیں۔ نئے یہ سمجھتے ہیں کہ پرانے ساتھی نظام الدینؒ کی نہیں مانتے اور پرانے احباب اس الجھن میں ہیں کہ یہ نئی نئی باتیں کیسے چلائیں؟ جو نہ صرف یہ کہ مشورہ سے طے شدہ نہیں ہیں بلکہ ان سے کام بنیادوں سے ہٹتا ہے اور نہج بدلتا ہے۔ ہر جگہ اختلاف انتشار اور خلفشار ہے۔ آخرت کا فکر، دین کا اور امت کا غم اور اپنی اصلاح اور تربیت کا پہلو جو اس کام کی روح تھی وہ مفقود ہو رہی ہے۔

مولوی سعد سلمہ اس وقت ایک ایسے عملے کے گھیرے میں ہیں جس نے حضرات

کی صحبت نہیں پائی ہے جو اپنے مفاد کے لیے ان کی ہر بات کو سراہتا ہے اور انھیں اس غلط فہمی میں ڈالے ہوئے ہے کہ کام کو جتنا انھوں نے سمجھا ہے اتنا نہ اگلوں میں سے کسی نے سمجھا تھا نہ موجودہ لوگوں میں کوئی سمجھتا ہے۔ جب وہ اپنی ان نئی باتوں کو بیان کرتے ہیں تو اس وقت یہ کہتے ہیں کہ میں قرآن، حدیث اور سیرت سے تمہیں سمجھا رہا ہوں اور کام کو قرآن، حدیث اور سیرت پر لانا چاہتا ہوں، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے اکابر نے جو کام کیا وہ قرآن، حدیث اور سیرت سے مستنبط نہیں تھا؟

بیانات میں بے دھڑک نکتہ چینی، تنقید، تحقیر، تحکمانہ انداز، اجتہاد اور نئی نئی تشریحات یہ سب چیزیں ہمارے اکابر کے نہج کے خلاف ہو رہی ہیں۔ روزانہ کوئی نہ کوئی نیا شوشہ چھوڑا جاتا ہے۔ علماء اور مشائخ حیران اور فکرمند ہیں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ اگر یہی رخ رہا تو وہ وقت دور نہیں کہ علماء اس کام کے خلاف ہو جائیں اور امت کا سنجیدہ طبقہ بھی اس کام سے دور ہو جائے گا۔

کام کی اجتماعیت اور اس کے نہج کی حفاظت کے لیے گزشتہ نومبر ۲۰۱۵ء کو دنیا کے تمام پرانوں کی موجودگی میں حضرت جیؒ کی شوریٰ کی تکمیل کی گئی جس میں میں خود بھی موجود تھا مگر حیرت ہے کہ مولوی سعد سلمہ نے اسے ماننے سے انکار کر دیا اور اس انکار کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔

دنیا میں کوئی بھی دینی، تعلیمی یا ملی ادارہ، امت کا کوئی بھی اجتماعی کام شوریٰ کی سرپرستی، نگرانی اور رہبری کے بغیر نہیں چل رہا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔ امت کے اتنے بڑے کام کو کسی ایک فرد کے حوالے کر دینا اور اس فرد کا اس عالی کام کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا ایک سنگین اور خطرناک صورت حال ہے۔ کوئی بھی فرد اپنی فطری کمزوریوں اور نفس کی آلائشوں سے مبرا نہیں ہے۔ (وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء) غالباً اسی

بات کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ آئندہ یہ کام ایک شوریٰ کی نگرانی میں چلے گا۔

(دیکھئے آخری مکتوب، مکاتیب مولانا الیاسؒ، از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

میں یہ تحریر عنداللہ مسئولیت اور احتساب کے ڈر سے لکھ رہا ہوں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے اکابر کے نہج پر کام کرتے رہنے کی اور نئی نئی باتوں کے داخل کرنے سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

فقط والسلام

بندہ محمد یعقوب غفرلہ

خط نمبر ۲۱

مولانا احمد لاٹ صاحب کی تحریر اپنے موقف کے اظہار میں

(مندرجہ ذیل عبارت حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب نے حضرت مولانا ابراہیم صاحب کے خط کے آخر میں اپنے موقف کی وضاحت کے سلسلہ میں تحریر فرمائی ہے)

مورخہ ۲۸/اگست ۲۰۱۶ء

مولانا ابراہیم صاحب کی مذکورہ بالا تحریر کے بعد اندرون ملک اور بیرون ممالک کے احباب نے بندہ کا موقف دریافت کیا اس کے بعد مولانا محمد یعقوب صاحب نے بھی اپنا موقف بیان کردیا۔ اس سلسلہ میں بندہ یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب دونوں کے موقف سے مجھے مکمل طور پر اتفاق ہے۔ بنگلہ والی مسجد کے موجودہ حالات اسی صورت میں درست ہوسکتے ہیں جبکہ ان دونوں حضرات کی تجویز کو عمل میں لایا جائے۔

بندہ

احمد لاٹ

مقیم حال سورت، گجرات

خط نمبر ۲۲

عرب ذمہ داران کی اصلاحی کوششوں کی کارگزاری

مورخہ ۱۸/محرم الحرام ۱۴۳۸ھ، بمطابق ۱۷/۱۰/اکتوبر ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت حضرات مشائخ ہند، پاکستان اور بنگلہ دیش

(اللہ آپ حضرات کی حفاظت فرمائے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين سيدنا و حبيبنا محمد و على اله اجمعين و بعد!

ہمیں حاجی عبدالوہاب صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ (رائیونڈ) کی طرف سے مکالمہ موصول ہوا جس میں اس بات کا اظہار کیا گیا کہ آپ لوگ مرکز نظام الدین میں حضرات کے درمیان موجودہ اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کو قریب کرنے کی کوشش کریں جس میں ایک جانب حضرت مولانا ابراہیم دیولا (گجرات)، حضرت مولانا احمد لاٹ، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب گودھرا، بھائی محمد فاروق صاحب (بنگلہ) پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب (مدراسی)، پروفیسر ثناء اللہ صاحب (علی گڑھ)، پروفیسر محمد خالد صدیقی صاحب (علی گڑھ) ہیں اور دوسری جانب حضرت مولانا محمد سعد صاحب حفظہم اللہ جمیعاً ہیں یہ ٹیلی فون رمضان المبارک میں رونما ہونے والے اس ناگوار حادثہ کے بعد آیا جس کی وجہ سے مرکز کے یہ آٹھ بڑے حضرات نے مرکز چھوڑ کر اپنے اپنے علاقوں میں تشریف لے گئے۔

اس حکم کی بنیاد پر ہم نے مندرجہ ذیل کام کیے۔

اولاً عیدالفطر کے بعد:

۱- ہندوستان گئے اور نظام الدین میں مولانا سعد صاحب سے ملاقات کی اور

قریب لانے کی کوشش میں اپنی خدمات پیش کیں جس پر مولانا سعد صاحب نے یہ کہتے ہوئے ہمیں مرحبا کہا کہ آپ اللہ کی طرف سے مدد بن کر آئے ہیں اور یہ فرمایا کہ جن حادثات کا ذکر آپ سن رہے ہیں یہ ایک فساد برپا کرنے والا ایک گروہ ہے۔ جس کا تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں اور وہ مرکز میں فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے (ہمیں اس بات پر بہت تعجب بھی ہوا یہ لوگ مرکز میں داخل ہونے کی کیسے جرأت کر سکتے ہیں اور پھر ایک خاص جماعت کو انھوں نے زدوکوب کیوں کیا اسی خاص موقع پر کیوں؟) ہم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۲- پھر ہم نے حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب، حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب گودھرا، بھائی فاروق صاحب (بنگلور) و دیگر حضرات سے ملاقات کی انھیں بھی مرکز کے موجودہ حالات پر بہت غمگین پایا، انھوں نے فرمایا کہ ہم نے مولانا محمد سعد صاحب کو سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ بڑوں کے طرز پر کام کو چلایا جائے اور ہماری ان کوششوں کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ابھی تو وقت بہت تنگ ہے، سفر حج قریب ہے، اس کام کے لیے کئی مجلسیں درکار ہوں گی۔ اس لیے بہتر یہ ہے یہ کام حج کے بعد ہو۔

۳- پھر ہم نے مولانا محمد سعد صاحب اور باقی مشائخ سے حج کے بعد میں اس کام کو کرنے لیے عرض کیا جس پر سب نے اتفاق کیا۔

ثانیا حج کے دوران:

۱- حضرت مولانا محمد سعد صاحب سے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور منی میں تقریباً چار ملاقاتیں ہوئیں اور سب حضرات سے کئی مرتبہ بات چیت کے بعد ۱۵/۱۱ اکتوبر کا وقت طے ہوا اس طور پر کہ ہم دو دن پہلے حاضر ہوں گے اور طرفین کے موجودہ اختلاف کے بنیادی نکات کو جمع کریں گے۔

۲- حضرت مولانا محمد سعد صاحب سے تحریری طور پر یہ بھی عرض کیا گیا کہ بعض احباب کو مشورہ اور معاونت کے لیے اس جماعت میں شامل کر لیا جائے اور ان کے نام بھی

پیش کیے جس پر انھوں نے بھی موافقت ظاہر فرمائی، پھر ہم نے سارے احباب کے سامنے ان ناموں کو پیش کیا اور سب کا ان ناموں پر اتفاق ہوگیا۔ اور ایک جماعت اس کام کے لیے تشکیل پائی جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے چھ پرانے احباب پر مشتمل تھی اور سب احباب نے (بشمول حضرت مولانا محمد سعد صاحب) اس سے اتفاق فرمایا۔

۳-اسی دوران یہ خبر پھیلائی گئی کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے مرکز نہیں چھوڑا ہے بلکہ وہ بیماری کی وجہ سے گھر تشریف لے گئے ہیں اور حج کے بعد واپس تشریف لے آئیں گے۔ جس پر مولانا ابراہیم صاحب نے ایک تحریر لکھی اور مرکز سے واپس جانے کی اصل وجہ کے بارے میں صراحت فرمائی تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ مرکز میں وہ چیزیں جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد انعام صاحب رحمہم اللہ کے زمانے میں نہیں تھیں اور اب چلائی جارہی ہیں وہ ان سے متفق ہیں۔ کچھ لوگوں کی طرف سے اس تحریر کی تکذیب سامنے آئی کہ یہ حضرت مولانا محمد ابراہیم دیولا صاحب کی تحریر نہیں ہے، ان کی طرف جھوٹ منسوب ہے لیکن پھر یہ حقیقت سامنے آئی کہ حضرت مولانا واقعی مرکز چھوڑ کے چلے گئے ہیں اور گجرات کے کسی مدرسہ میں بخاری شریف پڑھا رہے ہیں۔

۴-حضرت مولانا محمد سعد صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ امور طے کرنے والا فیصل ایک ہی آدمی ہونا چاہیے، یا تو وہ خود یا مولانا ابراہیم صاحب۔ لیکن میوات اور یوپی والے مولانا محمد ابراہیم صاحب پر راضی نہیں ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا کہ ان امور پر دہلی مین سب مشائخ کی ملاقات کے وقت بات ہوگی، جس کی مولانا نے موافقت فرمائی اور اسی موافقت کے بعد ہم نے واپسی کی اجازت چاہی۔

ثالثاً حج کے بعد:

۱-بعض احباب نے ہمیں اس سفر میں موجودہ خدشات سے ڈرایا بلکہ بعض احباب نے حفاظتی تدابیر کے لیے نصیحتیں شروع کردیں اور یہ کہا کہ حضرت مولانا محمد سعد

صاحب آپ لوگوں سے نہیں ملیں گے جس سے محسوس ہوا کہ انھیں کوئی بات پہنچی ہے۔ لیکن انھوں نے کچھ بتایا نہیں۔

۲-اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم نے ہندوستان کے سفر کا ارادہ کیا۔ ۱۲/اکتوبر کو جیسا کہ سب کے آپسی اتفاق سے طے ہوا تھا، جانے کا پروگرام طے کر لیا لیکن جماعت کے دو ساتھی چند ذاتی مصروفیت کی وجہ سے نہ جا سکے اور ہم چار احباب گئے۔

۳-مقررہ تاریخ پر ہم ہندوستان پہنچے اور یہ طے کیا کہ طرفین میں سے کسی کے یہاں بھی قیام نہ کیا جائے تاکہ سب احباب کو اطمینان ہو جائے کہ ہم بالکل غیر جانب دار ہیں اور ہمارا کسی طرف جھکاؤ نہیں اور ایک گھر کرایہ پر لیا۔

۴-اگلے دن مولانا محمد سعد صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو مولانا نے بالکل بشاشت سے ملاقات نہیں فرمائی اور جب ہم نے اس سلسلہ میں بیٹھنے کے لیے وقت مانگا تو مولانا کا چہرہ سرخ ہو گیا اور تمام لوگوں کے سامنے غصہ میں چیخ کر فرمایا ''کیوں آئے ہو؟ نظام الدین کے کاموں میں کیوں دخل اندازی کر رہے ہو؟ اور یہ کام تم لوگوں کی سطح سے بہت اوپر کا ہے۔'' تو ہم نے جواباً عرض کیا کہ آپ کی موافقت ہی پر ہم حاضر ہوئے ہیں تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ وہ کام ہو گیا اور اب یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور کام ٹھیک ٹھاک ہو رہا ہے۔ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو مرکز چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور ان سے کہہ دو کہ ان لوگوں کو مرکز کی حاجت ہو تو واپس آ جائیں اور یہاں اعمال میں شرکت کریں۔

۵-اس کے بعد ہم نے درمیان میں اور واسطے تلاش کیے اور بعض قریبی حضرات کے ذریعہ کوشش کی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

☆ مرکز میں موجودہ ذمہ داروں میں ایک مولوی شہزاد ہیں ان سے بات کی اور ان کو اس اختلاف کے پیش نظر عالمی سطح پر امت میں ہونے والے توڑ سے آگاہ کیا کہ ہر دو طرف کے حامی موجود ہیں اور ہمیں چاہیے کہ جلد از جلد اس اختلاف کو ختم کیا جائے تو انھوں نے وعدہ کیا لیکن پھر انھوں نے کوئی فون نہیں کیا۔ ہم نے خود فون کیا تو انھوں نے کہا کہ میں

مولانا سے مشورہ کر کے بتاتا ہوں۔اس کے بعد انھوں نے پہلے خود ہمارے ساتھ فجر کے بعد بیٹھنے کی پیش کش کی اور مسجد میں بیٹھنا طے ہوا۔اس ملاقات کی تفصیل آگے ذکر کی جائے گی۔

☆ ہم نے دہلی کے ایک صاحب سے جو مولانا محمد سعد صاحب کے مقربین میں سے ہیں بات کی۔انھوں نے مولانا محمد سعد صاحب کے سامنے ہماری درخواست رکھی اس پر مولانا نے ارشاد فرمایا کہ عمومی دسترخوان پر کھانے کے وقت آجائیں اور نظام الدین مرکز، عوام کے ساتھ اعمال میں شرکت کے لیے ہر وقت کھلا ہے۔اس پر ان صاحب نے عرض کیا کہ یہ احباب اختلافات کے حوالے سے بات کرنے کے لیے آپ سے وقت لے کر آئے ہیں تو مولانا سعد صاحب نے اس کو مسترد فرمادیا اور دھمکی آمیز لہجہ میں فرمایا کہ تم ہی ان لوگوں کے یہاں آنے کے ذمہ دار ہو اور خبردار اگر انھوں نے اس بارے میں کوئی بات کی تو مجھے غصے آجائے گا اور میری آواز بلند ہونے پر سب میوات والے تھوڑی دیر میں یہاں جمع ہو جائیں گے اور پھر یہ لوگ مرکز سے تو کیا میرے کمرے سے بھی نہیں نکل سکیں گے۔ہم نے یہ ساری بات سنی تو ہم حیرت میں پڑ گئے کہ وہ بات جو مولانا نے عید کے بعد کہی تھی کہ یہاں فتنہ برپا کرنے والی ایک مفسد جماعت ہے اور اب یہ بات کہ یہ لوگ صحیح سالم نکل نہ سکیں گے اور دل ہی دل میں سوچتے رہے کہ حیرت ہے کہ اس طرح کی دھمکی تبلیغی مرکز سے دی جارہی ہے۔

٦-جب ہم نے تمام کوششیں رایگاں جاتی ہوئی دیکھیں اور یہ دیکھا کہ تمام مشائخ حج میں طے شدہ پروگرام کے مطابق دو دن سے مولانا سعد صاحب سے ملاقات کے انتظار میں ہیں تو مولانا سعد صاحب کو ایک خط ارسال کیا کہ مشائخ انتظار میں ہیں کہ آپ کوئی مناسب وقت اور جگہ طے فرمائیں خط کے مضمون کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''حج کے دوران آپ کی موافقت کے بعد جو ملاقات آپ کے اور ہندوستان کے پرانے احباب کے درمیان مختلف فیہ امور پر بات چیت کے لیے اس ماہ کی ۱۵/تاریخ (یعنی آج کی تاریخ) طے ہوئی تھی۔ اس ضمن میں یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ تمام احباب آپ سے ملاقات کے لیے دہلی میں موجود ہیں اور آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں اس لیے آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ کوئی مناسب وقت اور جگہ طے فرمادیں اور کل شام تک مشائخ آپ کے جواب کے منتظر رہیں گے۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے علاقوں میں واپس تشریف لے جائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کے ہاتھ سے خیر جاری فرمائیں اور امت کو جمع فرمائے''۔

۷- اس کے بعد مولوی شہزاد نے ہمیں فون کیا اور ہم سے ہماری قیام گاہ پر ملاقات کے لیے وقت مانگا ہم نے عرض کیا کہ بہتر ہے ملاقات ایسی مسجد میں ہوجائے جو آپ کے اور ہمارے درمیان کی مسافت پر ہو۔ اگلے دن صبح ایک جماعت تشریف لائی جس میں مولوی شہزاد، بھائی مشتاق اور بھائی مرسلین تھے ان احباب نے کہا ''مرکز تمام لوگوں کے لیے کھلا ہوا ہے اور مشائخ اعمال میں شرکت کے لیے تشریف لا سکتے ہیں۔ اس پر ہم نے دہلی میں موجود ان حضرات کو اطلاع دے دی کہ مولانا محمد سعد صاحب بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہیں لہٰذا آپ حضرات واپس جاسکتے ہیں۔

۸- اسی دن ظہر کی نماز کے بعد پولیس کی طرف سے ایک آدمی آیا اس کے پاس ہمارے پاسپورٹ کی فوٹو کاپیاں تھیں اور ہمارے بارے میں پوچھ گچھ شروع کردی۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا، گھر کے مالک نے تفصیل پوچھنے کے لیے پولس آفس کو فون کیا تو انھوں نے بتایا کہ اینٹی ٹیررزم فون نمبر پر اطلاع ملی ہے کہ اس گھر میں کچھ مشتبہ عرب لوگ موجود ہیں۔

۹- ہم نے مشورہ کیا کہ کوئی کام باقی تو نہیں رہا جب کوئی حل اور وسیلہ نہ پایا تو اسی دن ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ واپس آگئے۔

۱۰- واپسی کے وقت پھر ہم نے مولانا محمد سعد صاحب کو ایک خط ارسال کیا جس میں یہ عرض کیا گیا تھا کہ ہم ہر وقت جب وہ چاہیں صلح کی کوشش کرنے کے لیے تیار ہیں اس خط کا مضمون مندرجہ ذیل ہے:

''ہم آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے گھرانے کا جو احسان وفضل ہم پر اور ساری امت پر ہے اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھرانوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت کی تجدید کا کام لے کر امت پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ اسی بنا پر ہم آپ سے اور آپ کے خاندان کے ہر فرد سے محبت کرتے ہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری بڑی تمنا تھی کہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں اور آپ کے اور دیگر اکابرین کے درمیان اختلاف کو حل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ کسی ایسے حل پر پہنچ جائیں جس سے امت ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچ جائے اور یہ سب ہم نے اپنے طور سے نہیں کیا بلکہ آپ کی موافقت سے ہم حاضر ہوئے اور پھر آپ کے انکار اور ساتھ نہ بیٹھنے کی بات سن کر دلی صدمہ ہوا۔ حالانکہ آپ حج کے موقع پر اس کے مشتاق نظر آرہے تھے۔ ہم نے اس بات کی کوشش کی کہ تمام حضرات کو حسب اتفاق آپ کے پاس جمع کیا جائے لیکن اس پر بہت زیادہ تعجب ہوا کہ آپ اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار نہیں جو اس مبارک کام میں آپ کے شانہ بہ شانہ رہے اور وہ سب اس کام کے پرانے حضرات ہیں''۔

اس کے باوجود آپ کی محبت اور آپ کا احترام ہمارے دلوں میں ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ پاک ہم سب کی ایسی رہنمائی فرمائے جس پر سب دل جڑ جائیں۔ آمین

ہماری بہت خواہش تھی کہ ہم خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن ہم ایک شخص کی بات پر چونک گئے جس نے ہم سے کہا:

''اگر آپ لوگ مولانا سے ملاقات کے لیے حاضر ہوں تو کسی بھی اختلافی معاملہ میں بات نہ کریں اگر آپ نے بات کی تو مولانا محمد سعد صاحب غصہ ہو جائیں گے اور ان کی آواز بلند ہو جائے گی اور پھر میواتی آ جائیں گے پھر آپ لوگ مرکز سے درکنار مولانا کے کمرہ سے بھی نہیں نکل سکیں گے''۔

چنانچہ ہم نے مشورہ کیا کہ ان حالات میں آپ سے ملاقات مناسب نہیں۔اس سب کے باوجود ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے نہ آنے کی وجہ یہ نہیں کہ ہم ناراض ہیں۔البتہ ہم لوگ غم گین ہیں کہ بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ پاک ہم سب کو ایسے کام کی توفیق دے جس سے ساری امت کے دل خیر اور تقویٰ پر جمع ہو جائے۔یہی نہیں بلکہ ہم اب بھی کسی بھی وقت اختلاف کو دور کرنے اور تقارب کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرنے کے لیے تیار ہیں جس وقت آپ چاہیں ہمیں حکم فرمائیں۔

ان امور کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساری امت کے چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہماری توبہ قبول کرے اور ہمیں اس عظیم کام سے،صفوں میں اتحاد سے اور دلوں کے جوڑ سے محروم نہ فرمائے۔آمین بے شک وہ بڑا سخی اور کرم کرنے والا ہے۔

فقط والسلام

غسان وفاضل

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی جماعت مصالحت کی طرف سے

قسط نمبر ۴

کام کی حفاظت کے لیے حضراتِ اکابر کی جانب سے پیش کیے گئے خطوط

وضاحتی تحریر

اس قسط میں ۷؍خطوط (۲۳ تا ۲۹) جمع کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

خط نمبر۲۳:

رائے ونڈ اجتماع مورخہ ۴ تا ۱۳؍نومبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر شوریٰ کے ۱۳؍ میں سے ۹؍افراد یکجا ہوئے۔ اس کے علاوہ نظام الدین کے ۱۲؍افراد پر مشتمل ایک وفد بھی آیا مگر مولانا سعد صاحب خود تشریف نہیں لائے۔ پہلے اجتماع کے بعد مورخہ ۶؍نومبر ۲۰۱۶ء کو محترم حاجی صاحب نے مغرب کی نماز کے بعد ممالک کے ذمہ دار احباب کے مجمع میں بیان فرمایا۔ اس کے بعد حضرات شوریٰ نے مشورہ کیا کہ یہ ساری باتیں قلمبند کر کے مولانا سعد صاحب کو بھیجی جائیں۔ چنانچہ اگلے دن مورخہ ۷؍نومبر ۲۰۱۶ء کو حضرات شوریٰ نے دستخط کے ساتھ ایک تحریر تیار کی (خط نمبر۲۳) اور ایک قاصد کو اس خط کے ہمراہ مولانا سعد صاحب کو بلانے کے لیے بھیجا گیا مگر یہ کوشش بھی رائیگاں رہی۔

خط نمبر۲۴:

اس کے بعد حضرات شوریٰ نے موجودہ حالات میں کام کی حفاظت اور کام کو الجھن سے نکالنے کے لیے باہمی مشورہ سے کچھ باتیں طے فرمائیں اور ان سب باتوں کو لکھ کر ایک خط (خط نمبر۲۴) دنیا کے پرانے کام کرنے والے ذمہ داران کے نام اپنے دستخط کے ساتھ ارسال فرمایا۔

خط نمبر۲۵:

رائے ونڈ کے پرانوں کے جوڑ مورخہ ۱۵ تا ۱۹؍مارچ ۲۰۱۷ء کے موقع پر مختلف ممالک کے احباب حضرات سے الگ الگ سوالات کرتے رہے، مثلاً:

☆ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے جو اپنی حیات میں شوریٰ بنائی تھی وہ کس مقصد کے لیے بنائی تھی اور کیسے وجود میں آئی تھی؟

☆ رائے ونڈ اجتماع ۲۰۱۵ء میں شوریٰ کی تکمیل کس طرح ہوئی ؟

☆ ہندستان کے اکابرین نے نظام الدین کیوں چھوڑا ؟

ان سب سوالات کے جواب کے لیے مشورہ سے ۱۸/ مارچ کو ایک مجلس ان ذمہ دار حضرات کے ساتھ قائم کی گئی۔ اس اہم مجلس کی مختصر کارگزاری کے لیے خط نمبر ۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔

خطوط ۲۶ اور ۲۷:

۷/ اگست اور ۵/ ستمبر ۲۰۱۷ء میں محترم حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم نے یہ مبارک تحریریں (خط نمبر ۲۶ اور ۲۷) لکھی، جس میں تمام کرنے والوں کو موجودہ حالات کے حوالے سے کچھ اہم اعمال کی پابندی کی ترغیب دی۔

خط نمبر ۲۸:

رائے ونڈ اجتماع مورخہ ۲ تا ۱۲/ نومبر ۲۰۱۷ء کے موقع پر شوریٰ کے احباب اکٹھے ہوئے۔ اس موقع پر اکثر ممالک کے احباب کی طرف سے یہ تقاضہ آیا کہ کام کی صحیح شکل کی وضاحت سامنے آنی چاہئے۔ چنانچہ پہلے اجتماع کے بعد مورخہ ۵/ نومبر کو مختلف ممالک کے امور پر شوریٰ کے حضرات کی طرف سے ایک وضاحتی تحریر (خط نمبر ۲۸) اراکین شوریٰ کے دستخط کے ساتھ تیار کی گئی اور اگلے دن مورخہ ۶/ نومبر کو سنائی گئی۔

خط نمبر ۲۹:

رائے ونڈ کے پرانوں کے جوڑ، مورخہ ۱۵ تا ۱۸/ مارچ ۲۰۱۸ء کے اختتام پر مختلف ممالک کے ذمہ داروں کی طرف سے یہ رائے آئی کہ دعوت وتبلیغ کے موجودہ اختلافات کی وجوہات کیا ہیں اور ان کا حل کیا ہو؟

اس سلسلے میں غور وخوض کے بعد احباب شوریٰ نے ہند و پاک کے دیگر اہم اکابر کے ساتھ مل کر مؤرخہ ۲۰/ مارچ ۲۰۱۸ء کو ایک تحریر تیار کی جو خط نمبر ۲۹ کے نام سے درج ہے۔

خط نمبر ۲۳

رائے ونڈ اجتماع (نومبر ۲۰۱۶ء) کے موقع پر عالمی شوریٰ کا خط

بنام مولانا سعد صاحب

مورخہ ۶ ؍صفر ۱۴۳۸ھ، بمطابق ۷؍نومبر ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم محمد سعد سلمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے امید ہے کہ آپ کے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

محترم حاجی صاحب مدظلہ العالی نے کل مورخہ ۶ ؍نومبر ۲۰۱۶ء بعد نماز مغرب ممالک کے ذمہ دار احباب کے مجمع میں بیان فرمایا اور سب کام کرنے والوں کو نظام الدین جانے کی طرف متوجہ فرمایا اور ساتھ ساتھ چند بنیادی امور کو خاص طور پر بیان فرمایا۔

۱۔ مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر جو مشورہ نظام الدین میں ہوا تھا اس میں حضرت جیؒ کی پوری شوریٰ کا اس پر اتفاق ہوا تھا کہ کام مشورہ سے چلے گا اور کوئی بھی امیر نہ ہوگا اور نظام الدین میں بیعت نہ ہوگی۔

۲۔ گزشتہ اجتماع نومبر ۲۰۱۵ء کے موقع پر میں نے احباب کے مشورہ سے شوریٰ کی تکمیل کی اور اس پر میں نے ۱۰۱ مرتبہ (اللّٰھم خرلی واختر لی) پڑھ کر دستخط کیے۔

۳۔ سب شوریٰ والے جس پر متفق ہوں وہ بات چلائی جائے۔

۴۔ مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جب ملکوں کے احباب

اپنے امور پیش کرتے تو مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے کہ ہمارے کچھ مشورے والے مکہ مکرمہ میں ہیں، کچھ مدینہ منورہ میں ہیں اور کچھ پاکستان میں۔ ہم جب جمع ہوں گے تو ان امور پر مشورہ کریں گے مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ملکوں کے احباب سے یہ کہا گیا کہ اپنے امور نظام الدین لکھیں، اس کی نقل رائے ونڈ بھیجیں، مولانا انعام الحسن صاحب اس پر ہماری رائے لے کر فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ اب ہندوستان والے ہماری رائے پوچھتے ہی نہیں۔ برسوں سے ہم صبر کر رہے ہیں اور استغفار۔

حاجی صاحب کے ان ارشادات سے یہ بات واضح ہوئی کہ کام اپنے اکابر کے نہج اور طریقے پر کیا جائے اور اس میں کوئی ترمیم واضافہ شوریٰ کے اتفاق کے بغیر نہ ہو۔

شوریٰ کی تکمیل والی تحریر پر آپ کے دستخط ہوں اور حاجی صاحب کے پچھلے خط مورخہ ۴/جنوری ۲۰۱۶ء کے مطابق نظام الدین کی شوریٰ میں لیے گئے ۵/احباب ہی نظام الدین کے امور کے سلسلے میں نوبت بہ نوبت فیصل بنتے رہیں۔

ان امور پر شوریٰ کے یہاں موجود نو احباب متفق ہیں۔ آپ اس کو منظور فرمالیں تو یہ احباب بخوشی نظام الدین آنے کو تیار ہیں۔

ان شاء اللہ اس طرح سے کام کرنا آپس میں جوڑ ومحبت اور کام کی ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات کے مطابق کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

دستخط:

۱۔حاجی محمد عبدالوہاب صاحب　　۲۔مولانا ابراہیم دیولا صاحب
۳۔مولانا محمد یعقوب صاحب　　۴۔مولانا احمد لاٹ صاحب
۵۔مولانا نذرالرحمٰن صاحب　　۶۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب

۷۔مولانا عبید اللہ خورشید صاحب ۸۔مولانا محمد زہیر الحسن صاحب

۹۔مولانا ضیاء الحق صاحب

حاجی صاحب نے مزید یہ فرمایا کہ نظام الدین اور رائے ونڈ والے خوب رو رو کر اللہ سے مانگیں۔

خط نمبر ۲۴

رائے ونڈ اجتماع (نومبر ۲۰۱۶ء) کے موقع پر عالمی شوریٰ کا خط ممالک کے ذمہ داران کے نام

مورخہ ۱۳/نومبر ۲۰۱۶ء

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

مورخہ ۴ تا ۱۳/نومبر بمطابق ۳ تا ۱۲/صفر المظفر ۱۴۳۸ھ رائے ونڈ کے اجتماع میں شوریٰ کے نو حضرات بفضلہٖ تعالیٰ جمع ہوئے۔ پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں اس عالی جدوجہد کی ترقی کے لیے اور ہر امتی کو اس محنت پر عملی طور پر ڈالنے کے لیے درج ذیل ترتیب کو مفید سمجھا گیا۔

اس کام کو جن بنیادوں اور اصولوں پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، حضرت مولانا یوسف صاحب اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے اٹھایا اور چلایا ہے، اور جن کی وجہ سے پوری امت میں اجتماعیت کی شکل وجود میں آئی ہے، ان بنیادوں کی حفاظت اور طریق کار اور اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے کام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

موجودہ حالات میں ممالک کے ذمہ دار احباب کی طرف سے انھیں پیش آمدہ مسائل کی وضاحت طلب کرنے پر شوریٰ کے حضرات نے درج ذیل ترتیب کو ضروری اور مفید خیال فرمایا ہے۔

۱۔ ممالک کے امور صرف ان مواقع پر لیے جائیں جہاں شوریٰ کے اکثر احباب موجود ہوں اور فی الحال یہ دو مواقع ہیں، رائے ونڈ اور ٹونگی۔

۲۔ شوریٰ کے کسی فرد کی طرف رجوع کرنے کے بجائے اجتماعی طور پر پوری

شوریٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور شوریٰ کی اکثریت کی رائے پر فیصلہ ہو۔

۳۔ ممالک میں کام کرنے والے احباب کا اس ماحول میں آکر وقت لگاتے رہنا بہت اہم ہے۔ اس کے لیے یہ ترتیب طے ہوئی تھی کہ ممالک کے احباب ایک سال اپنے ملک میں، دوسرے سال ہندو پاک و بنگلہ دیش میں اور تیسرے سال دیگر ممالک میں اپنا سالانہ وقت لگایا کریں۔

ہر دو سال بعد ممالک کے ذمہ دار احباب کی بستی نظام الدین آمد حضرت مولانا انعام الحسن کی بیماری اور معذوری کی وجہ سے شروع ہوئی۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے بجائے اوپر ذکر کی گئی ترتیب پر ہی اس ماحول میں آکر وقت لگانا زیادہ مفید ہے۔

۴۔ مسجد وار کام کو صحیح مضبوط رخ پر لانے کے لیے کوشش کی جائے کہ ہر مسجد سے مکمل جماعت نکلے۔ ممالک کے ذمہ دار احباب اپنے یہاں سے نکلنے والی جماعتوں کے کوائف شوریٰ کے پاس بھیجیں اور شوریٰ کی منظوری کے بعد جماعت بھیجی جائے اور ان جماعتوں کے رخوں کے سلسلہ میں متعلقہ ممالک کے ذمہ دار احباب سے رابطہ فرمالیا کریں۔

۵۔ دوران سال پیش آمدہ مسائل کے بروقت حل کے واسطے شوریٰ کے اکابر کی طرف رجوع کیا جائے۔

۶۔ اسی طرح اپنے ممالک میں جوڑ یا اجتماعات کی تاریخوں کی تعین کے لیے بھی شوریٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔

۷۔ جوڑ یا اجتماعات کے لیے ہندو پاک و بنگلہ دیش سے جماعتیں منگوانے کے سلسلہ میں بھی شوریٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔

آئندہ اپنے تمام امور کے سلسلہ میں سابقہ طے شدہ ترتیب کے مطابق خطوط ان

ہی حضرات کے نام بھیجے جائیں اوران کی نقل رائے ونڈ بھیج دیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ جملہ امور میں ہماری بہترین رہبری فرمائیں اور پوری امت کے لیےان مساعی کورشد وہدایت کا ذریعہ بنائے۔آمین!

دستخط:

۱ حاجی محمد عبدالوہاب صاحب

۲ مولاناابراہیم دیولا صاحب

۳ مولانا محمد یعقوب صاحب

۴ مولانا احمدلاٹ صاحب

۵ مولانا محمد زہیرالحسن صاحب

۶ مولانا نذرالرحمٰن صاحب

۷ مولانا عبدالرحمٰن صاحب

۸ مولانا عبیداللہ خورشید صاحب

۹ مولانا ضیاءالحق صاحب

خط نمبر ۲۵

رائے ونڈ کے پرانوں کے جوڑ (مارچ ۲۰۱۷ء) کی ایک اہم مجلس کی کارگزاری

مورخہ ۱۸/مارچ ۲۰۱۷ء

باسمہٖ تعالیٰ

رائے ونڈ کے پرانوں کے جوڑ مورخہ ۱۵/مارچ تا ۱۹/مارچ ۲۰۱۷ء کے موقع پر بحمد اللہ اٹھتر (۷۸) ممالک کے تین ہزار سے زائد احباب نے شرکت فرمائی۔ ان میں بڑی تعداد پہلے اوقات لگائے ہوئے پرانے ذمہ دار احباب کی تھی۔ ۲۷/ممالک کے شوریٰ کے احباب بھی تھے۔ بہت سے احباب مختلف حضرات سے حضرت جیؒ کی قائم کردہ شوریٰ کے بارے میں الگ الگ سوالات کرتے رہے۔ مشورہ ہوا کہ الگ الگ بات کرنے یا جواب دینے کے بجائے پورے مجمع کے سامنے ایک بار ضروری تفصیل بیان کر دینا مناسب ہوگا۔ اس کے لیے ۱۸/مارچ بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ایک نشست ان ذمہ دار حضرات کے ساتھ ہوئی۔ اس نشست میں محترم مولانا محمد یعقوب صاحب، مولانا ابراہیم صاحب دیولا، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولانا زہیر الحسن صاحب، مولانا احسان الحق صاحب، مولانا نذر الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالرحمٰن صاحب ، مولانا عبیدا للہ خورشید صاحب، مولانا ضیاء الحق صاحب، مولانا اسماعیل صاحب گودھرا، ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب، ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب، بھائی فاروق احمد صاحب بنگلور و دیگر علماء، پرانے ذمہ دار احباب اور پاکستان کی شوریٰ کے تمام احباب نے شرکت فرمائی۔ اس مجلس کے شروع میں حضرت جی مولانا انعام

الحسن صاحبؒ کی قائم کردہ شوریٰ اور اس کی تکمیل سے متعلق واقعاتی تفصیل بھائی فاروق احمد صاحب نے پیش کی۔

ایک سوال اور جو مختلف ممالک کے احباب نے ہمارے حضرات سے پوچھا کہ آپ نے نظام الدین کیوں چھوڑا؟ اور چونکہ نظام الدین سے جانے کی وجہ ان حضرات نے اپنے خطوط میں خود بیان فرمائی ہے۔ اس لیے مشورے سے یہ طے پایا کہ ان حضرات نے جو خطوط لکھے ہیں وہ ان حضرات کی موجودگی میں ہی سب کے سامنے آجائے۔

چنانچہ ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب نے حسبِ مشورہ مولانا ابراہیم دیولا صاحب، مولانا یعقوب صاحب اور مولانا احمد لاٹ صاحب کے خطوط پڑھ کر سنائے۔

اس مجلس کے اخیر میں حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولا نے فرمایا یہ کام اللہ کی ایک امانت ہے۔ ہر آدمی اس کا ذمہ دار ہے اس کام کو چلائے، پھیلائے اور اس کام کی نگرانی کرے تاکہ یہ کام صحیح طور پر نسلوں تک جائے۔ اس امانت کا یہ حق ہے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے یہ پوچھا کہ یا رسول ﷺ آپ کے بعد بھی یہ کام رہے گا، تقاضے پیش آئیں گے اور مسائل کھڑے ہوں گے! اگر ان مسائل کا حل ہم قرآن میں یا حدیث میں نہ پائیں تو ان کے حل کے لیے کیا کریں؟ تو فرمایا کہ ''نیک آدمیوں کو پرہیز گار آدمیوں کو جمع کرو اور ان سے مشورہ کر کے عمل کرو ایک آدمی کی بات پر اعتماد مت کرنا۔''

اس لیے ہمارے سامنے الحمد اللہ یہ صورت ہے کہ الحمد اللہ کام کرنے والے ساتھی ہیں، ذمہ دار ہیں، زندگیاں ان کی لگی ہوئی ہیں، پابند ہیں۔ ہم سب مل کر اسی ترتیب پر جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی مشورہ کی اور وہ ایک بڑی سنت ہے، ایسی سنت ہے جس سے امت کی صلاحتیں حق پر آتی ہیں، رائے دینے والے رائے دیں گے جو رائے نہیں دے سکتے

ان کی رائے لے کر ان کی دلجوئی کی جائے گی۔ اس طرح دلوں کو جوڑ کر کے ان کی صلاحیتوں کو کام پر لانے کا یہ بہترین مسنون طریقہ ہے۔ حضورﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے اپنے اپنے دور میں مشورہ کا بہت اہتمام کیا ہے۔ حضورﷺ اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیتے تھے۔ آپ حضرات کی کیا رائے ہے۔ اصل یہی ہے کہ اس امت کا کام آپس کے مشورہ سے چلا کرے جب مشورہ قائم ہو جائے گا سارے مسائل کا حل نکالنا آسان ہو جائے گا۔ کون فیصل بنے؟ کون ذمہ دار بنے؟ کون جائے؟ یہ سارے کام تو مشورہ ہی کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ آپ حضرات سے بھی ہماری یہ درخواست ہے کہ مشورہ کا اہتمام کریں، مشورہ کی جماعتیں بنائیں اور اپنے آپ کو مشورہ کا پابند بنائیں۔ اور اس کام کو امانت سمجھ کر کریں۔

خط نمبر ۲۶

محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی ایک بابرکت تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام

مورخہ ۱۴/ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ، بمطابق ۷/اگست ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمین ومحترمین بندہ، وفقنا الله وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمته اله وبرکاته

امید ہے سب احباب بخیر و عافیت ہوں گے اور شب و روز دین عالی کی مبارک محبت میں لگتے ہوئے اوروں کو بھی لگانے کی سعی فرما رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر سارے عالم کے لیے ہدایت کا فیصلہ فرما دیں۔آمین

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہماری محنت اور قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محنت اور قربانی کے ذرہ برابر بھی مشابہ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ شانہٗ سورج کے برابر کام کر کے دکھائیں گے۔ اس بنا پر ہر جگہ کے کام کرنے والے ساتھی اس کی پوری کوشش کریں کہ ہمارے ہر ساتھی کو ظاہراً و باطناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل نصیب ہو جائے۔ ظاہراً تو کچھ ممکن ہے باطناً ممکن نہیں لیکن ہم اُس کی نیت کر کے اجر لے سکتے ہیں اس لیے آپ احباب اپنی محنت بھی بڑھائیں، قربانی بھی بڑھائیں، اصول و اخلاص کے ساتھ نتیجہ میں اللہ تعالیٰ شانہٗ آپس کا تفرقہ ختم فرما دیں گے اور وَاعْتَصِموا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً پر جو اللہ کی مدد ہے یعنی اجتماعیت پر جو اللہ کی مدد یں ہیں وہ آئیں گی اور اس سے دنیا میں ہدایت آئے گی۔ دعاؤں کا بھی خوب اہتمام ہو، ہر بچہ، بچی، ہر مرد و عورت اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی محنت کا ذمہ دار سمجھے۔ سارے عالم کی ذمہ داری کا احساس کر کے ہر عمل میں لگا جائے تو اس عمل کا اثر سارے عالم پر پڑے گا اور لوگوں میں ہدایت کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوگی۔ ساتھی ایک دوسرے کو خوب سلام کیا کریں اور سلام کو رواج دیں اس سے دِلوں کی کدورتیں دور ہو کر محبت پیدا ہوگی۔ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حب الٰہی کے بعد سب سے افضل عمل حب مسلم ہے۔ مسلم سے محبت بوجہٗ اسلام ہم پر لازم ہے۔ باوجودیکہ اس میں کئی خرابیاں ہوں اور اس وقت کی موجودہ صورت حال کی بنا پر تمام احباب اِن دو دعاؤں کا بہت اہتمام کریں، گھروں میں بھی اہتمام کروائیں۔

۱۔ رَبَّنَا لاتُزِغ قُلوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنا وَهَبْ لَنا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ •

۲۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنا الْحقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنااتِّبَاعتهٗ واَرِنا البَاطِل باطِلاً وَّارزُقنا اجتِنابَهٗ ط •

استغفار کی بھی اور درود شریف کی بھی کثرت ہو۔ ہر مرد و عورت کہیں بھی آئے جائے راستوں پر درود شریف پڑھتے ہوئے آئیں جائیں۔ سارا علاقہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے بھر جائے گا انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی منشاء کے مطابق اس عالی محنت میں لگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منگل مشورہ میں اور شب جمعہ/ شب اتوار کے مجمع میں ساتھیوں کو اِن اعمال کے کرنے کی گزارش کر دی جائے تو نوازش ہوگی۔

فقط والسلام

بندہ محمد عبدالوہاب عفی عن

خط نمبر ۲۷

محترم حاجی عبدالوہاب صاحب کی دوسری تحریر جمیع ساعیان تبلیغ کے نام

مورخہ ۱۴/ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ، بمطابق ۵/ستمبر ۲۰۱۷ء

باسمہٖ تعالیٰ

مکرمی ومحترمی بندہ! وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمتہ الہ وبرکاتہ

اللہ کے فضل واحسان سے امید ہے کہ آپ احباب بعافیت ہوں گے اور دین متین کی عالی محنت کے لئے شب وروز کوشاں وساعی ہوں گے۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر سارے عالم میں ہدایت کی ہوائیں چلادے۔ آمین

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ دنیا میں مسلمان مختلف ممالک میں مختلف قسم کے حالات سے گزر رہے ہیں اس کا احساس پوری امت کو ہو اور پوری امت اس کے لئے فکر مند ہو اور اپنی محنت اور دعا کے ذریعہ سے ان کی مدد کرے، کیونکہ بقدر ذمہ داری کے اللہ تعالیٰ کی مدد اترتی ہے اگر پوری امت سارے عالم کے اعتبار سے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا ذمہ دار سمجھے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے بقدر نازل ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ جب امت کا یقین اور عمل بگڑتا ہے تو سیلاب آتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، آپس میں جنگیں ہوتی ہیں اور اقتصادیات بگڑتی ہے۔ آج پوری امت ان حالات سے گزر رہی ہے یہ نہیں ہے کہ جہاں پر حالات آئیں ہیں انھی کا یقین وعمل بگڑا ہوا ہے بلکہ پوری امت کے یقین وعمل پر فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ کبھی کہیں ظاہر ہوتا ہے کبھی کہیں۔ جیسے بدن کا خون خراب ہو تو پھوڑا کبھی کہیں نکلتا ہے کبھی کہیں۔ اس بناء پر اپنے اپنے علاقے میں مسلمانوں کو یقین وعمل کی درستگی کے ساتھ خوب

استغفار میں اور رورو کر دعا مانگنے میں متوجہ کیا جائے کہ اے اللہ ہمارے وہ گناہ جس کی وجہ امت کے یقین وعمل میں بگاڑ اور فساد آیا پوری امت کی طرف سے ہم معافی مانگتے ہیں، پوری امت کو معاف فرما اور ساری انسانیت جو تیرا کنبہ ہے اس کے دلوں کے رُخ کو اپنی ذات عالی کی طرف پھیر کر دنیا و آخرت کی پریشانیوں اور مصائب سے محفوظ فرما۔ اپنی محنت اور قربانی کو بڑھاتے ہوئے خوب دعاؤں کا اہتمام کیا جائے، اللہ کی رحمت متوجہ ہو گی تو سب حالات درست ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور دعاؤں کی درخواست ہے۔

فقط والسلام

بندہ محمد عبدالوہاب عفی عنہ

خط نمبر ۲۸

رائے ونڈ اجتماع (نومبر ۲۰۱۷ء) کے موقع پر مختلف ممالک کے امور کی وضاحت کے سلسلہ میں عالمی شوریٰ کی تحریر

مورخہ ۵/نومبر ۲۰۱۷ء

۱-تعلیم:

مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھوایا تھا کہ اجتماعی تعلیم میں صرف یہ کتابیں پڑھی جائیں گی۔ حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف فرمودہ فضائل اعمال سے حکایاتِ صحابہؓ، فضائل قرآن مجید، فضائل نماز، فضائل تبلیغ، فضائل ذکر، فضائل صدقات (حصہ اول، دوم) فضائل رمضان، فضائل حج، (ایام حج اور رمضان میں) اور مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج۔

عرب حضرات میں تعلیم کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں ہیں۔ ریاض الصالحین، مشکوٰۃ المصابیح کے آٹھ ابواب، حیاۃ الصحابہؓ اور الادب المفرد۔

۲- گھر کی تعلیم:

مسجد کی تعلیم کے علاوہ گھر میں روزانہ تعلیم ہو تاکہ اعمال کا شوق بڑھے اور پھر مستورات اپنے مردوں کے ذریعے علماء کرام سے مسائل پوچھ پوچھ کر ۲۴/ گھنٹے کی زندگی دین کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں تعلیم کے ساتھ وقتاً فوقتاً چھ نمبروں کا مذاکرہ باری باری ہو تاکہ گھر کے ہر فرد کا دعوت کا مزاج بنے۔

۳-روزانہ کی محنت:

چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر گھر گھر ملاقاتیں کی جائیں ہر فرد کو ایمان اور آخرت کی بات سمجھا کر دعوت کی اہمیت بتلا کر اللہ کے راستے میں نکلنے کے لیے تیار کیا جائے۔

اپنی مسجد میں جو دعوت کی محنت ہو رہی ہے اس میں شرکت کے لیے آمادہ کریں۔

۴-خروج کے زمانے میں مساجد میں قیام کی کیا ترتیب ہو:

باہر سے آئی ہوئی جماعت اور مقامی مسجد کی جماعت دونوں مل کر محنت کی ترتیب بنائیں۔عموماً طور پر تین یا چار دن سے زیادہ ایک مسجد میں قیام نہ ہو۔

۵-ہفتہ وار شب گزاری:

مساجد کی جماعتیں اپنے کھانے بستر کے ساتھ عصر تا اشراق جمع ہوں، جن احباب پر محنت کی ہے ان کو ساتھ لائیں۔تقاضوں کے پورا کرنے کی محنت کریں۔

۶-ممالک کے احباب کے لیے سالانہ خروج کی ترتیب:

ایک سال اپنے ملک میں، ایک سال ہندو پاک اور بنگلہ دیش اور ایک سال تقاضوں پر لگائیں۔

۷-پرانی مستورات سے مذاکرہ:

سال میں ایک دو مرتبہ شہر یا حلقوں کی سطح پر چلّہ اور عشرہ لگائی ہوئی مستورات کو چند گھنٹوں کے لیے مذاکرے کے لیے جمع کر سکتے ہیں۔

ملکوں میں ہونے والے اجتماعات اور جوڑوں میں مقامی ذمہ دار کو فیصل بنایا جائے ہندو پاک اور بنگلہ دیش سے شریک ہونے والی جماعتیں انھیں اپنی رائے دے دیں۔

دستخط:

۱	حاجی محمد عبدالوہاب صاحب	۵	مولانا محمد زہیر الحسن صاحب
۲	مولانا ابراہیم دیولا صاحب	۶	مولانا نذر الرحمٰن صاحب
۳	مولانا محمد یعقوب صاحب	۷	مولانا عبیداللہ خورشید صاحب
۴	مولانا احمد لاٹ صاحب	۸	مولانا ضیاء الحق صاحب

خط نمبر ۲۹

اختلافات کی وجوہات اور اس کے حل کی وضاحت سے متعلق

ہندوپاک کے اکابر تبلیغ کی تحریر

مؤرخہ ۲۰/رجب ۱۴۳۹ھ، مطابق ۲/مارچ ۲۰۱۸ء

باسمہٖ سبحانہ و تعالیٰ

کئی ممالک کے احباب نے یہ سوال کیا ہے کہ دعوت کے کام میں موجودہ اختلافات کی کیا وجوہات ہیں اور ان کا کیا حل ہے؟ حل صرف ایک فرد پر منحصر ہے۔

۱-مولانا محمد سعد صاحب تمام شوریٰ کی موجودگی میں شوریٰ کو تسلیم کرلیں۔شوریٰ کے احباب کے باری باری فیصل ہونے کو مان لیں۔

۲-اکابر ثلاثہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بتلائے ہوئے نہج اور چلائی ہوئی ترتیب پر کام ہو، کوئی نئی ترتیب شوریٰ کے اتفاق کے بغیر نہ چلائیں اور جو باتیں شوریٰ کے اتفاق کے بغیر انھوں نے چلائی ہیں انھیں روک دیں۔

۳-جن باتوں پر اکابر دیوبند کو اعتراض ہے ان باتوں کو اور اُن جیسی باتوں کو بیان کرنا چھوڑ دیں، جس طرح پر اکابر دیوبند کو اطمینان ہو جائے اس طرح ان کو مطمئن کر دیں۔

دستخط:

۱۔محترم حاجی محمد عبدالوہاب صاحب　　　۲۔مولانا محمد یعقوب صاحب

۳۔مولانا محمد ابراہیم دیولہ صاحب　　　۴۔مولانا احمد لاٹ صاحب

۵۔مولانا محمد زہیر الحسن صاحب ۶۔مولانا نذر الرحمٰن صاحب

۷۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب (بمبئی) ۸۔مولانا ضیاء الحق صاحب

۹۔مولانا عبیداللہ خورشید صاحب ۱۰۔مولانا محمد عثمان کاکوسی

۱۱۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب (رائیونڈ) ۱۲۔مولانا محمد احسان الحق صاحب

۱۳۔بھائی حشمت علی صاحب ۱۴۔مولانا محمد احمد بٹلہ صاحب

۱۵۔چوہدری محمد رفیق صاحب ۱۶۔ڈاکٹر روح اللہ صاحب

۱۷۔میاں محمد انور صاحب ۱۸۔بھائی بابر جاوید صاحب

۱۹۔بھائی ارشاد احمد صاحب ۲۰۔بھائی بخت منیر صاحب

۲۱۔بھائی فدا محمد پراچہ صاحب ۲۲۔بھائی سلطان احمد اقبال صاحب

۲۳۔پروفیسر محمد شاہد صاحب ۲۴۔ڈاکٹر نوشاد بیگ صاحب

۲۵۔بھائی محمد علی صاحب ۲۶۔ڈاکٹر منظور احمد صاحب

☆☆☆

تـــکمـــــــلــہ

موجودہ مسائل کا حل اکابرین کی نظر میں

ا۔اب بھی میرے نزدیک مسئلہ کا حل یہ ہے کہ اس شوریٰ کو تسلیم کرلیا جائے اور کام کے تقاضے شوریٰ کی اجتماعیت سے پورے کئے جائیں۔کام کی ترتیب اور نہج کے حوالہ سے پچھلے تین ادوار میں جو طے شدہ امور ہیں ان کو اپنی اصل پر باقی رکھا جائے اور اگر ان میں کسی ترمیم یا اضافہ کی ضرورت ہو تو شوریٰ کی اجتماعیت کے بعد ہی اسے چلایا جائے، فی الوقت اجتماعیت کے متاثر ہونے کی سب سے بڑی وجہ نئی باتوں اور نئی ترتیبوں کو شوریٰ اور پرانوں کے مشورہ اور اعتماد کے بغیر چلانا ہے۔ (حضرت مولانا ابراہیم صاحب)

۲۔ دنیا میں کوئی بھی دینی، تعلیمی یا ملی ادارہ، امت کا کوئی بھی اجتماعی کام شوریٰ کی سرپرستی، نگرانی اور رہبری کے بغیر نہیں چل رہا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔امت کے اتنے بڑے کام کو کسی ایک فرد کے حوالے کردینا اور اس فرد کا اس عالی کام کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا ایک سنگین اور خطرناک صورت حال ہے۔کوئی بھی فرد اپنی فطری کمزوریوں اور نفس کی آلائشوں سے مبرا نہیں ہے۔(وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء) غالباً اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ آئندہ یہ کام ایک شوریٰ کی نگرانی میں چلے گا۔ (حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب)

۳۔مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب دونوں کے موقف سے مجھے مکمل طور پر اتفاق ہے۔ بنگلہ والی مسجد کے موجودہ حالات اسی صورت میں درست ہو سکتے ہیں جبکہ ان دونوں حضرات کی تجویز کو عمل میں لایا جائے۔(حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب)

۴۔بندہ ۱۹۹۵ء سے یہی کہتا آرہا ہے کہ دعوت وتبلیغ کا کام اسی نہج پر'' لکیر کے

فقیر‘‘ بن کے کرتے رہو جس پر میرے نانے ابا (مولانا محمد الیاس صاحبؒ) اور میرے دونوں بہنوئی (مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور مولانا انعام الحسن صاحبؒ) ڈال کر گئے تھے۔ آج بھی میری دل کی گہرائیوں سے یہی درخواست ہے اور تمنا و آرزو ہے کہ مل جل کر محبت و شفقت، اکرام اور مشورہ سے اور پرانوں سے اساتذہ اور بڑوں سے پوچھ پوچھ کر اور ان کی مان کر چلتے رہو جیسا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے پوچھے بغیر اور اباجان مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے مشورہ کئے بغیر کوئی بات نہیں چلاتے تھے۔ اللہ تم سب کا اور ہمارا بھی حامی، ناصر و مددگار بن جائے۔ (آمین)

ہم کسی بھی اہل حق کی نہ تردید کریں، نہ تنقید، نہ تنقیص، نہ تنکیر، نہ تکفیر، نہ تحقیر اور کام میں جدت کو بھول جاویں۔ مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ اگر یہ کام اصولوں سے کیا گیا تو صدیوں کی خیر دنوں میں آئے گی اور اگر اصول سے ہٹ کر کیا گیا تو صدیوں کے فتنے دنوں میں آئیں گے۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم سے کیا چوک ہوئی ہے اور آئندہ اس سے احتیاط کرنی چاہئے۔ (حضرت مولانا طلحہ سہارنپوری صاحب)

۵۔ ہم ساری دنیا میں یہ دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے تمام مسائل کا حل دعوت کی محنت کے اندر ہے۔ اس وقت خود دعوت کی محنت پر ہی مسائل آگئے ہیں اس لیے ان کا حل بھی اسی محنت کے اندر ہے کہ ہم اس محنت کو صحیح نہج پر کریں۔ (پروفیسر ثناء اللہ خان صاحب، علی گڑھ)

۶۔ ان حالات میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت والی محنت کی افادیت ختم ہوگئی، بلکہ آج بھی اس میں افادیت کی وہی تاثیر موجود ہے جو پہلے تھی صرف اس کو صحیح بنیادوں کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسے کوئی قرآن کریم کو غلط پڑھے تو یہ پڑھنے والے کا قصور ہے۔ نفس قرآن میں ہدایت کی تاثیر ہر حال میں موجود ہے۔ (مولانا حکیم عبدالرشید قاسمی صاحب)

• • •